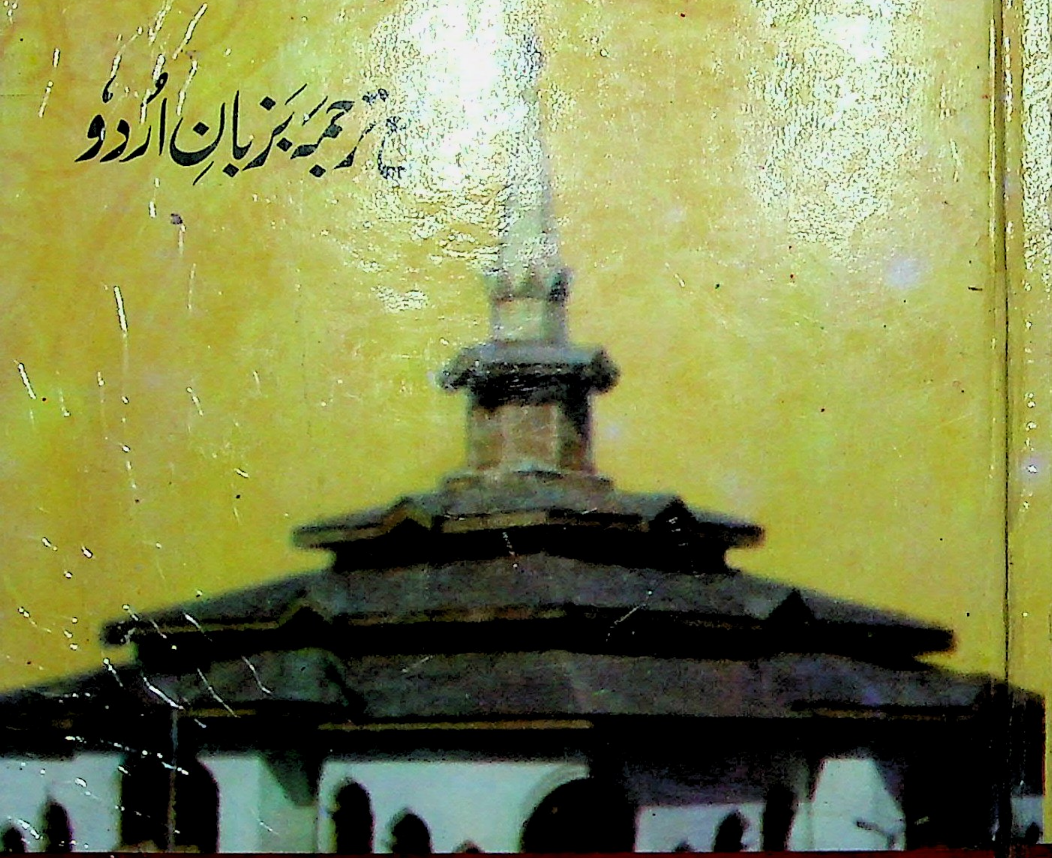
گلدستہ

کلام شیخ العالم

رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ بزبانِ اردو



مکتبہ علم وادب

گلدستہ

کلام شیخ العالم

رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ ــــ بزبان اردو

از

جناب قاری سیف الدین

اشرف سیریز

نام کتاب: گلدستہ کلام شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: قاری سیف الدین

خطاط: شریف احمد اندرابی

قیمت: 150.00

مطبوعہ:
جے کے آفسیٹ پرنٹرس
جامع مسجد دہلی۔٦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چمنستانِ اسلام کا گُلِ سدا بہار۔ آسمانِ ولایت کا انجم تابدار، نظریۂ توحید کا علمبردار، کتاب و سنّت کا ترجمانِ خوش گفتار، مجاہدِ تقویٰ شعار، مُرشد و واعظِ بلند کردار، وادیٔ گلپوش کا محسن و علمدار جناب حضرت شیخ نورالدین نورانی قدس اللہ سرہ العزیز کے نامِ نامی اور اسم گرامی سے کون واقف نہیں۔ ہر کشمیری اپنے اس محسنِ اعظم کو نُندہ ریشی رحؒ کے پیارے نام سے یاد کرتا ہے۔

کشمیری زبان میں "نُند" نورالدّین کا مخفّف ہے۔ لیکن یہ لفظ بھی معنی سے خالی نہیں اور اس کا مطلب ہے صاحبِ فہم و فراست۔ اور اس کی ضد ہے گُند یعنی غبی اور موٹی عقل والا۔ حضرت شیخ علیہ الرحمتہ نے بھی اپنے کلام میں ان

لفظوں کو انہی معانی میں استعمال فرمایا ہے ۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ریشی کے کیا معنی ہیں ؟ کیا یہ رہبانیت اور گنج نشینی کا ہم معنی ہے ۔ اگر ہم ایسا تسلیم کریں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ حضرت شیخ کامل رحمتہ اللہ علیہ جو زندگی بھر قرآنِ پاک کی طرف رجوع کرنے اور اسے اپنا ضابطۂ حیات و قانونِ زندگی بنانے کا درس دیتے رہے خود ہی العیاذ باللہ قرآنی تعلیمات سے منحرف ہو گئے ۔ کیونکہ قرآن پاک ایسے لوگوں کی جنہوں نے رہبانیت کو اپنا شعار بنایا مذمت کرتے ہوئے فرماتا ہے وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ (یعنی رہبانیت انہوں نے خود ایجاد کر لی ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر اللہ کو خوش کرنے کیلئے انہوں نے یہ بدعت نکالی) سورۃ الحدید

جناب رسول الثقلین ؐ رحمتہ للعالمین ؐ کا بھی یہی ارشاد ہے :

لا رہبانیۃ فی الاسلام اسلام میں رہبانیت جائز نہیں (الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے " لا تشددوا علی انفسکم " یعنی " اپنے

اوپر سختی نہ کرو کہ اللہ تم پر سختی کرے۔ ایک گروہ نے یہی تشدد اختیار کیا تھا تو اللہ نے بھی پھر اسے سخت پکڑا دیکھ لو وہ اُن کے بقایا راہب خانوں اور کنیسوں میں موجود ہیں" (ابو داؤد)

خود بھی حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ رہبانیت اختیار کرنے اور دنیا چھوڑ کر جنگلوں میں عبادت کرنے کی مذمّت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

وَن ژُپنہٕ ونہ واندر آسن گگر گوپھن پٔرن واس
یِم پانٕژرن وقتن اگہ مل کاسن نِشہِ آسن بآژن تَمِی چھِ خاص

یعنی جنگلوں اور غاروں میں سکونت کرنا تو بندروں اور چوہوں کا کام ہے۔ ہاں خاص مرتبہ انہی لوگوں کو عطا کیا گیا جو متاہلانہ زندگی گزارتے ہوئے پانچ نمازوں کو قائم و دائم رکھیں گے اور نمازوں سے تصفیۂ قلب اور دل کی صفائی کرتے رہیں گے۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ؎

نَفَر بابہٕ جنگلن گھُسن گیہٕ خٲمی
مے دوّپ یہِ آسہِ بُڑِ عبادت
وُچھتہٕ یہِ آسَ بُڈ بد نامی
سَہٕ آسِ کرِنی گُنی کتھ

اپنے خلیفہ جناب نصیر الدین رحمتہ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں کہ
"جنگلوں کی طرف جا کر بیاباں نوردی کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔
مجھے خیال تھا کہ یہی عبادت ہوگی حالانکہ یہ عبادت نہیں بدنامی
ہے کیونکہ ایک ہی بات جاننے اور پہچاننے کو کہا گیا تھا جسکے
لئے جنگل کی راہ لینا ضروری نہیں تھا۔"

حضرت شیخ العالم علیہ الرحمتہ کی اس رہبانیت شکن طرز زندگی
کے بارے میں بابا داؤد مشکوتی رح لکھتے ہیں کہ :۔

"حضرت شیخ العالم رح بہ غار در آمد و طریق رشید مجدد گردانید
و طریق رہبانیہ و برہمنیہ واہی ساخت" اسرار الابرار ص ۵۹

خوارق السالکین المعروف بہ تاریخ ہادی کے صفحہ ۱۳۴ پر
درج ہے کہ :۔

"آفتاب روےِ زمین شیخ نورالدین کشمیری رح ازیں دیار
سر بر آوردہ و چوں از ازل پاک بودہ در ریاضت شاقہ
مشغول بود۔ بزرگانِ متقدمین مثل حضرت شیخ فرید الدین
شکر گنج رح و حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رح از راہ
باطن در تربیت ایشاں سعی بلیغ کرد بمرتبۂ توحید و عرفاں
رسید چوں عارف معارف ربانی حضرت میر سید محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

دریں دیار لطیف تشریف ارزانی فرمودند"

ظاہر ہے کہ جس اولوالعزم نے حضرت میر سید محمد ہمدانی رح جیسے صاحب علم و پابند شریعت عارف باللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت لی ہو اس کی نظروں میں راہبانہ غار نشینی اور بے مقصد صحرانوردی کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔

جب ریشیت رہبانیت و ترکِ لذات کا نام نہیں تو پھر آخر یہ لفظ کیوں اختیار کیا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ جناب امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی چمنستانِ کشمیر میں تشریف آوری سے پہلے یہاں کی سرزمین ایسے لوگوں سے خالی نہیں تھی جو بے نفس بھی تھے۔ خدا پرست بھی اور انسان دوست بھی تھے۔ ایسے ہی لوگوں کو یہاں کی زبان میں ۔۔۔ جو غالباً سنسکرت سے ماخوذ تھا ۔۔۔۔ ریشی کہا جاتا تھا۔

چونکہ اسلام کسی خاص زبان اور قوم تک محدود نہیں اس لئے اسلام نے کسی بھی زبان سے نفرت نہیں کی اور تعصب نہیں برتا۔

مثال کے طور پر صوفی کا لفظ صالحین و متقین کے لئے

اس دور میں استعمال کیا گیا جب اسلام عرب سے نکل کر عجم کی طرف گامزن ہوا کیونکہ یہ لفظ یہاں پہلے سے موجود تھا اور انہی معنوں میں استعمال ہوتا تھا اسلام نے بھی بلا چون وچرا اس لفظ کو اختیار کیا۔ اور اولیاء وصلحاء کے لئے یہ لفظ بہ طور عزت وتکریم کے پسند کیا گیا اور متداول ہوا۔ بالکل اسی طرح ریشی کا لفظ بھی اسلام نے انہی معنوں میں قبول کیا یعنی صلحاء واتقیاء ریشی کہے جانے لگے۔

حضرت شیخ نورالدین نورانی علیہ الرحمۃ اس لفظ کی حقیقت واہمیت سمجھانے کے لئے خود فرماتے ہیں:-

یِتھ کالہِ یِم ریشی لوٗدی   تِموٚ یِتھ کوٗر بجہِ وشائے
زُو ونہٕ موٗر چھُکھ دِوَن   کر بِنِدن توشہِ خوٗدائے

"یعنی ریشی پرانے زمانے میں تھے اور انہوں نے خدا کی بندگی کا حق کما حقہٗ ادا کیا، میں ان پر جان وتن قربان کرتا ہوں۔"

مختصر یہ کہ ریشی کا لفظ کہنے سے مراد یہی ہے کہ جس بزرگ ہستی کے ساتھ یہ لفظ لگا ہوا ہو وہ اللہ کی نظروں میں محبوب اور عوام الناس کے دلوں میں جاگزیں ہے۔ اور کشمیر کے اس سلسلۂ عالیہ کے امام عالی مقام ہیں ہمارے پیرومرشد

جناب حضرت شیخ نورالدین نورانی رحمۃ اللہ علیہ۔

بد قسمتی سے جناب حضرت شیخ کامل رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ زندگی کما حقہ، محفوظ و موجود نہیں رکھی گئی ہے۔ کوئی شک نہیں کہ اس سلسلہ میں جو کچھ بھی مواد دستیاب ہوتا ہے اُس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جناب شیخ نورالدین علیہ الرحمۃ ایک مردِ کامل، ان تھک مجاہد، دِلدادۂ توحید، عاشقِ رسولؐ اور کتاب و سنّت کے عظیم ماہر و مبلّغ کا نامِ نامی ہے۔ حضرت شیخؒ کے والد بزرگوار بابا سالارالدین علیہ الرحمۃ کشتواڑ سے وادی کشمیر وارد ہوئے اور کولگام کے بزرگ و مردِ کامل حضرت سیّد حُسین سمنانی علیہ الرحمۃ کے طالب و خدمت گزار رہے۔ حضرت شیخؒ کی والدۂ محترمہ سدرہ موج تھیں، یہ جوڑا کیموہ میں رہنے لگا۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں ہی حضرت شیخ کاملؒ کی ولادت ہوئی۔ کیموہ میں آج بھی پانچ مرقدیں نظر آتی ہیں۔ بابا سالارالدین (والد محترم)، محترمہ سدرہ موج (والدہ مکرّمہ) زے دیدی (اہلیہ محترمہ شیخؒ)، بابا حیدر (فرزند ارجمند) زون دیدی (دختر نیک اختر شیخ العالمؒ)

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی ولادت کے متعلق تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ ۷۵۷ھ میں ہوئی ہے۔

حضرت میر محمد ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ نے جو خطِ ارشاد جناب شیخ علیہ الرحمتہ کو عطا فرمایا (یہ خط ارشاد آج بھی خانقاہِ معلیٰ میں موجود ہے) اس پر تاریخ تحریر ۲۵ رجب ۸۱۴ھ درج ہے۔

ابوالفقراء حضرت بابا نصیب الدّین غازی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ علیہ الرحمتہ کے وصال کے کم و بیش ایک سو سال بعد جو ریشی نامہ مرتب فرمایا اس سے حضرت شیخؒ کی پاک زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کے بارے میں بہت کچھ مواد حاصل ہوتا ہے۔

بہر حال چرار شریف میں آسودہ یہ مرد بزرگ آج تک اپنے کلام بلاغت نظام اور اپنے زندہ جاوید کردار سے راہِ حق کی سمت رہبری کرتا رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی کرتا رہے گا۔
خداوند کریم ہمیں صالحین و اولیاءِ کاملین کی اتباع کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

نُندبَن سٕتۍ خوے گُری زے

پٕتۍ بٔنٛدٕ روے قُبلَس گٔنٛزے

پٕتین سٕتین دوہ دٕبن بُرزبے

زَن دِتھ سٕشاہ وُگے کٔنٛز

بَدَن سٕتین خوٗشے نوٗتھوزے

زَن آرکھ تمہٕ نٮ۪ن بانٛن منٛز

ترجمہ اگلے صفحہ پر

نیک لوگوں کی صحبت اختیار کر لے
اور اُن سے محبت رکھ لے۔ یہ وہی
لوگ ہیں جو ہر وقت قبلہ رو ہوتے
ہیں یعنی ہر قدم خدائے کعبہ کے
حکم کے تحت اُٹھاتے ہیں۔ نیک
لوگوں کی صحبت دِل کو نورانی اور
بُروں کی صحبت دِل کو سیاہ بناتی
ہے ؎

نَفسِی کھُڈُس اُٹی اُٹی
نَفسِی کوٚرُس پشے مان
نَفس چھُی مَدہوس ہاکَل ژٹی
نَفس یئمی رۆٹ سُہ ووت لامکان

اپنی نفسانی خواہشات نے مجھے کسی کام کا نہ رکھا یہ ایک بدمست ہاتھی کے مانند ہے جس کسی نے نفس کو قابو کرلیا۔ وہی کامیابی کی معراج پاسکا۔

پۆز دپان پَن زن نٹکھ

اُپز دپان لگی رس

محمدؐ ترأوِتھ اِبلیس رٹکھ

خدائے دیٚتےٚ تہٕ کھٹکھ کس

سچ بولتے ہوئے تھر تھرا اُٹھے گا اور جھوٹ مزے لے کر بولنے سے۔ جناب محمدؐ کو چھوڑ کر ابلیس کا ہو کے رہے گا۔ خدا کی نعمتوں کو جھٹلائے گا۔ بتاؤ تم یہ سب کچھ کس سے پوشیدہ رکھو گے۔

خدا تعالا اوس تہٕ آسی !

سُہ یِیتہِ آرُت کانٛسہِ سٕہ

تکس دِنہار روٗزی آسی

تس آسی ژٕ تس سُہ اسیہِ

بندا پاپھ کران ژٕسی

تس قبرِ ستی کوٗ شرھ وسیہِ

اللہ پاک کی ذات کا احاطہ کوئی
نہیں کر سکتا۔ وہ اوّل بھی تھا
اور آخر بھی ہوگا۔ اُسکی
فیاضی سے ہر ذی روح کو رزق
پہنچتا ہے۔ ہم نے اُس کو بھلا
ڈالا پھر بھی وہ ہماری زندگی
کے سامان فراہم کرتا ہے۔
گناہوں سے تجھے لذّت
حاصل ہوتی ہے۔ یاد نہیں
کہ قبر میں اکیلا جانا ہوگا وہاں
کوئی ساتھی نہیں ہوگا۔

وعدٕ کوٚرتھ تہٕ ۔ کربا

تہٕ کربا ژٕ تس ۔ پیٚیی

اوٚت ژٕ نےٚ ژوٗنتھ خربا

یہٕ سأنٛز مٔژرٕ کوٚنگ وارکھیٚیی

تتہٕ کُس باداری تھربا

یٚیتہٕ نٔنِس کرتل پیٚیی

مرنہ برٛو نیٛھٕے مربا

مُرتھ مسہ تبہ پیٛی

تجھے وعدہ (الست بربکم الاعلیٰ)
بھول گیاہے گدھے (شیطان) کو تونے
اپنے نفس میں راہ دی یہ تیرے نیک
اعمال کی کھیتی تہس نہس کرے گا۔ آگاہ
ہو جا کہ تجھے اس غلطی کا خمیازہ خود ہی
بھگتنا پڑے گا کوئی تیرا سفارشی نہیں
ہو گا۔ اس لئے پہلے سے ہی آخرت
کی فکر کر تاکہ تیرا رتبہ بلند ہو جائے اور
تو کامیاب قرار دیا جائے گا۔

خبر زے تھوٗنے نہٕ رٕ ژھس

تھوکہٕ چانہٕ اتھ پآری زآنی

ناوِ تھپھ کر تو نو ژٕھس

نتہٕ سُدرس تھاہ کتہٕ چانی

تمہاری عقلمندی کس کام کی کہ تجھے اپنی زندگی کے ایک لمحے کی بھی خبر نہیں۔ تمہاری خیر اسی میں ہیکہ زندگی کے انتھاہ سمندر کو پار کرنے کیلئے (اسلام) نجات کی کشتی میں سوار ہو جا۔

دۄہہ اَکہِ لَمہٕ لَم تگہِ یتھ جانَس

اَندی اَندی یار بأےٚ روز نَم کیتی

شِمتھ بأےٚ بأےٚ والنَم سَرانَس

لُمی لُمی بارَو دِنَم ۔ کیتی !

کپراہ ولنَم اُدرِس پانَس

مُندی تہٕ ڈینٹھی لگنم پانَس ستی

ایک دن میری روح قبض ہوگی
دوست واحباب میری میّت کے
گِرد جمع ہوں گے غسل دے کر
میرے گیلے بدن کو کپڑے سے ڈھانکا
جائے گا۔ میرے مرنے کے غم میں
چیخنا چلاّنا ہو گا۔ لیکن ہائے افسوس
یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اچھے
اور بُرے اعمال ہی میرا ساتھ
دیں گے ؛

تراوِتھ یِنم اَنٛدماداَنس

سُمتھ میٚشر پیٚٹھ زبلہٕ نم کیتی

ڈینٛشِتھ کَل کوٚ وٕ مُٹھی ناداَنس

یَتھ شایہٕ وِپر گےٚ رٕہتھ کیتی!

میری میّت کو قبرستان میں دفنایا جائیگا اور میری قبر پر لوگ مٹی ڈالیں گے۔ اے میرے نادان وجود یہ سب کچھ جان کر بھی تو دنیا پرستی کے سیلاب میں غرق ہوا ہے۔

کینٛژَن قبر چھےٚ پوٚش زَن شیرے

کیٚنٛژَن قبر چھےٚ سیاہ چاہ

کیٚنٛہہ گٲی صاحبو چانے ویرے

کیٚنٛہہ گیہ زیرِ اکِہ گُمراہ

ﭼ

کئی لوگوں کے لئے ان کی قبریں گلزار اور پُر بہار ہونگیں اور کئی لوگوں کی قبریں اندھے کنوؤں کے مانند ہونگیں۔ اے لاشریک آقا! کچھ تو تمہاری راہ پر چل پڑے اور کچھ معمولی لغزش سے ہی لڑھک گئے۔

کَنِد پوٚکوٚر تھ میٚشوُنی میٚشوُنی

گێنٛشر ھادِ توُٗ تھنزے وَتے

ژٕ نوٗ کأنٛسہِ ہُنٛد کاشہٕ نوٚچوُنی

واہ ژُوو پایس پینٛتو

۞

اے میرے نفس تو یہاں کی ہر ایک چیز پر اپنا حق جتاتا رہا کچھ تو خدا کی راہ میں خرچ کر۔ خوب سمجھ لے کہ تو کسی کا نہیں اور تیرا کوئی نہیں (یعنی کوئی تیرے کام نہیں آئے گا۔) اے میری جان! ذرا ہوش میں آجاؤ۔

پَتہٕ پَتہٕ پوٚکھ نفسِ شیطانس
ہےَ کَندِ پھوٚرک پاآئی پانسےٕ

زاآلی ڈٔبہِ یٚتھی بٚتیہِ روبہٕ خانس
کھیے کھیے کھٕنگ اَماسٕنےٕ

زِرِیُن زَن کاآلی ہولا گنےَ دانس
ہےَ کَندِ پھوٚرمک پاآنی پانسےٕ

تو نے قدم قدم پر یہاں نفسِ
امارہ (شیطانی خواہشات) کی پیروی
کی بلند و بالا عمارتوں میں راحت حاصل
کرتا رہا۔ قیامت کے روز تجھے جہنم
کے چولھے میں ایندھن کے بدلے
جلنا ہوگا۔ افسوس تو خود ہی اپنا
دشمن بن گیا۔

نفس چھی ہکھ گنڈن آلس تے

خوفچ رز تس شاک موٗر ہاو

تیلی سنخر کری آلس تے

یس کر گونگل سے کرِ کراو

❁

نفس بیل کے مانند ہے اسکو خوف کی رسی سے باندھکر ہر وقت زیر کرتے رہو۔ ایسا کرنے سے ہی ممکن ہے یہ تمہارے کام آئے گا اور جو محنت کرے گا۔ وہی پھل پائے گا۔

لوٗبس تہٕ مُہس دِیتھ رضا

کرٕ ولس پیٹھ زِچھےٚ وُدتہٕ ہاے

پانژہ وقہٕ نماز کُرتھ قضا

توٚک سزا دِیی خُداے

لالچ اور خواہشاتِ نفس نے تمہارا روشن چہرہ مسخ کر دیا ہے اس عالم میں تو نمازیں قضا کرتا رہا۔ یاد رکھو کہ مولائے کریم اس گناہ کی پاداش میں سخت سزا دینے والا ہے ۔



پلِنا کرےیم دلوٗ کُن واتہٕ
یٔیمی دُنی یہَس کوٗر نَم راتہٕ موغُل

کاوَو تہٕ گانٹُو کرِ ھَم باتہٕ
سِمتھ گبہِ رأۓ چھوکوٗر ھَم گل!

شاہ پر تھکم زَزرَنہٕ کھوتہٕ

سونس رۄد مُنہٕ کاژن مول

بَیہِ چھُم تمہِ شُمہِ اندٕ کھۄ واتہٕ

ییٚمہِ ٹلۆ پکان ـــ نارٕ وکول

ہنگہٕ وَسہِ زَزُرگنگ زن سوتہٕ

سوٚ تہِتھ ییٚمَ اکے ـــ زول

۞

ترجمہ اگلے صفحہ پر

دنیا کی نظر فریبی نے مجھے الّو
بنایا جب کام (عبادت) کرنے کا وقت تھا
مجھے کچھ سلجھائی نہیں دیا۔ کوّے اور چیل
(خواہشاتِ نفس) مجھ پر ٹوٹ پڑے چوپانوں
نے (جنگل میں ریوڑوں کی چرائی کرتے
ہوئے) خوب مزے لے لے کر میری (الّو)
پٹائی کی۔ میرے اڑنے والے پر جواب
دے گئے اور اب میں بے دست و پا ہو گیا
ہوں۔ پریشان ہوں کہ میرا بیڑا کیونکر پار لگے
گا جس پُل کو میں نے پار کرنا ہے (پل صراط) اُسکے
نیچے سے آگ کا دریا بہہ رہا ہے۔ میرے بال
سفید ہوں گے زبان گنگ ہو جائے گی آہستہ
آہستہ موت مجھے اپنی آغوش میں لیگی۔

یِمَن کیا گرکھ دٛیارَن
یِم ہوروزن ـــ یٚیتی
ۂنمازِ پُڑِھ ہو ـــ مارن
پاپھ زٟینِتھ ـــ ءِکتی
نظرا کرتوٲ اٛند مزارن
ساٗری زِشَر ـــ موئُتی

ترجمہ اگلے صفحہ پر

دُنیا پرستی کا ہوس رکھنے والے

یہ مال تمہارے کس کام آئے گا اس کو تو یہیں چھوڑ کر چلے جانا ہے۔ نماز پابندی کیساتھ ادا کر کہ نماز کے بارے میں سخت پوچھ تاچھ ہوگی۔ ترکِ نماز سے تو گناہ سمیٹ لے رہا ہے دُنیا کا انجام دیکھنا ہو تو قبرستان اس کی ایک جھلک ہے۔

تَلہٕ چھُی زٕیُس تہٕ پیٹھہٕ چھُکھ نٔژان

وَنتہٕ مالِہ وونٛدٕ کیتھہٕ پَژان چھُی

عَذابِ قَبرٕس کونہٕ چھُکھ کھوژان

ونتہٕ مالِہ اَیہٕ کِتھہٕ روژان چھُی

تمہارے پاؤں تلے کھائی ہے اور بے فکری میں تو اس کھائی کے اوپر سے چلتا پھرتا ہے۔ میں حیران ہوں تمہارا ضمیر اس بے باکی پر کیسے مطمین ہے تجھے قبر کے عذاب کا کوئی اندیشہ نہیں۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی تجھ سے کھانا کیونکر کھایا جاتا ہے میں سمجھنے سے قاصر ہوں۔

ہارِس نیٚندرٕ پیٚیم یامتھ پوٚہ گوم

کارِس دوہ آم نہٕ گڑنزاکھ

تیٚلہٕ پیٚوم ژہ شتس تیٚلہٕ وُتھن کوٚہ گوم

پتے آم یم یوٚری دوٚپ نم یکھ

❖

زندگی بھر غافل رہا اب بڑھاپا آیا۔ دیکھا
تو دکھانے کے لائق کوئی عمل نہیں۔ افسوس ہوش
آیا لیکن اعضاء جواب دے چکے ہیں۔ موت
کا فرشتہ کسی بھی لمحہ بلاوا لے کر آرہا ہے ❖

دارَس دۄدُر ژاہم ژنڈرِنِس

سوارَس دُلدُل آم تھکانو

نارَس کیاہ کرِتھ دوزخہِ نِس

وَتھ راوٲنِس ژٕ مِیانہِ پانو

میرے صنوبر بدن کو دنیا پرستی کی سینک لگ گی۔ میرے بدن کی سواری اب تھک کر چور ہوگئی۔ ڈرتا ہوں کہ دوزخ میں میرا کیا حشر ہوگا۔ اے میرے نابینا وجود تو غفلت و سرکشی کے عالم میں راستہ ہی کھو بیٹھا ہے۔ راستہ پانے کی فکر تو کرلے۔

نَصرٕ بابہٕ زُو چھُی شمع زَن تارٕس

نَصرٕ بابہٕ زُو چھُی ماہ پینچہ پۆتھی

زُوس پَیٕ ژھ زاہ گرٕ ی زِنہٕ مکارٕس

یارٕس دِ ژیم اَندٕ مزارٕس وۆنی

☙

اپنے خلیفہ جناب نصر بابا صاحبؒ سے مخاطب

بابا نصر! زندگی جلتی ہوئی شمع کے مانند ہے

مہمان ہے۔ اس پر بھروسہ نہ کر۔ مہمان رخص

ہے۔ اس کی تلاش قبرستان ہی میں کر

جاے چاۍنی چھے گورِیل تَے

توٚت ہستی کانہہ نو وَسی

تَتہِ پیتٕرُن چھُی پنہٕ نِس پانس

واہ زُوو پایس پیٚتو!

❁

اے میرے جسم تمہارا اصل ٹھکانہ قبر ہے۔
تونے وہاں اکیلا جانا ہے۔ کوئی تمہارا ساتھی
نہیں ہوگا۔ مرنے سے پہلے وہاں کی فکر کر۔

پانہٕ میشانے پۄنمِ ژٔندرو
موکھ زَن ڈِیُو ٹھے ژَندرٕ رُونی

بُجرٕ پَچہ یِیلہِ ڈٕلہٕ نےٚ یٔدرو
اُدٕ بآ ژٕن گَرٕ ٹھک کھرٕ وُنی

٭

چودھویں کے چاند کی طرح چمکنے والے میرے وجود بڑھاپا یاد کر۔ جب ہوش و حواس بگڑ جائیں گے تو گھر والوں کو بھی تجھ سے نفرت ہوگی ؛

اَپزِس دُنی یہَس مو بَر یثرھ تَے

بٔرونٹھ چھےتَہ کھٹشون واو

نوشِ گور، شُری بازبَرنے یژھ تَے

یُس کَرِ گو لگُل سُی کَرِ۔ کڑاو

فنا ہونے والی دنیا پر بھروسہ نہ کر۔ آگے چل کر بھر بھرا دینے والی فضا کے بغیر اور کچھ نہیں۔ بہو بیٹیاں یہاں تمہارے لئے زینت کا سامان تو ہیں لیکن آخرت میں صرف اعمال تیرے کام آئیں گے۔ وہاں کرن کی بھرن ہے ::

اَمراہ کُری تو بے نمازَن

یِمَن وٲنجہِ گُے یہ پیر بتو

کٔرِ تَیتۍ ژاوَن کُفرَس مازَن

تِمَن عذاب آسِہ کاُفرَن کھوتو

نماز نہ ادا کرنے والوں کے دِل سخت ہوئے ہیں اُن کو بیدار کرو۔ یہ لوگ عبادت چھوڑ کر کے کافرانہ کام کرتے ہیں اُن کیلئے اللہ کے ہاں کافروں سے بڑھ کر عذاب ہو گا۔

توِشں بندٕ نِماز بیٚیہ رمضانَس

تِ بایہِ لگِہ یوٚ پانَس ستی

کن تھاو شلوکن حضرت قرآنس

یِتھ جایہِ ووٚبرایے واٹرائے کیتی

صوم وصلوٰۃ کی پابندی کر کہ اعمال کا یہ سرمایہ تیرا ساتھ دے گا۔ قرآن مقدس کی آیات پر غور وفکر کر اس کے احکامات کی بجا آوری ہی میں تمہاری فلاح مضمر ہے ؞

دِل چھُی گاڑ تہٕ ہو کھِہ مو تھاوُن

ذِکرِ ہُنٛد پونٛی دِس لَسِہ یو تَوے

نٕماز چھےٚ زمینس بھَل زَن وَوُن

اَدٕ ہیچہٕ نٕنٛدٕ کرُس کھِسِہ یو تَوے

تمہارا دِل مچھلی کے مانند ہے اسکو خشکی پر نہ رکھ (یعنی بغیر ذکر نہ رکھ) مچھلی کی بقاء کے لئے اذکار کا پانی چاہیئے نماز زندگی کی کھیتی میں بیج بونے کے برابر ہے اور نماز ثواب کا فصل تیار کرتی ہے۔

صُبح پھوٗل تےَ رات گیہٕ آدا

اَتہٕ کٕہو روٗدُکھ راداہ دِتھ

بانگ تہٕ صلوٰۃ کرمالہٕ آدا

جَنتَس نِنٛیو ناداہ دِتھ

✤

صُبح ہوئی اور رات بیت گئی لیکن تو ابھی مردے کی طرح دراز پڑا ہوا ہے۔ اے خدا کے بندے نماز ادا کرلے کیونکہ نماز ہی جنت کی کُنجی ہے ؛

محمدٕ تہٕ ژۄر یارٕ برحق گٔنزرٕک

تِمَن نِش اَنٕہ نَے دُنیہِ کِنیاے

جان تہٕ پان یوٚدٕ تِمَن پیٹھ بٔنزٕ رکھ

سوے چھے تورٕ کٔشرٕ ٹٔڈرٕ رٔہکاے

اُلِس اَتھہِ وول پاے کِنیتھ سُنزرکھ

یامَت نہٕ وِزٕ رکھ پیرٕ سنزٕ جاے

ترجمہ اگلے صفحہ پر

جناب محمد عربیؐ اور آپؐ کے خلفاءِ
اربعہؓ ہی کو حق جانتے ہوئے اُنہی
کی پیروی کرے اسی سے تمہارے
مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اگر تو ان پر
اپنا سب کچھ قربان کر دے گا
تو یہی تمہارے لئے دنیا اور
آخرت کا سرمایۂ نجات
بنے گا

واو وگڑاوِ میانہِ نتہِ حضرتَس

عَرضی میانہِ ہُنْد مَضموٗن

پارٕی پارٕی لگہَس موہرِ نبوٗتَس

ووٕنی یِیوم ژرہ تَس گرٕیکہِ وِزِ نوٗن

❊

اے صبا میری فریاد پیارے رسول صلعم تک پہنچاؤ۔ میری جان اُن کی مُہرِ نبوّت پر قربان ہو آہ اب اخیری گھڑی پر مجھے زادِ راہ کی فکر لگ گئی ❊

کھورِ رٚوستی جہازٕ تورُم

موٗرُم ژٕکھ، رِش تہٕ موٗہہ

شوٗدِ ووندٕرٕ ہتی صاحب گورُم

اَدٕ پرزٕنووُم پَنُن ۔ زوٗ

پ

میں نے اللہ کا ذکر جب خلوص نیت سے کیا اور حسد و کبر سے دِل کو پاک کیا تو زندگی کے اتھاہ سمندر کو میری کشتی ملاح کے بغیر پار کر گئی اور اس طرح میں نے اپنے آپکو پہچانا۔ جس نے خود کو پہچانا اُسنے خدا کو پہچانا۔

اِسلاٰمی کامِلن دوہ دیٖن بَرسَہ

عُلمچہِ لَرِ کلمہٕ چھی زاٰلی تراو

روزٕہ ، نماز ، حَج ، زکوٰۃ سَرسَہ

یُس کَرِ کوٗ ننگُ سُی کَرِ کڑاو

❊

اسلامی علوم کی عمارت کو احکامات کی پیروی سے مزّین کرا اور کبھی بھی نماز ، روزہ ، زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی کی فرضیت سے چشم پوشی نہ کر کیونکہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے ❊

صاحب دُوہ اکہِ دوراکرِ ہے

کرِتھ سَمسارس لُرِ پار

سَتھ زمین آسمان پُرزپُرز کرِ ہے

نہ گژھیس پَرواہ نہ ییس عار

٭

مالک کائنات ساری کائنات کو قیامت کے روز درہم برہم کرے گا اور یہ تباہی کرنے میں اُسکی ذات بابرکات بے پرواہ ہے۔ اُس روز ارض وسماوات روئی کے گالوں کی طرح اُڑ جائیں گے ٭

نَفس ڈیُتکھ اورے مِنِتھ

گَرٹھ ھکھے ژِ پنِتھ کرکھ نہ فوت

دَم ڈیُٹو حقَس لال زن ژِ پنِتھ

نتہٕ چھے کُل نفسٍ ذائقۃ الموت

ش

زندگی کے لئے مِنی تُلی سانسیں ملی ہیں حق شناس
بن کر زندگی کے ہر لمحے کی قدر کر۔ یاد رکھ کہ ہر متنفس
کو موت کا مزہ چھکنا ہے ؛

لوگ نابینا ہیں جو علم
حاصل کر کے اس پر عمل
پیرا نہیں ہوتے زیب و
زینت اور آرائش کے
متوالے خوبصورت
عورتوں کے ساتھ چاہت
رکھنے والے یہ لوگ
میٹھی اور مرغن غذائیں
کھانے کے عادی۔
ہوں گے ٭

ژُرِس زر ژام ہنگرے

بَلِہ نہٕ کھنڈٕ نابدٕ شکرے

سُے رنگر ژھارِن پیٚرتھ گرے

یُس کٔرِہ مِنِس تھانَس چھوٗکرے

ﷺ

میں اپنی پریشانی سے بیمار ہوں۔ کوئی میٹھی دوائی بھی اس بیماری کو دور نہیں کر سکتی۔ میں ایک ایسے رنگریز کی تلاش میں ہوں جو میرے سیاہ تھان (سیاہ اعمال نامہ) کو سفید بنا سکے ؎

الحمد قل ہو اللہ التحیا تو

پالکھ تہٕ چھےٚ قرآنس یوتو

نتہٕ ابلیسن پرٕیان کا تو

گوس پترن سگ تہٕ مولن دزٕ وتو

ﷺ

سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص اور التحیات یعنی نماز کا غائت
رہ کہ قرآنِ مقدّس کا یہی مقصد ہے خدا کی فرمانبرداری میں
زندگی گذارنے کیلئے نماز ہی اولین علامت ہے یہ تکبر اور
فاحشات سے دور رکھے گی ۔ ابلیس ملائکہ کا استاد رہا ہے
لیکن تکبّر نے اسے ذلیل و رُسوا کر دیا ۔

آدنہٕ کرتھ پاپن کٔرشی

بُڈِتھ دُتتھ ریشی ناو

تسبیح گیےٚ گُنس ہشی

یہٕ پچاٚنی نِماز کشی ہاو

ﭘ

جوانی گناہوں کی نذر کی اور اب بڑھاپے
میں خدا پرست بن بیٹھا یہ لمبی مالا (تسبیح)
جپنا اور ریاکاری کے ساتھ نمازیں کس لئے؟

سۄرانا گۄری زِ یتھنہٕ کوٗشۄرھ ڈیشی

دیانا گۄری زِ گیتھ — پان

کۄڑیا گۄری زِ یتھنہٕ زانہٕہ مشی

مَشی تہٕ نشی پنٕنے — پان

خدا کے حضور اپنی غلطیوں کے اعتراف میں آنسو بہا بہا کر معافی طلب کر ہر وقت اپنا محاسبہ کر اور نیکی کی روِش ہرگز نہ چھوڑ۔ اگر تو حق بھول گیا تو گویا تو گمراہ ہو گیا۔

آدنہٕ تیوٗ لُس دوٚرن تہٕ وارَن
وُہرِ آوم خارن ہٕ ستی
وُدکیتھ ہٕ روزاس ژوٚہ نوٚنی پیارَن
دبولیکھ ہٕ ہیٚنم ستارن ہٕ ستی
پُلِ صراتس تارِ تارَن
ووٚمید چھم ژوٚن یارن ہٕ ستی

رٕتِھن ترٕتِھن بیۄن ژارن

کوٗزانہٕ لگہٕ ماگوناہ گارن ہستی

جوانی آوارگی میں بسر کر کے عمر عزیز تباہ کر ڈالی۔ اے کاش وقت کی قدر کی ہوتی تاکہ دِل کے ظلمت کدہ کو نور اسلام سے منور کرنا۔ پُل صراط پار کرنے کا مشکل ترین مرحلہ سامنے ہے۔ کوئی صورت نظر نہیں آتی بجز اِسکے کہ خلفاۓ اربعہ رض کی متابعت میں یہ مرحلہ آسان ہو۔ (قیامت میں) نیکوکاروں کا الگ انتخاب ہوگا۔ کیا معلوم مجھے بھی گنہ گاروں میں شامل نہ کیا جائے۔

یِم یَرَس وٚوپہٕ کار کَرَن تو
بَرَن بوٚچھِس وُدرٕ تِمے چھہٕ شاہ
یَردِثُن مُہم یِم پانَس ہیٚن تو
ژِیٖنتو رَتھہٕ کَھرژٕ بنتہٕ واہ

☆

جو مُسلمان اجنبی کی مدد کے لئے آگے بڑھے فاقہ مست کو شکم سیر کرے، دوسروں کی مشکلات اپنی ہی مشکلات جان لے وہی کامیاب ہوا ☆

پَران پَران زٕوٕتال پھٕجٕ وو

تَس کِرٕ کرٕیہِ ژٕجٕ وٕنہٕ زانٛہہ

ٹٕسبیح پھِران اُوٚنجہِ تہِ گجہِ وو

پھکہِ لَدٕسی بوٕی ژٕرٕج وٕنہٕ زانٛہہ

پڑھتے پڑھتے تو تمہاری زبان تھک گئی۔ لیکن عبادت کیسے کی جاتی ہے اور عبادت کیا ہے یہ تو جان نہ سکا۔ تسبیح گماتے گماتے تیری انگلیاں گھِس گئی ہیں لیکن قلب اور جسم کی گندگی ویسی کی ویسی رہی ؞

پَران پَران تہٕ پَرٕ گئے
تِم خَر گئے کِتابہٕ بوراہ ہیتھ
یِم دِلہٕ نِشِس باخَبَر گئے
تِم زَر گئے فَضلہٕ تہٕ عطاہ ہیتھ

کئی لوگ ایسے ہیں جو کافی پڑھتے ہیں مگر بے سود۔ گویا گدھا کتابوں کا بوجھ لے کر جا رہا ہے۔ ہاں ایسے بھی نیک بخت ہیں جو علم حاصل کر کے خود کو پہچان گئے اور ضمیر میں ڈوب گئے۔ اُن کے لئے اللہ کا فضل اور احسان ہے۔

وۄتھان کوٗ ٹھین اتھہٕ دِوان
بِہان ترٛاوان لورِ پیٹھہٕ تران
تیٚلہٕ چھُس آکاشہٕ بوتلہٕ پیوان
چھُم ییٚلہٕ زِ ہتَس پیوان شرٛیان

❖

بڑھاپے میں ناتوانی کا یہ حال ہے کہ بغیر چھڑی کے سہارے اُٹھا بیٹھا نہیں جا سکتا۔ آہ آج جب مجھے لڑکپن یاد آتا ہے تو اس کی بے قدری یاد کرکے گویا آسمان سے گر جاتا ہوں ؛

سٔرۆگی اۆنُم تہٕ دٔرۆگی گُنُم

سٕر لوٗیُم بور نِتھ

مُدرِ زبانہِ بٮ۪یِس پرٕنَم !

پانَس رِنُم وۄنی کیاہ کرٕ

چ

کم قیمت پر لیا اور اونچے داموں بیچا ناقص مال کو خالص جتا کر سادہ لوگوں کو لوٹا۔ آہ! اس طرح خود کو ہی تباہ کر ڈالا۔ افسوس اب کیا کر سکتا ہوں۔

عِلم پُرِتھ زونکھ اُسی گےیِہ وێٹھِی

تِم وێٹھ گو گَل ٹێٹھِی گے یِی

یِم ماتم ہێتھ اَنٛد کُن بێٹھی

تِم تَل آسِتھ پێٹھی گےٛ یِی ۔

✽

جن کو علم نے غرور و تکبّر میں گرفتار کیا وہ سوجھ کر لڑھک گئے اور جنہوں نے ندامت کی وجہ سے کنارہ کشی کرلی وہ چھوٹے ہوکر بھی بڑے بن گئے اور صفِ پائیں سے نِکل کر صفِ اوّل میں جاگزیں ہوئے ۔

١

مُسلمان یِم ہیٚندِٕت پَکَن

شَکَن کیٛاہ کرَن، کیٛاہ کرَن بوٚے

یقین چُھکھ کُفرُک مسلمانِ تھَکَن

سیٖنہٕ چُھکھنہٕ صاف چُھکھ بَد خوٚے

گوٚہرِ یِم لوَن تہٕ نعمتھ چَھکَن

تِم قیامتھ دوٚہ ووتھن سیاہ روٚے

ترجمہ اگلے صَفحہ پَر

جو مسلمان کفر کی راہ اختیار
کریں گے یہ لوگ شک کی بیماری
میں گرفتار ہیں۔ یہ زبانی زبانی
مسلمان ہیں لیکن دِل یقین سے
خالی ہے۔ یہ ناپاکی کو اختیار
کر کے نعمتوں کو دھتکارتے ہیں
یہی لوگ قیامت کے روز روسیاہ
اٹھیں گے۔

بُتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نا امیدی
مجھے بتاؤ تو سہی کہ اور کافری کیا ہے

اقبالؒ

یَتھ جایہِ دف تہٕ رَبابہٕ وزان
تَتھ جایہِ شیٖطان رَزان آسے
تِ آسن کران پنہٕ آسہِ پَزان
توٚے صاحَب بلایہِ سوزان آسے
میثوٗ ٹھ کھوان تہٕ حسزن مازان
توٚے الک تہٕ پلک دَزان آسے

کینہہ شینخ لاگِت وَتن پیٹھہ روزان

لوکن پانَس کُن پھِران آسے

سون چھُی گوب تہٕ تیلہِ کوٚنہٕ وزان

سَرتَل زِیرے وزان آسے

ترجمہ اگلے صفحہ پر

جس جگہ ساز و سرود کی محفلیں جم جاتی ہیں
اس جگہ شیطان کی کارفرمائی ہوتی ہے۔
ایسی محفلوں میں غیر شرعی حرکات کرنے سے
آسمان سے بلاؤں اور آفات کا نزول ہوتا
رہیگا۔ غلط عیش و نعم میں زندگی گزارنے
عبادات بے سود اور بے وزن ہو کے رہتی
ہیں۔ کچھ مکار اپنے مکر و فریب سے لوگوں کو
اپنی جانب متوجہ کر کے لوٹتے رہیں گے۔ سونا
گراں وزن ہے اسی لئے بجتا نہیں پیتل
ہاتھ لگانے سے ہی آواز دینے لگتا ہے
کیونکہ وہ سونے کی نسبت کم وزن ہے

جنہوں کا عشق صادق ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں
لبوں پہ مُہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

سونَس تہٕ سَرتلہِ اَگے زَٲن

تہِ ڈٲپشتھ زُومیٛون کلن ہیٚوت

ڈیوٗ نیٚٹھم ژندبن لٲیتھ تہٕ ڈٕہن پھوٗلَن

توے اندوَن منٛے ژٲلن ہیٚوت

۵

زمانے کے انقلابات نے کھرے کھوٹے کا فرق مٹا دیا۔ یہ دیکھ کر میں حیران ہوں یہاں عقلمند پسے جا رہے ہیں اور بے وقوف پھلتے پھولتے ہیں۔ میں مجبور ہوں کہ عافیت کوشی کے لئے جنگل کی راہ لوں ۔

توبہٕ یوٚد کرکھ بوٚہٕ سرٕ ترٕکھ

توبہٕ چھےٚ وٗنی کین تارٕوٗن ناو

توبہٕ روٗس پانوتتہِ کہٕوٗ اُبرکھ

ییٚنتہِ چھےٚ تیرتہٕ لُشُن واو

گناہوں پر ندامت اور توبہ نجات کا کامِل نسخہ ہے
توبہ، دھتکارے ہوئے بندہ کو خدا کے نزدیک لاتی
ہے۔ ورنہ قیامت کے روز آگ کے بھڑکتے شعلوں
اور سردی کی منجمد کرنیوالی لہروں سے بچنا محال ہے۔

تتہٕ کیاہ کرِ مول تہٕ ماجِ

بییتہٕ روزُن کداجی پیپے

دیہِ کاستم شِرکچہِ زاجِ

ارزِمیتنگ باجُت ہستی توت پیپے

﷽

محشر میں جہاں تنہا رہنا پڑے گا والدین بھی کسی کام نہ آئیں گے۔ اے اللہ میرے دل سے شرک کا اندھیارا دور کر اور نیک اعمال کی توفیق بخش کہ نیک اعمال کے بغیر میرا کوئی ساتھی نہ ہوگا۔

آدنہٕ یہِ کرکھ تہِ ادِنہٕ — تگی
آدِنہٕ کرکھ تہِ لگی سۂ ستی
یِم پُھلی ووٚ وَکھ چُھپتی کیاژِگی
تِم تتہِ آٚخر تَس لونکھ سۂ کیتی
گِہہٕ بَل ترٲوِتھ وِہہٕ بل لگی
اِدُنند تہٕ ڈُوٗٹھ لگی پانس ستیِ

ترجمہ اگلے صفحہ پر

جوانی میں جو نیکی بھی تجھ سے ہو سکے انجام

تاکہ بعد میں اس کی عادت پڑنا مشکل

بن جائے۔ اس عمر میں جس نوع

اور جس مقدار میں کوئی عمل یہاں کرو

آخرت میں اُسکا پھل بڑھ چڑھ کر

پانا ہے۔ یہ عارضی مسکن (دنیا) چھوڑ

کر ایک مستقل مسکن (آخرت) کیطرف

جانا ہے۔ یہاں سے صرف گناہ

اور ثواب ساتھ لینا ہوں گے۔

مُڈٕ کنٛد بو اَژکھ چِلَس

کٕتھٕ کَر پنٕنِس ذاتَس سٕتی

یُتھ نٕہ شیٛطان فَرِی شِلَش

اَڈُلٕہ نَے ابوجَہلَس سٕتی

اے میری ذات اپنے اندر گم ہو جاؤ۔ تو پھر اُس کو اپنے اندر پاکر اُس سے باتیں کریگا۔ مگر خبردار کہیں شیطان ڈاکہ نہ ڈالے تو پھر تمہارا حشر ابوجہل کے ساتھ ہوگا

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سُراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا اپنا تو بن! ؎

(اقبال)

یَتھ واوِ ہالے ژونگ کُس زالے

تِلہٕ کَنہٕ زالبَس عٕلِم تہٕ دین

پَرکتھ ژاوِتھ سوکَتھ پالے

سوٗرے عٕلِم چھُس اَلِف لام میم

اس کفر و شرک کے طوفان میں کون ہے جو علم اور دین کا چراغ روشن کرے معروف کا علم دے اور منکرات سے لوگوں کو باز رکھے اور الف لام میم یعنی قرآن مقدس کا علم عام کرے کیونکہ علم کا منبع قرآن کریم ہی ہے۔

پاڑی پاڑی لگٕ زِہ تَس پیغمبرس ؐ

یَس ہندِس دورس رحمت چھَ جاری

کاٹی ییلہِ ہک لگہِ روزِ محشَرس

تُسی کُن اُمید وار آسن ساری

قربان جائیے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا زمانہ دورِ رحمت اور زمانۂ سعادت تھا۔ کل قیامت کے روز جب پوچھ گچھ شروع ہوگی تو ہر ایک کی آنکھ ان ہی کی طرف لگی ہوئی ہوگی یعنی ہر ایک محبوبِ ربّ العالمین علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا امیدوار ہوگا۔

حضرتِ صدیقسؓ تس دُر دانس

یُس اوّل صاحبنؐ ہیوت پانس ستی

عُمر خطابسؓ تس پہلوانس

یُمی جنگ کوٚر شیطانس ستی

حضرتِ عثمانسؓ ابن عفّانس

یُمی کتھ کرِہ فُرقانس ستی

حضرتِ شاہس رضؓ شیرِ یزدانس
تِمۍ ژوٗٹ کھینیہ مہمانس ستی
رسوٗلِ خدا ییٚس شاہِ سلطانسؐ
یُس اُمّت پننۍ ہینیہ پانس ستی

صلوٰت وسلام ہو لاثانی گوہر حضرت صدیق اکبر رضؓ پر جن کو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مصاحبت کیلئے قبول فرمایا۔ اور عظیم بہادر جناب فاروقِ اعظم رضؓ پر جنہوں نے ہر وقت شیطان کو پچھاڑا۔ جامع قرآن عثمان رضؓ بن عفّان اور شیرِ یزدان حضرت شاہِ مردان جناب علی مرتضیٰ رضؓ پر درود وسلام ہو۔ جس نے مہمان کا ہم کاسہ بن کر اس کی عزّت افزائی فرمائی اور پھر جناب محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر لاکھوں سلام ہو جو امّت کو اپنے ساتھ جنّت میں لیں گے۔

اَتھ زِہ وُڈِتھ کھورزِ وَھرآوِتھ
سِنِنے دُنیہِچ بولترآوِتھ کَتھ
گرَے سِنِنے سِمِتھ مُرِ ناآوِتھ
سِنِنے اَند مزارس آوِتھ اَتھ
نُندبن حوٗرِ تھاون مولہ ناآوِتھ
ڈینِٹھن دوزخ تاآوِتھ کَتھ

اے ابنِ آدمؑ! تمہارا انجام یہ ہے کہ تم سے دنیا کا سب کچھ چھین لیا جائے گا۔ اور پھر مٹھی بند اور پاؤں پھیلائے ہوئے تم کو قبرستان میں لیا جائے گا۔ یاد رکھو نیکوکاروں کا ٹھکانا جنّت کی حوروں میں ہوگا۔ اور بدکار جہنّم کی تپتی آگ کا ایندھن بنائے جائیں گے۔

غأفِلو تیٚلہِ گژھک حأرانس
ییٚلہِ پانس تھکِ دٕ
کیٛاہ کٔری زِ بل ہیٚتھِس شیطانَس
یم ہیٚنتھ سارِ جہانکی پیرٕ
گُنی نِنے ییٚلہِ اَنٛد مأدانس
اٛری رِنس پانَس پانے پیرٕ

اے غافل آدمی! جب تمہارا جسم تھک جائے گا اور کام کرنے سے رہ جائے گا۔ اس وقت تمہاری آنکھیں کھل جائیں گے اور تو حیرت زدہ ہو کے رہ جائے گا۔ تو اس شیطان کے مقابل میں کیا کچھ کر سکتا ہے جس شیطان نے ساری دنیا کو گمراہ کرنے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ یاد رکھ ایک دن تمہیں مزارستان کے کنارے لِٹایا اور چھوڑا جائے گا اور پھر تمہاری ذات عذاب کے منجدھار میں پھنس جائے گی۔

آدنہ کھوڑکھ وضوہسَ تہٕ سرانسَ

یام نادانسَ داٛر گٔییِ چھٕرٕی

سۄمبرِتھ دُتھ ڈٕسلَس تہٕ چھانسَ

چھُک لدان آسمانس میٚٹرٕی

ڈاے گرز زمین وَسُن چھےٚ پانسَ

ہُرتھ ہےٚ اُرُزتھ کَس کٕڑٕی

افسوس زندگی بھر وضو اور غسل سے کتراتا رہا۔ یعنی نماز وعبادت کیلئے کبھی تیار نہ ہوا۔ اب داڑھی سفید ہوگئی تو دین یاد آیا۔ دھن دولت کما کما کر ترکھان و گلکار اور معمار کے بھینٹ چڑھایا۔ اور فلک بوس واونچی اونچی عمارات تعمیر کرتا رہا۔ دیکھو! تمہاری قسمت کا انجام زمین کی نچلی سطح یعنی قبر ہے تو پھر بتاؤ کہ یہ اونچے محل کس کے لئے تعمیر کر ڈالے۔

آدَم وۄپدٕ وُن میّٕژی
میّژِ ہِشدی کرگنڈِتھ کیتھ
سارےٚ نعمژٕ وۄپدان میّژی
رَنان میّژِ وٕہن بانن کیتھ
زُوژلِہ نیرِتھ موّرموژِ میّژی
میّژےٚ میّژگرِژھ میلِتھ کیتھ

آدم کو مٹی ہی سے پیدا کیا گیا اور مٹی ہی سے مختلف نعمتوں کو اُگایا گیا۔ اور پھر سِلونے اور کھانا پکانے کیلئے بھی مٹی کے برتن بنائے گئے۔ اخیر پر جب انسان کی روح پرواز کر جائے گی تو جسد خاکی بھی مٹی ہی کے نذر ہو جائیگا۔ اور مٹی سے مٹی مل جائیگی یعنی انسان اور مٹی مہد تا لحد لازم و ملزوم ہیں

بیتہ آیاہ کره ... ته ب

... ه لو بہ وننس پھپھر سر

بہ پره ... ژھپنہ روزان ز ... گ

زو تیوت ارچھا تکھ تیو تیھ ن

... کند

آ تیو بزه ثم ناروہ

... پر دو

زندگی بھر گھوڑوں اور سواریوں

کے بعد ... طرح مزار مجھ پر سوار رہا اور میری قبر گی

اس ... فانی دنیا کی دلکشی پر انسان کیا فریفتہ ہ

مر ... یعنی بڑھاپے میں ٹانگیں بھی چلنے سے جواب

آہ! میری جان میں نے تمہاری پرورش ح

افسوس انجام کار آتشکدۂ جہنم کا ا

ثبت

سپرولیس

روزان

چھ

رچپا اگھتیور

وہ شمر نارود

بحر گھوڑوں اور سواریوں

ہزار مجھ پر سوار ہوا اور

دنیا کی وکشتی پر انسان کیا

بڑھاپے میری ٹانگیں بھی چلنے

اے میری جان میں نے تمہاری پر

سے انجام کار آتشکدہ ہے

تتہِ کیٚاہ کرِ و وژھٹِہ تہٕ گٹے

ییٚتہِ لولہٕ وأنج پھٹِہ ہو

خبرِ روٚس پانو قبرِ رٹی نالہٕ متہِ

مارن تتہِ کونہہ رٹِہ مو

آہ! تنگ وتاریک قبر میں ہمارا کیا حال ہوگا۔ کلیجہ منہ کو آئیگا اور سینہ پھٹ جائے گا۔ اے بے خبر نفس! کیا تم کو معلوم ہے کہ قبر جب تم کو دبوچ دیگی۔ تمہاری پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔ اور کوئی بھی تمہاری مدد کو نہیں آئے گا۔

موکا پنجہ شُری مُری تہٕ گبَر

مو بَرگُمانہٕ سبہٕ چھُس دُنیاہ دار

کاآلی ہوش تھکی تُرپہٕ رَنہٕ نِنے زہٕ بر

اَدِ شُری مُری تہٕ گبَر گنڈِنے لار

اے ابن آدمؑ! زن و فرزند اور خویش و پیوند کے پیچھے مت دوڑو اور اُن پر مت ریجھو۔ اس گھمنڈ اور غرور میں مبتلا مت ہو جاؤ کہ میں صاحب زر اور مالکِ دولت ہوں۔ عنقریب ہی تمہارے ہوش اڑ جائیں گے اور تو حواس باختہ ہوگا۔ تمہاری دونوں آنکھیں بند کیجائیں گی۔ پھر یہی زن و فرزند اور خویش و پیوند قبر تک تمہارا پیچھا کریں گے۔

دُنیہِ ہکس تُتِس مُتِس نارَس
ڈیشِتھ امارَس کریم گتھ
شیطأنی اُشی لأجِم پیٚیشرِ اَنبارَس
رأوِم تارَس ژٕوارَس وَتھ
ناحقہٕ بۄرہٕم بوٚرُم سمسارَس
زٕ ہیتھ سَمسارَس گیٚم لَتھ

نفس امّارہ نے خواہشات کی گرم گرم اور تپتی ہوئی آگ کے گرداگرد گھمایا۔ اور شیطان نے میری عقل کو جلاکر بھسم کر ڈالا یہاں تک کہ میں سیدھی راہ بھی پہچان نہ سکا۔ افسوس! میں نے یونہی دنیا کو اپنا دوست بنایا۔ دنیا نے مجھے لتاڑ کے رکھ دیا۔

ژُوہ میٖشانے گُلہٕ انارَ ے

چھِی شوٗبہٕ وٕنی گُلی تہٕ رَنٛبہٕ وٕنہٕ مَشرٛ ھے

یِمہٕ ییٚلہِ دَزٕ نَے دوزخہٕ نارَ ے

اَدٕ کیٛاہ کرَ ے تہٕ اَدٕ کوٚت گرٛ ھٚے

اے گُلِ انار جیسے خوب صورت اور سرخ وسفید جسم! کیا ہی دلکش ہیں تمہارے اعضاء اور تمہارے دست وبازو۔ مگر افسوس جب یہی سڈول اور دل لبھانے والے اعضاء بد عملی کی وجہ سے جہنم میں ڈال دئے جائیں گے تو پھر اُس وقت ان کا کیا حال ہوگا ۔ نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن والے ہولناک منظر کا سامنا کرنا پڑے گا۔

پڑِنس بَدنَس مَلُن داغ گوم
زاغ گوم نیٚرِتھ باغہٕ اٚنٛدرٕ
ہارٕسنہٕ گرَمی پوٚہ ستہٕ ماگھ گوم
ماہ گوم نیٚرِتھ ہَرٕ بَنٛدرٕ

خوبصورت اور گورا بدن گناہوں سے داغدار ہوگیا۔ ایمان کی محرومی کیوجہ سے میرا جسم اسطرح بے وقار ہوکر رہ گیا۔ جس طرح کہ خوبصورت چمن پرندے کی چہچہاہٹ سے محروم ہوکر سونا سا پڑ جاتا ہے۔

ایمان کی گرمی ٹھنڈی پڑ گئی۔ گویا گرما سرما میں تبدیل ہوا۔ اور اتنے میں میری روح جسم سے پرواز کر گئی۔

کیٚاہ کرٕہ کیٚاہ کرٕہ ہَنہِ ہَنہِ دَہ گوم
گوٚناہ گیٚیم ژُری تہٕ کَتہِ ووٚبرٕہ
میٹھِ تہٕ مُدرِہ دِل سیٚاہ گوم
دَہ گوم پانَس رہ کَس کرٕ

افسوس صد افسوس خسارے پر خسارہ بھگتتا رہا گناہوں نے زیر بار کر ڈالا۔ تو اب کیسے ابھر سکوں۔ آنکھیں بند کر کے دنیا کی نعمتوں کا لطف اٹھاتا رہا۔ اور ان نعمتوں کا حق ادا نہ کیا اور خود کو خسارے میں ڈال دیا۔ قصور میرا اپنا ہے۔ دوسرے کو کیا قصوروار ٹھہراؤں۔

ہاپانہٕ ییٚنیمہِ دٕہہ دوزخ تاوَن
تَتہِ ہادپہٕ ھَسم زاس کَتہِ کِتھُ

گوناہ پننہٕ تتہِ پانے مارَن
تَتہِ ہادپہٕ ھَسم زاس کَتہِ کِتھُ

اے میرے نفس! جب جہنم کی آگ دہکائی جائیگی۔ (مجھے ڈر ہے)
کہ تو اس وقت چلّانہ اُٹھے کہ آہ! میں پیدا ہی کیوں ہوا تھا۔
اُس گھڑی اپنے ہی گناہ ہوں گے جو ہلاکت کے بھنور میں دھکیل دیں گے
کہیں وہاں رو رو کر تو نہیں پکارو گے کہ آہ! میں پیدا ہی کیوں ہوا تھا۔

تمہِ نارہٕ سۆر گرٕھِ کوہَن تہٕ بالَن

بَدکارَن وارِ رٔٹتھ یِکہٕ ناوَن

نافرمانَن اَفسوٗس کھشیاوَن

تَتہِ ہا دَپہٕ ہَم زاس کَتھ کِتھی

جہنم کی آگ ایسی ہولناک ہوگی کہ پہاڑوں کو بھی بھسم کر ڈالیگی۔ یہ ایسی گھڑی ہوگی جب مکارا ور ریاکار و بدکاروں کو داڑھی پکڑ پکڑ کر منہ کے بل جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا۔ اس گھڑی خداوند کریم کے باغی اور نافرمان کف افسوس ملتے رہیں گے۔ مگر بے سود۔

اے میرے نفس! کہیں اس وقت تم بھی اپنے گناہوں کے سبب نہ پکار اٹھو کہ افسوس میں پیدا ہی کیوں ہوا تھا۔

وَتھ رٲو اَنِس ژینتہٕ میٚشانہٕ پانو
وَتھ رٲو اَنِس ژینتہٕ میٚشانہٕ پانو
زاڈے سُم سنیاے طور گَس مےٚشانس
اٚنڈووٕنی نیٚرِتھ چھُس وَدانو
کیٚاہ کرِہ نَفَس ژمہٕ رِہ وِس پٔنِس
وَتھ رٲو اَنِس ژینتہٕ میٚشانہٕ پانو

افسوس اندھے کی طرح راستہ سے بھٹک گیا اے میرے نفس ذرا کچھ احساس تو کرلے۔ میرا گھوڑا آگے بڑھنے سے رہ گیا کیونکہ اُسکے سُم ہی مجروح ہو گئے۔ (گناہوں نے میرے نفس کو کہیں کا نہ رکھا اور یہ نیکی کی راہ پر چلنے کے قابل نہ رہا) اب الگ تھلگ اپنے کئے پر پچھتاتا اور روتا رہتا ہوں۔ شیطان نفس پوری مضبوطی سے میرے پیچھے لگا ہوا ہے۔ آہ! اندھا تمہارا راستہ سے بھٹک گیا۔ اے میرے نفس ذرا کچھ احساس تو کرلے۔

کیٚاہ کرٕ کرَمَس ڈیکہٕ لاَعِنس
ہَشگہٕ ہاکرِ آیَم چھتانو
پڑاکر پیوم پیٹھ ڈیکلس پڑاَعِنس
وَتھ راَواُرِنس ژینتہٕ میٚشانہٕ پانو

آہ! بدقسمتی نے مار ڈالا۔ اس کا کیا علاج کروں۔ سر کے بال بھی پک گئے (سفید ہو گئے) اور جسم کا ڈھانچہ بھی گرنے لگا۔ آہ! سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔ اے میرے نفس ذرا کچھ احساس کر لے۔

کالَس کَندِ زاَس یَتھ کالہٕ جَگبِس

حال ڈیشتھ گوس حاَرا نو

لَعلَس ٹوٗکھ توٗگم میتہٕ یاوہٕ نَس

وَتھ راَو اُرِس ژینتہٕ مشِانہِٕ پانو

کلجھگ میں پیدا ہو کر دنیا کے حالات اور انسانوں کے کرتوتوں نے مجھے حیران کر ڈالا۔ میری جوانی کا گراں قدر لعل میری بد عملی کی وجہ سے بے قیمت ہو کر رہ گیا۔

آہ! اندھا رستے سے بھٹک گیا۔ اے میرے نفس! ذرا کچھ احساس تو کرلے

مُہتھ مآرِتھ دِژوم ہوٗنِس
فِکرِ کٔری گٔری چھُس ووٗنی وَدانو
ووٗنی چھُم پیتہٕ رُن گُنہِ سِی زٔنِس
وَتھ رآوٕ اَنِس ژین تہٕ مشیانہٕ پانو

عزّت و آبرو کو بیچ بیچ کے سگِ نفس کو پالتا رہا۔ اب جو کرتوت یاد آتے ہیں تو فکر میں ڈوب جاتا ہوں اور روتا رہتا ہوں۔

افسوس اب میری اکیلی ذات ہے جسے نتائج کا سامنا کرنا پڑیگا۔ اور خود بوئے ہوئے کڑوے کریلے پھل کاٹنے پڑیں گے۔

آہ! اندھا راستہ سے بھٹک گیا۔ اے میرے نفس ذرا کچھ تو احساس کر لے۔

ہَنگہٕ وسِہ زُزر رَنگہٕ شوٗبہٕ وُٲنِس

کَس کیٛاہ لیٛکھتھ گوٚ پانہٕ مہربانو

کَرٕ گُنڈِتھ نُندہٕ ریٛشی عرضی وُٲنِس

وَتھ رٲو اَنِس زٕینا تہٕ میٛانہٕ پانو

آہ! خوب صورت اور سڈول جسم پر اب خزاں کی زردی چھا گئی۔ کون جانتا ہے کہ خدائے رحیم و مہربان نے کس کی قسمت میں کیا لکھا ہے ــــ نندہ ریشی رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ پھیلا پھیلا کر اپنے آقا سے التجائیں کیں اور دعائیں مانگیں۔

آہ! اندھا راستے سے بھٹک گیا۔ اے میرے نفس ذرا کچھ احساس تو کرلے۔

پلناہ کرٕم دِلہٕ کٔنُ واتےَ
یِمیٚ دُنیٚ یاہَن کۆرُم راتہٕ مۆہٕ غُلٕ
کاوَو تہٕ گانٹو کۆر ھَم غُلٕ
سُمِتھ گبہٕ راچھو کۆر ھَم غُلٕ
شہَہ پَرِ تھلم زَرٕ رنہٕ کھوتہٕ
سونَس روُم نہٕ کاژَن مولٕ

منزلِ مقصود تک پہنچنے کی جدوجہد تو کی۔ مگر دنیا کی کشش نے الّو بنا کے رکھ دیا۔ ایک طرف کوّے اور چیل رستہ روکتے رہے اور دوسری طرف گدڑیئے مجھ پر آوازیں کستے رہے۔

اس کشمکش میں میری طاقتِ پرواز بھی جاتی رہی اور میرا سرمایۂ حیات بے قیمت اور زرِ زندگی بے وزن ہو کے رہ گیا۔

بَیہِ چھُم تمہِ سُمہِ اَنْد کیتھ وَاتے

ییٚمہِ تُلی چھہ پکان نارٕ وکول

ہَنگہِ وَسہِ زُزرکنگ زن سوتے

سۄتھ پیٚیم اَکی زول

ہر وقت یہ خوف کھائے جا رہا ہے کہ وہ باریک و نازک پل کیسے پار کروں جس کے نیچے آگ کا دریا بہتا اور گرجتا ہے۔

خزاں کی یورش سے حرارت ہی ختم ہو گئی۔ اور اب افسردہ و پژمردہ ہو کر ایک ہی حملۂ خواب سے دفترِ حیات ہی الٹ گیا۔

○

لۄبَس تہٕ مُہَس مَداہَن کارَس
کُنگم ڈارَس وَیم سٕہ پآیِٕ
دِیار ہا سورہم سوداگارَس
چھوٚن بازارَس کیٚشاہ بیٚہہ وآئیٚ

جسطرح زعفران زار کو پانی سے سینچنا ایک غلط قدم اور ویرانی کِشت کا سبب ہے اسیطرح دنیا پرستی، حرص و طمع اور غرور و نخوت مہلک روحانی امراض ہیں۔ افسوس میں ایسا تاجر ہوں جسکا سب سرمایہ ضائع ہوگیا تو ایک خالی ہاتھ مفلس کیا تجارت کریگا اور کہاں کی دکان کھولے گا۔

زَزٕری تھَپ گٔیم عُمرِ سَبزارَس
یاوُن یارَس کیتہٕ کَرِ وٲنٕی
آخرٕژ مہٕ وو سٲرِی مَزارَس
نارَس وو نٕی کَتہِ سارَس پٲنٕی

جوانی کے سبزہ زار پر بڑھاپے کی خزاں کی زردی چھاگئی۔ جوانی تو رہنے کی چیز نہیں۔ ہوتے ہوتے ہم سب گوشۂ قبرستان میں سمٹ جائیں گے۔ اور سڑ جائینگے۔ آہ! اب وہ وقت کہاں کہ آگ کو پانی سے بجھادوں یعنی نیک اعمال سے جہنّم سے چھٹکارا حاصل کرکے جنّت کے مستحق ہوجاؤں۔

وٲنی چھیم بِہتھ منٛز بازارس

دُکاندارس کشیاہ سَناہ بوٚنے

دَرِگوم اَپارِ رَزٕ ژھنِم تارس

یارَس دِزہ یم اندمزارس وٚنی

دکانداروں نے بازار سجائے ہیں۔ ایسے میں اُن کے ہاتھ کیا آئیگا۔ ادھر سے عمر کی رسی کو اس طرح کھینچا گیا کہ رسی ہی ٹوٹ گئی اور کشتیٔ حیات بھنور میں رہ گئی۔ اب تم گوشۂ مزار ہی میں دوست کی تلاش کرو۔

○

ژۄر مێے ژامو لالہٕ اَنبارس

موٗختہٕ نیوٗ نم بوٗکہِ کِہَو دوٗ ژھے

مُہتھ ژوٗلُم ووٗنی کتوٗ لارَس

یارَس دِزِ نیم اَنْدمزارَس وُنی

افسوس اعمالِ حسنہ کے سرمایۂ عظیم پر چور (شیطان) نے ڈاکہ ڈالا اور لعل وگوہر کو لوٹ لیا۔ لٹیرے نے مفلس وقلاش بنا کے خاک اور راکھ پر بٹھا دیا۔

اب اس ظالم کا پیچھا کہاں کہاں اور کیسے کیسے کروں۔

تم گوشۂ مزار ہی میں اب دوست کو تلاش کرو۔

مناجات

پوگ بیلہِ واین زمین پھٹن
بارِ خدایاہ پاپ نوار
تیلہِ میے اوسُم یاو نُن چھُوہ
وُوہ نی تہٕ سہٕ گوس نابہٕ کار
زُونیرِ برونہہٕ نوب نیرہِ پتہٕ
گرِشمن دوہن زہٕ وتہٕ بے کار
یہِ دِہ برونہہٕ نی لگہِ پتہٕ
بارِ خدایاہ پاپ رِنوار
روزُن یارٕ پتیم ژھوٹے
ہٹے وَلنم گرژُم تہٕ مار

تیلِ زَن تیلۍ‌ٚم بیٚٹھ فنبہٕ پھوٗتے

بار خدایاہ پاپ رٕنوار

وِزِہ وِزِہ موٗٹھم سَرنو

یااللہ چھُس شرمندٕہ چھوٗن

چانِہ قوٗدرٕژ زانۍ‌ٚم قدَرٕ نو

یااللہ چھُس شَرمندٕہ چھوٗن

ہیٚکہٕ نتہٕ بارآم بَرٕہ نو

وٕیٚز یاد گٔرم قبَر نو

تَتہٕ ژھوٗٹہٕ رتہٕ گٹہٕ زَر نو

یااللہ چھُس شَرمندٕہ چھوٗن

چھُس اُمتی حضرتؐ سُنْدوی

کوہ ڈُیشِتھ لوگُم اوٚنوی

زِنیتھ رٕتی کٔرِم کار نو

یا اللہ چھُس شَرمندٕ چوٚن

اِحسانس زانِم قدر نو

ہیٚنوٚتُم دوٚد ترٲوِتھ پونٕ منٛدٕ نو

ژِیوُنُم لوٚہ دوٚنی اکھ ہار نو

یا اللہ چھُس شرمندٕ چوٚن

پاد پاری ترٲوِم پتھر نو

پرٕزٕہ وٕتہٕ لوگُم پان نو

اِبلیس ہیوتم سَر نو

یااللہ چھُس شَرمندٕہ چون

فِرشتہٕ وَسنَم اَر نو

دَپنم بندٕہ چھُک کوٚہ ہندو

جوابَس روزٕم تھرٕ نو

یااَللہ چھُس شَرمندٕہ چون

پٲصِراطَس تارٕہ ییِلہِ ترٕہ نو

نوٚندٕہ رٕیشیٕ گرٕہ تارٕہ نی

تَتہٕ تَرنَس چھُم آدَر نو

یااَللہ چھُس شَرمندٕہ چون

(ترجمہ اگلے صفحہ پر)

جب صورِ اسرافیل پھونکا جائے گا۔ اور زمین
شق ہوگی، اے خدا! ایسی گھڑی میں میرے گناہوں کی
مغفرت فرما۔ ایک وقت وہ بھی تھا جب میری جوانی کا جوبن
تھا۔ مگر آج وقت نے بیکار اور نکمّا بنا دیا۔ موت آئے گی
جان نکلے گی اور آرزوئیں پیچھے رہ جائیں گی۔ جان اور
ارمان میں جدائی ہوگی۔ اے خدا! ایسے وقت میں مغفرت
فرما۔ مجھے اس دنیا کی متاعِ قلیل پر ہی گذارہ کرنا پڑیگا
ورنہ سانپ اور بچھو گلے لگ جائیں گے۔ ایسے میں مضطرب
اور بےقرار ہو جاؤں گا۔ اے خدا! اس گھڑی میری مغفرت
فرما۔ ہر گھڑی اللہ کی یاد کرنا بھول گیا۔ اے خدا تیرے
حضور میں شرمندہ کھڑا ہوں میں نے تیری قدرت کی قدر
نہ کی۔ اے خدا میں تیرے حضور شرمندہ کھڑا ہوں۔
گناہوں کا بوجھ اتنا لد گیا کہ اٹھا نہیں سکتا۔ کبھی قبر یاد
نہ آئی وہاں تنگ و تاریکی برداشت کرنا پڑے گی۔ بارالٰہی

میں تیرے حضور شرمندہ کھڑا ہوں، میں تیرے پیارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہوں، افسوس میں کیوں یہ جانتے
ہوئے بھی انجان بن گیا۔ میں نے دنیا میں آکے کوئی نیکی کا
کام نہ کیا، اے خدا! میں تیرے حضور شرمندہ کھڑا ہوں
احسان کی میں نے قدر نہ کی اور دودھ کو چھوڑ کر پانی
بلونے لگا۔ اب احساس تو ہوا مگر پاس کچھ بھی نہیں اور
خالی ہاتھ جا رہا ہوں، اے خدا میں شرمندہ کھڑا ہوں۔ کبھی
بھی نیکی کی راہ پر پاؤں کو جمنے نہ دیا اس کے برعکس ابلیس
کے ساتھ میرا لگاؤ رہا۔ اے خدا میں تیرے حضور شرمندہ
کھڑا ہوں، فرشتے آئیں گے اور سوال کریں گے کہ
تو کس کا بندہ ہے افسوس جواب دینے کی ہمت نہ پڑے
گی، اے خدا میں تیرے حضور شرمندہ کھڑا ہوں۔ جب پل صراط
پر سے لوگوں کو چلائیں گے اے خدا نندہ ریشی (رحمۃ اللہ علیہ)
کو پار لگاؤ، وہاں تیرے بغیر اور کوئی سہارا نہیں۔ اے خدا
میں تیرے حضور شرمندہ کھڑا ہوں۔

کیاہ گُری زِ مرتَس مَرنہٕ نبِن وکانَن
گوَ کمَن جانَن چھَانگرٕ گُرِ تھ
پونی زَن ژُمتھ گوَ نوَبن یانَن
گےیہٕ وآتٕ وانَن پھالوَ دِتھ

موت اور موت کے بہانوں کا کیا کیا جائے کتنی ہی قیمتی جانیں موت چھینتی رہی۔
؎ خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہو گئیں غالبؔ
موت اس طرح جان پر ہاتھ ڈالتی ہے گویا مٹی کے نئے برتنوں میں پانی
جذب ہو رہا ہے۔
دوکانداروں نے اپنی دکانیں بند کیں اور چل پڑے ——
(ہر ایک نے آخرت کا راستہ لیا اور بازار سونا پڑ گیا)

مٕرگ چھُے سٕہہ تَے کوٚتوٚژُلی زٕے
کھیٚلہِ منٛزٕہ کڈِی ژٕ آرِتھ کَنٛھ
مَرٕگ شربَت چیٚنہٕ روٗس نٕبٔلی زٕے
شٕلہِ کوٚنہٕ گیوکھ ژٕ آنِتھ کَتھ

موت ایک ایسے شیر کا نام ہے جس سے فرار ممکن نہیں۔ موت اسی طرح جھپٹ پڑتی ہے جس طرح شیر ریوڑ میں بھیڑ کو دبوچ لیتا ہے اور موت ایسی شربت ہے جسے پی کر ہی تمام بیماریاں کافور ہو جاتی ہیں۔

مگر افسوس تو نے اس حقیقت کو قبل از مرگ ہی کیوں نہ بھانپ لیا۔

○

یَس یَم اورٕ رَے یور وَ سِے

تَس ہَے عالَم ترٕ وَدِہ لَسٕ مو

ئُس ڈاَین گرزن تَل تُبلِہ وَسے

سُہ ہَے نبی ترٕ آسِہ کھَسِہ مو

جس پر موت حملہ کرے گی اگر اس کیلئے ساری دنیا بھی گریہ وزاری کرے گی پھر بھی موت سے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔

اگر کسی پیغمبر کو بھی زمین کے گہرے کھڈ (قبر) میں دفنایا جائے گا۔ واپس نہیں آسکتا۔

حضرت محمدؐ حقہٕ شُشد پیوٚرو

دَمہٕ دمہٕ جبریلؑ یار تَس

یَموٚ یِبلہِ سَنخر کٔرییتہِ تورو

ونتہٕ باسیہ دُنی یاہِ سارِ کَس

جناب محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے محبوب اور جبریل امینؑ کے دوست تھے۔ اسکے باوجود ان کو دوسری دنیا کا سفر کرنا اور اس دنیا کو چھوڑنا پڑا تو میرے بھائی! خود اندازہ لگاؤ کہ یہ دنیا کِس کیلئے وفادار ہو سکتی ہے۔

ییتہِ کیشاہ کَروو رٕوُدس تہٕ رَبے
عاصہٕ تہٕ پُلہٕ ہور لبہِ مو
ژھنان کھوٚر گرٕژھان رَبے
زُوٚس تہِ قَرار لَبہِ مو
دُوکھ ژُلہِ نیرِتھ زاآلی ڈَبے
دُوبارٕ دُنی یاہ لَبہِ مو

یہاں بارش اور کیچڑ کا مقابلہ عصا اور جوتوں سے کیا کریں گے۔ نہ پاؤں کو آرام ملتا ہے نہ دل کو سکوں (یہی بے قراری اسوقت ہوگی) جب خوبصورت ایوان کی دیوار گر پڑے گی اور پھر دنیا کہیں نہیں پا سکتی۔ یعنی موت آئے گی اور دنیا چھین جائے گی۔

دُنِیاہس آے یِہ بٲجی بٲجی

سٕمِتھ کرَو بٲجی وَٹ

بڑونہہ گنٕہ نیوٚنَم مول تہٕ مٲجی

وُچھِتھ کٔشراہ وٲنج گیہٕ نِلہٕ وَٹ

دُنیا میں بھائی بھائی بن کر اس لئے آئے کہ اکھٹے مل کر برادرانہ محبت سے زندگی گزاریں گے۔ ادھر سے ماں باپ بھی ہماری آنکھوں کے سامنے موت نے اُچک لئے پھر بھی ہمارے دل پتھر جیسے سخت ہو گئے ہیں کہ نہ موت ہی یاد ہے اور نہ ہی بھائیوں کی محبت کا خیال۔

یِہ ہَے ماؔج گوٗردوہ اَکہِ تھکِی
اَ تھَے دِہِن یگِی نہکَس رٕچھِ زِ ژٕ بتھ
یِہ ہے ماؔج ترٛگ رٕڈی زِہِن وَگِی
آسہِ زِ مرِگ یَنِن ژِہ شٕتَس ہیتھ

ماں! ایک روز جسم بھی تھک جائے گا اور جان بھی کام کرنے سے رہ جائے گی۔ اس لئے اس وقت جتنا بھی ہو سکے اور جس تک بھی ہو سکے آرام پہنچاتی رہو۔

ماں! نفس کے گھوڑے کو تھام رکھو۔ اور ہر وقت موت کو یاد رکھا کیا کرو۔

نفسٕ چھُے وَنُک اَگہٕ زوٚلۍ

نیرِ بسہٕ نہٕ پٹ، کوٹ مٔنزوٚلۍ

یُمۍ گَڈِتھ اوٚن گجہِ زوٚلۍ

تِمۍ شرعِ محمدؐ پووٚلۍ

نفس جنگل کی ایسی سخت ٹیڑھی میڑھی اور ناکارہ لکڑی کے مانند ہے

جس سے کوئی بھی سامانِ سان و مکان بن نہیں سکتا۔

جس نے اسے (ریاضت) کی آگ میں جلادیا۔ اسی نے حقیقتاً

شریعت کی پیروی اور نگہبانی کی۔

ہا بَندٕ مَست چُھک لوبَس تہٕ مُہس
سیٚود چُھک لٲگِتھ وٲرِنی
نفس چُھی پھیرِہٕ وان دوٚہس
پتہٕ چُھی گنڈِتھ لٲرِنی
تھپہٕ چُھی دِیا وان گوٚہس
عقلہٕ ہنز بَبے نہٕ دٲرِنی

اے بندۂ خدا! تجھے دنیا پرستی اور حرص و طمع نے مست بنا رکھا ہے تو محض دوکاندار ہے۔ اور صرف دنیا پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ نفس نے تم پر ہل چڑھا رکھا ہے اور در در گھماتا پھرتا ہے۔

افسوس تو عقل سے کورا ہی کورا ہے اسی لئے نفس تمہیں حرام و ناپاک کا گرویدہ بنا لیتا ہے۔

ہۄن چھِی گۄمُت کھۄہَس
پاک کتہٕ سپدی پاٰنی
دۄگ چھُک دِوان تۄ ہَس
کیٛاہ چھ چھَےٚنی ناداٰنی
گرِہمُت چھُک مِلہٕ وان دۄدس
ہنس پیٛٹھری سنہٕ داٰنی

تمہارے کنویں میں کتا سڑ رہا ہے اب تمہارا پانی کیسے پاک ہوگا (یعنی تمہارے نفس میں حرام چلا گیا ہے پاک خیالات و اعمال کیسے سرزد ہوں گے) تو بھوسے (چاول حاصل کرنے کے خیال سے) کوٹ رہا ہے۔ کیا ہی عجب ناداں ہے تو۔ تو دودھ اور پیشاب کو ایسے ملاتا ہے کہ خود اُس کا قطرہ بھی خریدنے کو مَن تیار نہ ہوگا۔

○

نفسِی موٗرُس واے
اَرِٹھ روٗدُم گٹےٚ
اَتھِ ہےٚ یِیہِ ہم ہاے
کَرتَل ژِھنہٕ ہَس مَٹے

نفس میرا اندھیرے میں بیٹھ کر میری ہلاکت کے سامان بناتا ہے۔ کاش میرا نفس مجھے کہیں ہاتھ لگتا۔ میں خنجر مار کر گلا ہی کاٹ لیتا۔

نَفس میٛون ہوٚس تَے
اُمی ہٕسی گٔری نَم کِتیاہ بَل
ساسہٕ منٛزہٕ اَکھاہ لوٚس تَے
نَتہٕ ہیٚتی نَم ساآری تَل

میرا نفس ایک ایسا ہاتھی ہے۔ جس نے (مجھے مارنے کیلئے) کتنے ہی کرتب کئے۔ یک فی ہزار ہی فیلِ نفس کی یورش سے بچ سکا نہیں تو اس نے سبوں کو روند ڈالا۔

○

نَفس پتہٕ لگُن چھُے اَچھِ منٛز ہیرُن
گاشِچ وومید بَرزِنہٕ زاہ
نَفس پتہٕ لگُن چھُے آرِ منٛزِ یرُن
ہٕلس تہٕ میٛنڈِس کرَے واہ

نفس کا پیچھے لگ جانا آنکھ میں تنکا گھس جانے کے برابر ہے۔ ایسی آنکھ سے روشنی کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ نفس کا پیچھے لگ جانا پتھروں اور چٹانوں والی پُر شور ندی کا بہا لئے جانا جیسا ہے۔ جو چُور چُور کر کے رکھدیتی ہے۔

نفسی مَن مُشرہ راوِی
میوٗ ڈھٔتہٕ زِیوٗ ڈھٔیٹھی
توٗے اَکھ پَلکھ راوِی
وونُدہٕ کِتھہٕ مالہِ پَڑی

نفس نے تمہارے دل کو لذاتِ دنیا حاصل کرنے پر اُکسایا ہے اور اس طرح تو دین سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا اور ایمان سے بھی۔ ذرا بتاؤ کیا تم کو اس کے کھو جانے کا احساس بھی نہیں ہے۔

نَفسو ہَرنِہ ژھالہٕ چھُکھ نِوان
کیشاہ سَناہ کرَکھ مرِنہٕ گرَے
وُسن چھُی میٖشرِہ تَل بُلی چھُکھ چھِوان
کَتہ کِشرِ لزَتھ ووگُنہٕ لرِے

یتہٕ برُو شہہ یِنے حَساب ہیوان
جَواب دِکھ کمِنہٕ تُرے

نفس! تو کیا ہرن کی طرح اُچھلتا کودتا ہے۔ بتاؤ موت کے وقت تو کیا کریگا۔ تو پیوند خاک ہوگا اور پھر بھی خواہ مخواہ اِتراتے پھرتے ہو۔ یہ اونچے اونچے محل کس لئے اور کس کے لئے؟ یاد رکھو دانے دانے کا حساب لیا جائے گا۔ وہاں کس کے سہارے جواب دو گے۔

نَفسو کامہِ کرِتھ کمہٕ کَشے
نَفسو چیٚون دِڑامَے ترٛشہ ہار
نفسہٕ چھُم زاگان دُشمن سندِ رَشے
نفسہٕ یَژ ھے رٕھندِم ترٛش ہار
نَفسہٕ دادِہ کوتاہ پَشے
نفسَہٕ ژھونڈُم اَترٕ کشہ ہار

اے نفس! تو کس انجام کے پیش نظر کام کرتا چلا گیا۔ میں نے تمہاری پیاس بھی بجھانے کی کوشش کی۔ آہ! یہ نفس دشمن کی طرح گھات میں لگا رہا۔ اور ہمیشہ لذات کی طلب کرتا رہا۔ نفس نے میرے ساتھ جو کچھ کیا۔ اس پر میں کتنا پچھتاتا رہوں گا۔ نفس دنیاوی خوشبو اور عطریات کی کھوج میں ہی لگا رہا۔

ژُوِ کنِدہٕ رۆچھمَک دَردُگ سوٗن زَن

ژُیئے گھنہٕ زَن مولہٕ وٕنی دژاآے

وٚاَلتھ ژھنہٕ نَے ڈٲیَن گزن تَل

تَتہٕ بون چھَے ووٕنی پنٕنی کمآے

میری جان! میں نے تمہاری وہ قدر کی جو سونے کی کی جاتی ہے۔ تمہیں جو کچھ دیا گیا وہ قیمتی ہی قیمتی ہے۔ لیکن اس کے بعد تمہیں ڈھائی گز بھرے کھڈ میں لِٹایا جائے گا۔ اور پھر وہاں تمہارے کام وہی آئے گا۔ جو تم نے دنیا میں اپنے اعمال سے کمایا ہوگا۔

کھۄمہٕ کھۄمہٕ کران یٔڈ نو آ پی
واہ زُوو پا یَس پیٚتو

ڈیان دِتھ وٕنتہٕ کوت گٔے یِہ باشی
واہ زُوو پا یَس پیٚتو

کھا پی کر بھی تو کبھی سیر شکم نہیں ہوا۔ آہ میری جان! ذرا ہوش میں تو آؤ۔ ذرا غور تو کرو کہ تمہارے ارد گرد کے لوگ کہاں چل پڑے اور چل بسے۔ آہ! میری جان! ذرا ہوش میں تو آؤ۔

سونتہٕ یِم جَکھَن تہٕ لاگنے کرن
تِم سوٚکھ بَرن پَیہِ وندے

یِم نہٕ خدایے تہٕ رسولؐ سرن
تِم سَمسارس زنتہٕ گَندے

جو بہار میں محنت کر کے کاشت کریں گے وہ سرما کے دن آرام سے گذاریں گے ۔ جو لوگ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد نہ کریں گے وہ دنیا میں آکر بھی خسارے میں ہی رہیں گے ۔

یُس کرِ گوٗ نگل سُے کرِ کڑاو

جو بوئے گا وہ کاٹے گا

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو

۱:- جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔

۲:- فرصت کو مشغولیت سے پہلے۔

۳:- صحت کو بیماری سے پہلے۔

۴:- خوشحالی کو تنگ دستی سے پہلے۔ اور۔

۵:- زندگی کو موت سے پہلے۔

(الحدیث)

(مُترجم)

○

زہ ہٹھَس فرضَس کر عمَل تَے

زِ ہیٹھے ہرُدس کیُتھ کرِتھ تھاو

نِتھی نیک مالہِ کرتوکل تَے

یُس کرِ گونُگل سُی کرِ کڑاو

فرائض زندگی ادا کرتے جاؤ اور موسم بہار سے فاید اٹھاکر خزاں کے لئے محنت سے کام لو۔ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے ریاضت اپنا شعار بناؤ۔ یاد رکھ لے جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔

آدَن سونتھ چھُے ژٕین اَول تَے

سُلہِ گرٕ رَٹُو مالہِ پَنٕنُ تاو

اَتھ یُتھ نہٕ گژھی سونتھ چھُے ژٕھل تَے

یُس کرِ گو نگُل سُی کرِ کراو

بہار کی قدر اس کے آغاز ہی سے کر لو۔ اور ابتداء ہی سے سنجیدگی برت لو۔ خبردار کہیں یہ بونے کا موسم تمہارے ہاتھ سے نہ چلا جائے کیونکہ یہ محض دھوپ چھاؤں ہے۔ یاد رکھ لے جو بوئیگا وہی کاٹے گا۔

آلہٕ فال غُسُل طہارَت کرٕسہٕ
اِپٹھ چھے نِیت پھلہٕ پھلہٕ تڑاو
وان چھے قِرأت صحیح زٕ پَرسہٕ
یُس کرِ گو نگُل سُی کرِ کڑاو

(کاشتکاری کیلئے جس طرح ہل، دانہ، ارادہ، ہمت ضروری ہے اسیطرح کشت آخرت کیلئے جو کچھ لازمی ہے وہ ہے، غسل، طہارت، وضو، پاکیزہ نیّت اور قرآنِ پاک کا صحیح و درست تلفظ اور صحیح قرأت کے ساتھ پڑھنا اسلئے انکا پورا پورا اہتمام کیا جانا چاہیئے) یاد رکھ لے جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔

○

نیٖرزمیِ ہستین رکوٗعس وَس تَے

ہامہٕ چھِی کھٔہس تہٕ کَڈتھ ترٲو

لازِم سُجدہٕ چھُی نیندہٕ تاپس تَے

یُس کرِ گوٗ نکُل سُی کرِ کرٲو

پورے خضوع و خشوع کے ساتھ رکوع کرتے رہو اور اللہ کے سامنے جھکتے رہو۔ اپنے کھیت سے فضول گھاس نکالتے رہو اور پورے وقت پر نلائی کرتے رہو تاکہ فصل ٹھیک اگ سکے (یعنی دل کو برے ارادوں سے پاک کرو اور وقت غنیمت جان کر عبادت میں لگ جاؤ) یاد رکھ لے جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔

دَمہٕ دَمہٕ ییم بَرشکدارَس تے

دوٕہ دوٕہ لاگنَے وُچھنَے دٲرا و

یٕژھ پَژھ بَرسَہ چَکدارَس تے

یُس کرِ گوٕنگُل سُی کرِ کٔرا و

ہر وقت چوکیدار (کراماً کاتبین) کا خیال اور خوف رکھ لے ۔ اور پورے یقیں وایمان کے ساتھ مالکِ زمین (خداوند تعالیٰ) کے دھیان میں لگ جاؤ اور یاد رکھ لے

جو بوئے گا وہی کاٹے گا

○

سَرکاری اَہلکی پیٚادِ ینس تَے

پُرکارِ ووتھ مالہٕ کورُمت ہاو

ہَرکارِ گرٕ ھتھ سورُوی وَنہٕ نَس تَے

یُس کرِ گو نگُل سُی کرِ کرٛاو

سرکاری اہلکار (ملک الموت) آئے گا اور پکاریگا اُٹھو چل پڑو اور کئے ہوئے اعمال اور کرتوتوں کو پیش کرد۔ ادھر سے کراماً کاتبین آکر کے سب راز فاش کردیں گے۔ اس لئے یاد رکھ لے!

جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔

پُپِتھ پھلَس رَرے کرَ نَس تَے
بیّون بیّون پھلَس ہَنزَس ناَوِ
ترُوپ دِتھ آسس بَند کرَنَس تَے
یُس کرِ گو نگُل سُی کرِ کرُاو

ہر پھل کو گِنا جائیگا اور ہر پھل کا الگ الگ نام لیا جائیگا اور (مرضی ہوئی تو) پکے ہوئے اور پختہ پھلوں کو بھی ضائع کیا جائیگا (یعنی نیّت کی خرابی کی وجہ سے اعمالِ صالحہ کا بھی قیامت میں کوئی وزن نہ ہوگا) مُنہ بند کیا جائے گا اور بولنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اسلئے یاد رکھ! جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔

(الیومَ نَختِمُ علی الخ) حشر کے دن منہ پر ہم مہر لگائیں گے اور ہمارے ساتھ ہاتھ باتیں کریں گے اور پاؤں کرتوتوں کی خبر دیں گے) "سورۂ یٰسین"

(مُترجِم)

پوت جهن باگے کرِناوِنس تے
توخُم ہےٚ آسی زُگی چھٕنتی ہاو
ہُو رِنتھ، دِہہٕ وِتھ تولہٕ ناوِ نَس تے
یُس کرِ گو نگُل سُی کرِ کرٕاو

کنکریوں (فضول کار کردگیوں) کا بھی حساب لیا جائیگا۔ کہا جائیگا جو کچھ بھی تمہارے پاس کھرا کھوٹا ہے الگ الگ کر کے دکھاؤ۔ پھر اسی حصہ کو قبول کیا جائیگا اور میزان پر لایا جائیگا جو جھاڑ جھوڑ کر تمام آلائشوں سے پاک وصاف کیا گیا ہوگا۔ (یعنی انہیں اعمال کو وزن دیا جائیگا جو نفسانیت سے پاک اور شریعت کے مطابق انجام دئے گئے ہوں گے) یاد رکھ لے!

جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔

اَوّل راۤژ ییٚلہِ لحَد ہاوٕنَس تَے
دَپہٕ نَس دُنی تِہنٛز مُستی تڑاو
توبہٕ توبہٕ کران جواب دِیاوٕنس تَے
یُس کرِ گو نگُل سُی کرِ کڑاو

پہلی رات ہی جو قبر میں نصیب ہوگی۔ کہا جائے گا کہ دیکھو دنیا کی مستی و نشہ کو اتار پھینکو اور خمار سے پاک ہو جاؤ اسکے بعد سختی کے ساتھ اور توبہ توبہ کراتے ہوئے۔ سوال و جواب کی مہم کا آغاز ہوگا۔ یاد رکھ لے جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔

رَسہ رَسہ عُمر گئ پی خاکس تَے
غافِلو آخر ژینتِھ تھاو
دَپ سہ گو پھوژ کھ پاپنس تَے
یُس کرِ گو نگل سُی کرِ کڑاو

ہولے ہولے تمہاری عمر قبر کی طرف چلتی رہی۔ اے غافل بہتر یہ ہے کہ اسے پہلے ہی محسوس کرلے۔ ذرا سوچو تو کہ کیوں خود ہی اپنے کو دھوکہ دیا اور غلفت میں زندگی گزارتا رہا۔ یاد رکھ لے جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔

(یآاَیُّھَا الْاِنْسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحاً فَمُلٰقِیْہِ)

"اے انسان تو ہر قدم اپنے رب کی طرف اٹھاتا جارہا ہے یہاں تک کہ اُس کے ساتھ تمہاری ملاقات ہو کے رہے گی" (القرآن) (سورۃ الانشقاق)

(مترجم)

مومازٕ زآلؠ ڈٔبہِ، روبہٕ خانَس تَے

تتہِ چھُی پیٹھرُن کُنہِ سٕہی ہاوٕ

کوتاہ پیٹھٕ بنہِ زے نادانَس تَے

یُس کرِ گونگُل سُے کرِ کرٕاو

ایوانوں اور خوبصورت مکانوں کے پیچھے مت لگ جاؤ۔ (یعنی حرام کمائی سے بلند محل بنانا کیا معنی رکھتا ہے) کیونکہ وہاں تمہاری اکیلی جان کو جواب دینا ہو گا۔ نادان کتنا کچھ اور کس طرح کیسے صاف و پاک ہو سکتا ہے۔ یاد رکھ لے جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔

آدَم غاآفِلو ژین پانَس تَے
وۆوِہ مُت تُتی لونگ ہاو
تولہٕ نَے پاپ، پُن میٖزانَس تَے
یُس کرِ گونگُل سُی کرِ کراو

اے آدم غافل! ذرا احساس تو کرلے وہاں (دوسری دنیا میں) بوئے ہوئے کو کاٹے گا۔ پھر میزان میں تمہارے گناہ بھی تولے جائینگے اور ثواب بھی۔ یاد رکھ لے۔ جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔

مُقدمہٕ شفیع اَن سَرکارَس تَے

مُقدمہٕ پینہٕ نُ ژُٕسی پیٹھ ترٛاو

نُندہٕ ریٚشیٚ واقف کِشتہٕ کارَس تَے

یُس کرِ گونگُل سُی کرِ کرٛاو

اپنا مقدمہ سرکارِ عالی وقار جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سپرد کرو، اُن کو اپنا وکیل و شفیع بناو اور اپنا مقدمہ اُن کی سپردگی میں دیدو۔ نندہ ریشی (حضرت شیخ نورالدین نورانی رحمۃ اللہ علیہ) کشتِ آخرت سے واقف ہے (اسی لئے کہتا ہے کہ) یاد رکھ لے ۔ جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔

وۄنی ییوم ژٕ ہتَس گرٛیکہِ وزِلۆن

مرتے مرتے خدا یاد آیا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

قیامت کے روز سایۂ عرش کے نیچے جس کے بغیر اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ وہ جوان پناہ لے سکے گا جس نے اپنی جوانی عبادت ہی میں گزاری ہوگی۔

نیز فرمایا :-

قیامت کے دن تمہیں دربارِ خداوندی سے نکلنے کی اجازت نہیں دی جائیگی جب تک کہ نہ یہ پوچھا جائیگا کہ "بتاؤ تم نے اپنی جوانی کہاں اور کیسے گذاری ؟"

فرمایا کہ اسی لئے : جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت سمجھ' (الحدیث)

(مُترجم)

آدَن ہَندگی کُرم نہ میہ تَس

وونی پیوم ژہ ہتس گژھیہ وِزِنوٗن

لوکہ چار روٗم منز غفلتس

تَمتعہ تُلہِ ئُی یُمی سُلہِ ژیوٗن

بُڈِتھ شوٗب کیٛشاہ عبادتس

وونی پیوم ژہ ہتس گژھیہ وِزِنوٗن

میں نے روزِ اوّل ہی سے اُس کی بندگی نہیں کی اور اب مرتے مرتے خدا یاد آیا۔ بچپن کو غفلت میں گذارا (یہ یاد نہ رکھا کہ) وہی فایدہ اٹھائے گا جو پہلے ہی بھانپ لے گا اور بیدار رہے گا۔ اب بڑھاپے میں عبادت کے کیا معنی۔ آہ!

اب مرتے مرتے خدا یاد آیا۔

بَیہِ چھُم لگہٕ ییلہِ قیامتس
عَملہٕ وُچھ وُچھ گژھہٕ ممنوٗن
نیٚکوکارَن نِن جَنہٕ تَس
وۄنی ییوم ترٕ ہتس گژھیہِ وزہِ نوٗن

مجھے ڈر ہے کہ قیامت کے روز (جب نامۂ اعمال کھول دیا جائیگا)
میں اپنے اعمال دیکھکر پانی پانی نہ ہو جاؤں۔ یہ وہ دن ہوگا جب کہ
نیکوکاروں کو جنّت کی طرف لیا جائے گا۔
آہ! اب مرتے مرتے خدا یاد آیا۔

○

کراماً کاتبین تھاوُمالہِ ژہ بتس

یَوٗمِ یعلمُوٗنَ ماتفعلُوٗن

گوٗناہ میانِی لبِکھنہٖ آئے خطس

وونی پیٚوم ژہ بتس گژیکہِ وزِنوٗن

اے دوست! کراماً کاتبین کو ہر دم یاد رکھ لے جن کے متعلق خداوند کریم کا ارشاد ہے کہ (کراماً[1] کاتبین یَعلمون ما تفعلون) میرے دو فرشتے تمہارے ساتھ لگے ہوئے ہیں، وہ سب کچھ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو (اور تمہارے اعمال درج کرتے جاتے ہیں) میر گناہ میرے نامۂ اعمال میں درج کئے گئے اور لکھے گئے۔

آہ اب مرتے وقت خدا یاد آیا۔

[1] سورۃ انفطار

عاؔرِ فوٗلتھ ذِرٕ اوٚے راتتس !

شَبہٕ روز ہوٗرُکھ اَشہٕ کِنہٕ خوٗن

موٗدُر میوہٕ چھُے ندامتس

وونی پیٚوم زٕہ تتس گرٚیگہٕ وٕزِ نوٗن

یہی وجہ ہے کہ خدا کے نیک اور محبوب بندوں اور عارفوں نے ہر ہر قسم کے آرام وآسائش کو خیرباد کہکر رات دن اللہ کے دربار میں خون کے آنسو بہائے (وہ یہ جانتے تھے) کہ توبہ وندامت اور استغفار وانابت کا نتیجہ فایدہ بخش اور پھل میٹھے ہوتے ہیں۔ مگر مجھے آہ! اب مرتے مرتے خدا یاد آیا۔

(اپنے پاک بندوں کی تعریف میں اللہ فرماتا ہے :۔

" تتجافٰی جنوبہم عن المضاجع (القرآن) انکے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں۔ حضرت خاکیؒ جناب مخدوم پاکؒ کے بارے میں کہتے ہیں:۔

درریاضت سالہا ننہادہ پہلو بر زمین حاصلش ایں رُتبہ شد چوں اذکر واشہد است

یعنی حضرت مخدومؒ نے برسوں بستر پر آرام نہیں فرمایا۔ انھیں یہ مرتبہ اسلئے تو دیا گیا کہ وہ سب سے زیادہ خدا کی یاد کرنے والے اور راتوں کو بیدار رہنے والے تھے۔"

(مُترجم)

○

واو وگژاوِ میٚشانہِ نیتہٕ حَضرتَس
عَرضی میٚشانہِ ہُشد مضموٗن
پٲری پٲری لگہٕ ہَس موہرِ نبوٗتَس
وونی پییوم ژہ ہتَس گریگہٕ وزِ نوٗن

اے بادِصبا! میری فریاد پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی خدمتِ اقدس میں پہنچاؤ۔ اور میری عرضی ان کے سامنے پیش کرلو۔
میری جان، پیارے نبی ﷺ کی مہرِ نبوت پر قربان ہو۔
آہ! اب مرتے مرتے خدا یاد آیا۔

غرٗیبی چھَے خاصُ الخاصَاہ
خرٟیدار چھُی خدائے تہٕ سوداگر
دُنیاہ داآری بوٗ گرٟسَاسَاہ
طوالہٕ شرٲندر ژٕ کار موبَر

غریبی (فقرِ اختیاری) خاصانِ خدا کا شیوہ و طریقہ رہا ہے۔ اس فقر کا خریدار خود خداوند کریم ہے، اس لئے مولیٰ کے ساتھ تجارت کرو۔

میرا طریقہ امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر   اقبالؒ

امیری بے حیائی کو جنم دیتی ہے۔ اپنے کو طولِ امل اور حرص و ہوا کے بھنور میں مت گراؤ۔

سُی ژالہٕ ننندہٕ یمۍ وُوٚ بیٛولِ
ژٲرِتھ کڈ بس ہامہٕ کاٹِنِ
سونتہٕ یمۍ ووٚو ہردِ تمۍ لوٗنِ
سُی ژاو جنتَس لاگِتھ وانی

جس نے بیج بویا وہی نِلائی کریگا۔ اور وہی اپنے فصل کو فضول اور خودرو گھاس پھوس سے پاک کریگا۔ جس نے فصل بوائی کے وقت تخم ریزی کی اسی نے خزاں میں فصل کٹائی کی۔ (بالکل اسی طرح) جسنے اللہ کے ساتھ جان و مال کی تجارت کی وہی جنّت میں داخل ہوا۔

انّ اللہ اشتریٰ من المومنین الخ

یقیناً اللہ پاک نے ایمانداروں سے جنّت کے عوض جان و مال کو خرید لیا۔ (سورۃ توبہ)

(مُترجم)

آدنہٕ یٮ۪ر کرَکھ ستہِ اَدنہٕ تَگی

آدنہٕ کرَکھ ستہٕ گی سٕتی

یِم پھَل وَوکھ چھُتی یاز ژِگی

تمِ آخر تَس لوَنکھ ٕکتی

کھٔہ بیٚلِہ چھُتِی دہ بیٚلہِ بُگی

نٔنڈی تہٕ ڈیٹھی لگہٕ نے پانَس ٕستی

جو کچھ جوانی میں کر سکتا ہے وہ بعد میں تو کر نہیں سکتا۔ اور یہ جوانی کے نیک کرتوت ہی ہیں جو تمہارے ساتھ لگ جائیں گے اور کام آئیں گے۔ جو کچھ تو یہاں بوئیگا۔ خواہ سفید خواہ زرد (یعنی نیک و بداعمال) وہ تم آخرت میں لازماً کاٹو گے۔ جب تمہاری داڑھی سفید ہوگی اور جسم تھک جائے گا۔ تو پھر کچھ نہیں کر سکتا۔ صرف جوانی کے نیک و بداعمال اور ثواب و گناہ ہوں گے جو تمہارا ساتھ دیں گے۔

یہٕ وَوِکھ سونتہٕ لوٚنگھ ہرَدے
وَنَدس کرٕ ہَس عآش وتمتعاہ
پھَہلوانو ہاؤ پننیٕ مَردی
دَمہٕ دَمہٕ پَرسہٕ اِسمِ اللہ

جو بہار میں بوئے گا وہ خزاں میں کاٹے گا اور پھر سرما میں
اسی سرمایہ سے فایدہ اٹھائے گا۔
اے جوان! اپنی جوانی اور بہادری کا مظاہرہ کرتے جاؤ
اور ہر آن اللہ کو یاد کرتے جاؤ۔ اور ذکر اللہ میں مست ہو جاؤ۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

اقبالؒ

آنگنہٕ نادچھُہٕ کران ہُوٗنی

بایَو میٚنہٕ کُن توٗہی شِنِو توَ

یُمی ہی وٚوٚو تمیُ تی لوٗنِی

ہوٗن چھُہٕ دپان وَو وَو وَو

کُتا صحن میں بھونک رہا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو ذرا میری سنو۔ بات یہ ہے کہ جس نے جو بویا وہی کاٹا۔ کتّے کی آواز ہے وو وو وو۔ یعنی

بوئے جاؤ بوئے جاؤ بوئے جاؤ

قَبَر دوران یور کینٛہہ میٖہ اَہٕنی
تور کُیٛتھ کینٛژھاہ اَن وَد وَو
ہٲبتہٕ توٗے مٮ۪یہ کرٛنز ماز چھہٕنی
ہوٗن چھُوٕ دَپان وَو وَووَو

قبر انتظار کر رہی ہے اور پکار رہی ہے۔ میرے ۔لئے یہاں کیا
لاؤ گے۔ بوتے رہو اور قبر کا سامان تیار کرو۔
قبر اور سامانِ قبر ہی کا خوف اور فکر ہے جس سے میرا گوشت
پوست جڑھ گیا ہے۔ کتا بھی یہی پکار رہا ہے:۔
وَوٗ وَوٗ وَرٗ۔ بوئے جاؤ، بوئے جاؤ، بوئے جاؤ،۔

تَتہِ ییٚلہِ دفترٕ س ہین واتوٚنی
آسہِ ہےَ اُپزٕ وُپنوکس کھٔڑو
شِنتو کُنہِ ہسی چھُہو پیترو ہ نی
ہوٚن چھُہ دپان وَو وَو وَو

دوسری دنیا میں جب دفتر کھل جائیں گے۔ تو سچ جھوٹ کہاں چھپایا جاسکتا ہے۔ ذرا غور تو کرو وہاں اکیلی جان ہوگی جسے اپنا کیا کرایا بھگتنا ہوگا۔ اسی لئے کُتّا پکارتا ہے:۔
وَو، وَو، وَو، بوئے جاؤ، بوئے جاؤ، بوئے جاؤ

پاپ تہٕ پُن ییٚلہِ ہیٚن توٚلہٕ نٕے
بایِوَ تتہِ کُی پاے کرٕی توَ
لوٚگ وَے ہیٚورُگن گژِھیٚو چھوٚنٕے
ہوٚن چھُہٕ دپان وَو وَو وَو

ذرا اُس گھڑی کو یاد کرو اور اس کی فکر کرو۔ جب ثواب وگناہ تولے جائیں گے۔ اگر اس وقت نیکی کا پلڑا ہلکا اور گناہوں کا بھاری ہوگا تو پھر گھاٹے میں پڑ جاؤ گے۔ اسی لئے کتا کہتا ہے:۔
وَو، وَو، وَو ۔ بوٗے جاؤ، بوٗے جاؤ، بوٗے جاؤ۔

کأڈی بُتھِ یِنَم نالہٕ مَتہٕ ہِنَم
گرِینشن عمَل تہٕ کیٛاہ چوٚن ناو
ژھٕٹہٕ تہٕ گٹہٕ یِیلہٕ اُژدَرَ وَ سنَم
کُس آسہٕ میٚون تہٕ کیٛاہ میٚون ناو

جب آنیوالے فرشتے آئیں گے اور گلے مل کے مجھ سے
میرے اعمال اور نام ونسب کے بارے میں پوچھ گچھ کریں گے
اور پھر تنگ وتاریک جگہ پر اژدھا اور سانپوں کی یورش ہوگی.
تو اسوقت کون میرا ہوگا اور میرا کیا نام پڑے گا۔

اِیرٕ وُسنِ وٕژھاس چیٚر وُسنِ ناوے
آوٕلنٕۍ وٕوٚلُس کَتھ لگٕہ کھٹھے
نابدٕ ژھنیام ہشترٕ کانٛژہ پاوے
میٖٹھیاہ کانٛژہ کنہٕ نابد ٹیٚنٹھے

بادوباراں کے طوفان میں بھی بہتی اور بے قابو ناؤ پر سوار ہوا مگر افسوس بیچ منجدھار کے گرداب میں پھنس گیا۔ اب کنارا کہاں ہاتھ آئیگا اور کشتی کہاں کنارے لگ جائے گی۔ میں نے ترش و شیریں کو ملایا۔ کون جانتا ہے کہ شیریں اور میٹھا ترش پر غالب آئیگا یا کھٹا ہی میٹھے کو جذب کریگا۔ (یعنی نیک و بد اعمال کئے۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ نیکی غالب آئے گی یا بدی)

یِم پٲرِن نَتہٕ عِلمَس پٔرِن
پیٚیہٕ نَکھ پھٕہولٲرِن تہٕ گاش کٔتہِ آسِے
عِلمُک بوٗراہ لَدنَکھ خَرَن
کُرہٕنے پھٕہنٛد کرٕریہِ تہٕ کارَن آسِے
حَسد تہٕ نِفاقہٕ پٕرکھتاد بَرَن
پیشوا تِہنٛدی شیطان آسِے

جو علم حاصل کریں گے لیکن اُسپر عمل نہیں کریں گے وہ اندھے ہیں اور روشنی سے محروم۔ اُن گدھوں پر علم کا بوجھ لادا جائے گا۔ جن کے کرتوت کالے اور اعمال سیاہ ہوں گے۔ حسد اور نفاق جن کا شیوہ اور غیروں کی پیروی جنکا وطیرہ ہوگا۔ ایسوں کا سردار اور رہبر شیطان ہی ہوگا ـــــ (اللہ فرماتا ہے :۔ جو ہماری یاد سے منہ موڑیگا اُسے تنگ دستی کیساتھ ساتھ کل قیامت کے روز اندھا اٹھا دیا جائے گا) (سورۃ طٰہٰ)

(جو اللہ کی کتاب اٹھاکر بھی اس پر عمل نہ کرینگے انکی مثال گدھے کی سی ہے جو بوجھ ڈھوتا ہے) (سورہ جمعہ)

(مترجم)

کَنِدِہ مو مازٕ ژٕکہٕ ہٕنٛدِس حَقس
مُنافِقس لَدَن بوٗرُو
دوزخٕنہِ نارٕ لاگہٕ نس پاکَس
اَدٕ ناپاکَس پھَکھ ییہِ ژٕو پاٗرو

ناداں دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ مت ڈالو اور مُنافقانہ
زندگی مت گذارو۔ کل منافق پر دوسروں کی حق تلفی کا بوجھ لادا
جائے گا۔ پھر جہنم کی آگ میں جھونکا جائے گا۔ اور ہر طرف ایسے منافق
کی بدبو پھیلے گی۔

گَنٛدٕ پانَس موٗ دِم رٛنٛدٕ
اَمہِ صابنہِ صافی نو ییِیے
اَمہِ تَسبیح عاصہٕ تہٕ جٛشٕدٕ
اَمہِ فَنٛدٕ سُہ نو اَتھِ ییِیے

گندہ جسم کو (جو گناہوں سے لت پت ہے) تو کیا صابون ملتا ہے۔ کیا اس صابون سے (دل کی) صفائی ممکن ہے؟ یہ تسبیح، عصا، اورگدڑی بے کار ہے اس مکر سے اس کے دیدار نہیں ہو سکتے۔

بزرگی بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

(سعدیؒ)

ابوٗ لہب وُچھتہٕ وَچھ دوٗرٕ
باپہتھ چھُس حبیبُ اللہ
قبیلہٕ بوٗڈ اوس قریش دوٗرٕ
کتین کوٗرُکھ لعنتُ اللہ

ابولہب سنگدل بھی تھا اور سیاہ بخت بھی۔ حالانکہ اُسکے بھتیجے یعنی جناب محمّد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی عظمت تھی کہ اللہ پاک نے اُن کو اپنا محبوب بنایا۔

قریشی قبیلہ بہت ہی بڑا اور عزت والا قبیلہ تو تھا لیکن اس قبیلہ کے کتنے ہی بدنصیب ہیں جن پر خداوندکریم نے لعنت نازل کی اور انھیں لعنت کا مستحق بنایا۔

(در رہِ عشق فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست
یدِ بیضائے کلیمے بہ سیاہے بخشند)

اقبالؔ

کیاہ کرِ تمی سُند کرِیہِ تہٕ کارُن

یُس بیٚنِیس اَتھ دارُن پییے

منگہٕ ہیٚیہ منگہٕ لُنس چھُنہٕ کانٛہہ یاتھاہ

منگُن تہٕ مرُن چھُ اَکی ہتھ

حَاتم طائی جَگہٕ دِیو داتا

دِوان ژٕ پانے تہٕ بیٚنیہ سُند ہتھ

اسکی ریاضت و بندگی کیا پھل لائیگی جو دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔
یں بھی لوگوں سے مانگتا پھرتا لیکن اس کی کہیں گنجائش و اجازت نہیں
کیونکہ مانگنا موت کے برابر ہے۔

حاتم طائی ساری دنیا میں بے مثال سخی تھا۔ لیکن حقیقتاً دینے والا وہی
ایک ہے اور رزق رسانی کے محض بہانے ہیں۔

خود فرود آ کی از شترِ مثلِ عمرؓ   الحذر از منتِ غیر الحذر

اقبالؔ

پھَل ڈیر ترٲوِتھ مَل ڈیر وُہوٚم
کل بوٚدھ کھیٚنَم دِہن کھیوٕ رٲتی
سوٗن، روٗپھ ترٲوِتھ سَترلہِ رُوٗم
کرتَل پھُٹرٕم تہٕ گرٕی مَس دراتِ

اناج چھوڑ کر ناکارہ ڈھیر پر ریجھتا رہا یعنی (حلال چھوڑ کر حرام کے پیچھے دوڑا) اپنی ساری محنت اسی پر لگائی۔ سونے اور چاندی کو نظر انداز کرتا گیا اور پیتل کو اپناتا رہا۔ خنجر اور تلوار کو توڑ کر درانتی بنا ڈالی۔

یعنی زندگی کے بامقصد اسلامی نصب العین کو بھول کر دنیا کے بے مقصد اور فضول اصولوں پر جان دیتا اور محنت کرتا رہا۔

دۆد ترٛاوِتھ آب یُس مندے
سُی سَمسارس کَندے زاو
پَرتہٕ پان یُس ہیُوٗی وٕندے
سُی ہَباہ سیٚندے ترِٕتھ دٔراو

دودھ کے بجائے جو پانی کو بلوتا رہے (یعنی بامقصد کام چھوڑ کر بے مقصد کام کرتا رہے) وہی تو دنیا کا سب سے بڑا نادان ہے (اس کے برعکس) جس نے اپنوں اور بیگانوں کو ایک ہی نظر سے دیکھا یہی وہ خوش نصیب ہے جو پار لگ گیا (یعنی اسی نے کامیاب زندگی گذاری)

لاٹلِ قدر ڈۄنگل زانے
پۄشِس کیاہ زانے سۄتھی پیٹھ وتھ
شمعچ قدر پۄنپر زانے
مچھ کیاہ زانے پۄنپرِ گتھ

غوطہ زن ہی لعل کی قدر جانتا ہے۔ چوپایہ بیچارہ تو ندی کنارے بھی چل نہیں سکتا۔ (بالکل اسی طرح) شمع کی قدر و قیمت سے پروانہ ہی واقف ہے۔ بیچاری بے سوز مکھی طوافِ پروانہ کی لذّت کہاں پا سکتی ہے۔

قدر ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی

نہ کر تقلید اے جبریل میرے سوز و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ

اقبالؔ

کرٛوٗد نو مُسلمانَس پزَے

کرٛوٗدِ ے سوٗدراوِی پانَس

کرٛوٗد نو مُسلمانَس پزَے

کرٛوٗدَے کرٛیہِ ستہٕ کاُرن دزَے

مسلمان کو غرور و تکبر زیب نہیں دیتا۔ کیونکہ غرور سے قیمت بھی گھٹ جاتی ہے اور عزت بھی۔ مسلمان کو غرور و تکبر سے پاک ہونا چاہیئے کیونکہ غرور و تکبر سارے اعمال کو بھسم کر ڈالتا ہے اور جلا کر راکھ کر لیتا ہے۔

تکبر عزازیل را خوار کرد

بہ زندانِ لعنت گرفتار کرد

(عطارؒ)

نظر گُری زِنہ پرٚدِہ من زنانن
تواِلکھ تہٕ پَلکھ دَزِ ے
تَوِہ چھُہ لگی ایمانس
کرود نومُسلمانس پزٕے

خبردار! بیگانہ اور اجنبی عورتوں پر نظر مت ڈالو۔ اس سے تو تمہارا ایمان بھی جل پڑے گا اور دفترِ اعمال بھی۔ اس سے ایمان بھی داغدار ہوگا اور تمہارا شمار متکبرین میں ہوگا۔ اور تکبر اور غرور مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

(اے نبیؐ مومن مردوں سے کہیئے کہ اپنی نگاہیں نیچے رکھیں۔ مومن عورتوں کو بھی کہیں کہ نظر پست رکھا کریں (یعنی مرد غیر عورتوں کو اور عورتیں اجنبی مرد پر نظر نہ ڈالا کریں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پہلی نظر تو معاف ہے لیکن دوسری باعث عذاب ہے (الحدیث)

سہوِ نظر حلال ہے قصدِ نظر حرام
اقبالؔ

(مُترجم)

دِ ہے وُچھ زیم حضرتِ قرآنس
تہٕ دِنَکھ دود ھابَکی
تہٕ ٹھور لگی شیطانس
کرٕ وُد نو مُسلمانَس پَزے

ہر روز بلا ناغہ قرآن شریف پڑھا کرو اس سے دل کی بیماریاں (روحانی امراض) دور ہو جائیں گی ۔ اور شیطان کبھی تمہارے پاس پھٹکنے نہ پائیگا ۔ شیطان غرور و تکبّر کا دوسرا نام ہے ۔ اسلئے مسلمان کو غرور کرنا زیب نہیں دیتا ۔

بہ بندِ صوفی و مُلّا اسیری
حیات از حکمتِ قرآں نگیری
بآیاتش ترا کارے جز ایں نیست
کہ از یٰسین او آساں بمیری

اقبال ؒ

صاحبٕ ستۍ ییٚی میہمانَس
تٔھنٛزِ لولرِ کێنٛژھاہ دِزے
یی دِکھہ تی ستۍ لگی پانَس
کرِوز تٕ مسلمانَس پٔژرے

خداوند کریم خود مہمان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ کی محبت میں اللہ کی رضا کیلئے لوگوں کو کھلانا پلانا چاہیئے اور جو کچھ تو اللہ کی راہ میں خرچ کریگا وہی تمہارے کام آئے گا۔ مہمان سے منہ موڑ کر اظہار تکبر نہ کرنا مسلمان کو غرور نہیں کرنا چاہیئے۔

اللہ کے پاک اور محبوب بندے اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھلاتے ہیں اور ان سے کوئی اجر نہیں مانگتے سوائے اللہ کی رضا کے۔

○

تراوِتھ ینٔے اَنٛد ماآ دالنَس
ماز اُستخوان مێتٛرِتھ دَزِے
حِساب ہینٔے دانَس دالنَس
کڑٛد نومُسلمانَس پَزِے

آخر کار دور میدان میں تمہیں پھینکا جائے گا جہاں تمہاری ہڈیاں اور گوشت (بد عملی اور غرور کی وجہ سے) جل کر راکھ ہوں گے۔ اور اس کے بعد (قیامت کو) دانے دانے کا حساب لیا جائیگا۔ ایسے حالات میں مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ غرور کرے۔

زُوِہ کوٚنہٕ روزاکھ اَوٚلچہِ سٕنٛزِی
یام دوٗ دَس ہٕستھرٕ کاٗشُرِ گٕے
یَم چھُی زاگان پیتہٕ گاڈٕہاٗ شٕنٛزِی
ژُوٚل واٗنٛج کرٕنٛزِ ترآوِتھ گٕے

آہ! میری جان تو نے کیوں نہ پہلے ہی سے محسوس کیا اور آخرت کی فکر میں لگ گیا۔ اب کیا کر سکتا ہے اب توشہ عمر کی شیرینی بھی جاتی رہی (یعنی بڑھاپا آگیا) اُدھر سے موت بالکل اُسی طرح گھات میں لگی ہوئی ہے۔ جس طرح ماہی گیر مچھلی پر نظر جمائے ہوئے رہتا ہے۔ کرایہ دار روح عارضی مسکن جسم چھوڑ کر بھاگ جائے گی اور جسم دھرے کا دھرارہ جائیگا۔

یَتھ دُنی یَتھس ذات ہاوِتھ کیاہ میلی
گرٕژھی پھاک اُڈی عن ییلہٕ خاک میلی
سورہٕ سَتھ تھنٕدیس ییلہٕ دوٚن فرشتن کتھ میلی
تَس پتہٕ بدر سوالی لیس پانس تراوِتھ تبس گیلی

دنیا میں اپنی اونچی ذات پر فخر کرنے پر تمہیں کیا ملے گا — یاد کرو جب کہ تمہارا انجام خاک ہے اور تمہاری ہڈیاں ٹوٹ ہی چور چور ہو کر خاک ہی بن جائیں گی (وہ گھڑی یاد کرو) جب دو فرشتے (منکر نکیر) آ پہنچیں گے اور تمہیں حساب لینے کیلئے تنگ و تاریک قبر میں آئیں گے۔ اس وقت ہر طرف سے مایوس و ناامید ہو گا۔ ایسے وقت تیرا اسکے لیے رسوائی کے بغیر اور کچھ حاصل نہیں۔ جس نے اپنے کو بھلا ڈالا اور لوگوں کے عیب گنتا رہا۔

عِلمی ماہ پوٚرِو وِوفہٕ کَتےہوٚسَے
ژَھلَس چھوٚزِ اگان اَکِس اَکھ
کوٚتِ چھوٚگُمان اَسی چھِ خاصَے
تَتہِ نومو کہٕ لیوٚسا سہٕ منٛزِ اَکھ

مکّارو دنیا پرست عالمو! تم نے علم تو حاصل کیا لیکن، صرف لوگوں کو لوٹنے کے لیے۔ تم لوگوں کو ٹھگانے کیلئے ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگے رہتے ہو۔ تمہیں یہ کیا خیال ہے کہ تم خاصوں میں شمار کئے جاؤ گے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تم میں سے ایک فی ہزار بھی وہاں نکلا بھی نہیں پاسکتا۔

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر دل زنی یارے بود — رومیؒ

حقیقت را بہ رندے فاش کردند — کہ ملّا کم شناسد رمزِ دیں را

نذرانہ نہیں سود ہے پیرانِ حرم کا — ہر خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن
اقبالؒ

مَلہٕ چھِی مُشیدن اُچھی دَرُو
یِتھہٕ بَٹہٕ چھِی پوٗ تلین پَتھ
ساسہٕ منٛزٕ اکھاہ ترُو
نَتہٕ سارٕنی شیطان گوٚہتھ

ملّا اور مسجد کا وہی تعلق ہے جو ہندو اور بُت کا ہے (یعنی ملّا بھی مسجد میں محض رزق کمانے کیلئے جاتا ہے) اگر کہیں یک فی ہزار بچ گیا نہیں، تو ان کی نیّا کو شیطان نے ڈبو دیا۔

مکتب و ملّا ہمہ علم کِتاب
کورِ مادر زاد نورِ آفتاب

اقبالؒ

نصر بابہ ریشی ہے ریشتھ پالہ ہن
سنگ گالہ ہن کٕرِیہ ہٕنز آشے
نصر بابہ ریشی چھنہ ریشتھ پالن
پان چھہِ گالان ژکھہِ، بغضہ عہ ستی

اے بابا نصر الدین (رحمتہ اللہ علیہ) اگر یہ (نام نہاد) فقیر حقیقتاً فقیرانہ زندگی گزارتے تو اپنے فقر و ریاضت سے پتھر کو بھی چور چور کر لیتے۔ مگر افسوس اے بابا! یہ فقیر و درویش نہ فقر کا حق ادا کرتے ہیں نہ ہی درویشی کا۔ بلکہ اس کے برعکس اپنی زندگی اور جسم و جان کو انہوں نے نفرت، بغض اور عداوت سے برباد کر ڈالا۔

نصرٕ بابہٕ رِیشۍ آسۍ پٔتمِ رِیشۍ
نالہِ اوٗسکھ جنڈٕ تہٕ بنگہٕ پَن
مُنگِتھ آسۍ انان وِشکہٕ کٔشی
تَپ آسۍ پرٛاوان منزٕ وَنَن

اے بابا نصر الدینؒ! خداست فقراء و درویش تو وہ تھے جو گزر گئے۔ وہ ژندہ پوش، سادگی پسند تھے اور وہ کم قیمت و صاف و پاک لباس میں ملبوس ہوتے تھے۔ اللہ کے وہ پاک بندے جو کی روٹی پر گزارہ کرتے تھے۔ اور دنیاوی لہوولعب سے منہ موڑ کر خلوتوں میں اللہ کی یاد میں لگے رہتے تھے۔

اَزِکی رٚیشی چھِیِ کاہکی رٚیشی
یمَن کھینس گُنیُ غمَ
تہِ کھیتھ تہِ یمَن خدا ے مَشی
رٚیشی ہیَ یِم تہٕ ژوٚر کم

آج کل کے فقراء و درویش قحط الرجال کا نتیجہ ہیں یہ لوگ تو بندگان شکم ہیں اور محض شکم پروری میں لگے ہوئے ہیں سیر شکم ہو کر بھی انہیں خدا یاد نہیں آتا تاکہ اس کے دین کی خدمت کرتے۔ اگر انھیں فقیر و درویش کہا جائے تو پھر چور کس کا نام رکھا جائے۔

اَوٕل پٕرن تہٕ پٕرتھ اَنن
خلقن ہٕکنن دِ دٕبن کیو راتیٕ
لُدِتھ لرِ اَسمانَن ژٕھنن
زانَن دَنی یاہ چھُ سورہ وَن اَسی
آخرت ترآوِتھ مازن ہٕ دٕنن
بوٚد دیٖرِس جیوانَن تہٕ مآسی

آج کل کے یہ نام نہاد فقراء و درویش پڑھ پڑھ کر اندھے ہی بنتے جاتے ہیں۔ اپنی ریاضت و فراست کا بیوپار کرتے اور لوگوں کو پیسوں ٹکوں کے عوض بیچتے رہتے ہیں، اپنے لئے اونچے اونچے محل اور عالیشان مکان تعمیر کرتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ دنیا آنی فانی ہے۔ افسوس یہ لوگ آخرت کو بھول کر دنیا کے گرویدہ بنے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ چوپایوں سے بھی گئے گزرے اور عقل میں اُن سے بھی پست تر اور بدتر ہیں۔

وُچھتہٕ آذَر پوٚتلہِ گوٚرُٕ

گوٚبُر تہٕنٛد خلیل اللہؐ

جہاد تہٕنٛد کوٚت ژوٚرُٕ

اتھہٕ سیتی لُدُن کعبتہٕ اللہ

دیکھو آذر کی طرف وہ خود بت گر تھا اور اس کا فرزند جناب ابراہیم علیہ السلام اللہ کا محبوب اور دوست تھا ۔ حضرت خلیلؑ نے ساری پاک زندگی جہاد میں گذار دی۔ یہاں تک اللہ کے حکم سے اللہ کا گھر یعنی کعبۂ شریف تعمیر کیا ۔

باپ کافر اور بیٹا پیغمبر۔

ابو جہل ناپاک مورو
مکہ اندرہ کڈن رسول اللہ
خزانہ اندرے کوت ژھورو
قاتلس تھندس رحمۃ اللہ

ناپاک دل اور گندہ خیالات رکھنے والا ابو جہل کتنا بدنصیب تھا۔ جس نے مکہ مکرمہ سے پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی عظیم ترین شخصیت کو نکالدیا اور وطن سے بے وطن اور گھر سے بے گھر کر دیا۔ یہ بدبخت گنجینۂ رحمت سے تعلق رکھنے کے باوجود خالی ہاتھ دنیا سے چل پڑا۔ خداوند کریم ابو جہل کے قاتل کو اپنی بے شمار رحمتوں سے سرفراز فرمائے۔

(ابو جہل کو جنگ بدر میں دو نوخیز جوانوں نے قتل کر ڈالا اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے سر قلم کیا)

بو جہل از کعبہ آید ابراہیم از بُت خانہ
کار بہ عنایت است باقی بہانہ

وَنَن پینٛزی تہٕ وانٛدر آسَن
گگَر گوٗفَن بَرَن واس
یِم پانٛژرن وقتَن اَگہٕ مَل کاسن
نِشہٕ آسَن باٛژَن تِمے چھِہ خاص

گرٕ گرٕ اَکِس تاج لاگنَس سِرَس
گرٕ کوٗر رسوٗل خدایٕ ہَرِس خوش آو

جنگلوں میں بندر، زبلوں اور غاروں میں چوہے رہا کرتے ہیں۔ (اس لئے جنگلوں اور غاروں میں رہنا عبادت نہیں) بلکہ جو پانچ وقت کی نمازوں سے باطن کو صاف و پاک بھی کریں گے اور اپنے اہل و عیال کیساتھ بھی زندگی گزاریں گے یہی اللہ کے محبوب ہیں۔

گھر چلانے والے مومن کو سر پر تاج رکھا جائیگا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حسن و خوبی کیساتھ گھر کو رونق دی کہ اللہ پاک کو ان کی یہ ادا پسند آئی۔

ابوٗ طالِب کَنہِ کھوتہٕ دوٗرُو
نندٕ رِنس ناو چھُس اسداللہ
نوٗندٕ ریشی ییتہِ خدا سوٗرُو
رَچھتن ییتہِ تتہِ یااللہ

ابو طالب جو سنگ سے بھی زیادہ سنگین ثابت ہوا اور
جس کے فرزندارجمند کا نام نامی شیر خدا اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالبؓ
ہے۔ (تقدیر خداوندی کے یہ کرشمے دیکھ کر شکر ہے کہ) نندریشی (حضرت
شیخ نورالدین نورانی رحمتہ اللہ علیہ) نے خداوند کریم کی یاد میں حیاتِ
مستعار بسر کی۔ اے خدا! تو اس اپنے بندے کی یہاں بھی اور وہاں بھی
(ہر دو جہاں میں) حفاظت فرما۔

کمہ سناہ نِندرِ تہٕ کمہ سناہ وُدی
کمہ سناہ نِشہِ بُدِی گےٚ
کمہ سناہ تہنزِ ہو لرِہ ژُدِی
کمہ سناہ یوت یِتھ ہدِی گےٚ

کون ہیں وہ بدنصیب جن کی عمر غفلت اور گہری نیند میں گزری اور کون ہیں وہ خوش نصیب جو بیدار چشم بھی رہے۔ اور زندہ دل بھی۔ کون ہیں وہ بلند بخت سوختہ سامان جو اُس کے عشق میں دل سوزی اور اندرونی جلن سے تڑپتے رہے۔ اور کون ہیں وہ سیاہ بخت جو یہاں آئے لیکن یہاں سے خالی ہاتھ واپس لوٹے

سَرفس ژٕلی زِ اَستس کھنڈَس
سِہَس ژٕلی زِ کرٛوہَس تانی
قَرِض دارس ژٕلی زوِہَرس کھنڈَس
لآرِنس ژٕلی زِنہٕ اُچھی موہَس تانی

سانپ جیسے موذی جانور سے بھی آدمی بھاگ سکتا ہے اور شیر جیسے درندے سے بھی دور رہ سکتا ہے۔ قرض دار کے شرمندہ کرانے والے تقاضے سے بھی آدمی کسی مدت کیلئے اپنے کو بچا سکتا ہے۔ لیکن تقدیر اس قضائے مُجرم کا نام ہے جس سے آنکھ کی جھپک کے لئے بھی مفر نہیں۔ تقدیر سے آدمی کہیں بھاگ نہیں سکتا۔

گر رود سر برنہ گردد سر نوشت
ایں سخن باید بہ آبِ زر نوشت

ناحق ہم مجبوروں پر تہمت ہے مختاری کی
جو چاہے سو آپ کرے ہے عبث ہمکو بدنام کیا

میر تقی میر

دۄہ لۆگ دَرِتہٕ دانٛبرہٕ پیوم
اۆگُن ژھیٛوٗمُتہٕ بانہٕ نہٕ واتِی
سوٗشتہٕ یہٕ وۆوُم ہردٕتی لۆنُم
لۆنِتھ لۆگُم پانَس سٕتی

دن ڈوب گیا۔ اور میں نے اب چولھا تپایا تاکہ اپنی زندگی برقرار رکھنے کے لئے غذا تیار کروں۔ مگر نہ آگ ہی بھڑکی اور نہ ہی برتنوں میں جوش آگیا۔ (بڑھاپے میں ریاضت کی سکت ہی ختم ہوئی تو عبادت کیسے کرسکوں) جو کچھ بوائی کے موسم میں بویا وہی خزاں میں کاٹا اور وہی کچھ اپنے کام آیا۔ (اعمال کے بغیر اور کوئی چیز کام نہ آئی)

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اقبالؒ

یُس مُیتھ سَہ تیتھ پانَس
ژٕ نیٔے نادانَس روٗ وُّی کیشاہ
اَمہِ غاَئبُر چھُہ لگی ایمانَس
پانَس کھوسَہ بڈیاگھ وبندُن خاص

ارے نادان! تمہیں کیا ہوا ہے کہ تو اوروں کی غیبت
کرتا ہے۔ جو جیسا بھی ہے اپنے لئے ہے۔ تم پر اس کا کیا اثر۔
(تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو)
اوروں کی غیبت کرنے سے تمہیں کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا بجز اسکے
کہ تمہارا ایمان داغدار ہو گا۔ تم کو چاہیئے کہ دوسرے کو اپنے سے بڑھکر
صاحبِ ایمان و تقویٰ اور مردِ خاص جان لے۔

○

دۄہَس گُنڈِ وُرم نوٗ فلہٕ ہتھاہ
راتَس رۄد سَس زاگیے
یہٕ دۄے کَریم قبوٗلیتاہ
نَتہٕ ہۄن زَن فیوٗرُس آگیے

دن بھر نمازیں پڑھتا رہا اور راتوں کو بھی دیدار کے انتظار میں بیدار رہا۔ اگر دن رات کی یہ بے قراری اور لگاتار ریاضت و عبادت قبول فرمائی تو زہے نصیب۔ نہیں تو اس ساری محنت اور کتّے کی گردش میں کوئی فرق نہیں۔

زٕ ہتھ کیاہ کوٗرُم سِیاہ روے
پاپَن لار یوٗم بوٗ سیٚرِ بَد
پاپہٕ ہٕنن کامین کوٗرُم خوَے
چھِ ساٗری نیک تہٕ بے بَد

دنیا میں آکر سیاہ روئی اور گنہگاری کے بغیر کچھ اور نہ کرسکا یہاں تک کہ گناہوں کی بدبوئی اور عفونت نے گھیر لیا۔ گنہگاری کو اپنا شعار و شیوہ بنایا۔ آہ! سبھوں نے نیکیاں سمیٹ لیں۔ اور میں ہی بُرا ثابت ہوا۔

آس تہِ سیٚوُدی گرٛڈھ تہٕ سیٚوُدٕے
سیٚدِس ہوٚل میٚتہٕ کریٚم کیٛاہ
بوٚتس گیاس ئتِی وٚیٛوٚدٕے
وٚیدِس وٚیٛوٚد کریٚم کیٛاہ

فطرت ہی پر پیدا ہوا اور فطرت ہی پر مر بھی جاؤں گا۔
میں نے سیدھی راہ اختیار کی تو سیدھے سادھے سے وہ کج
فطرت (ابلیس) کیا چھین سکتا ہے اور کیا بگاڑ سکتا ہے۔
شیطان نے مجھے روز ازل ہی جانچ لیا تھا اور میں نے اسکو
پہچان لیا تھا۔ تو مجھ واقف کار کو وہ کیا ضر پہنچا سکتا ہے۔

زاڈِہ پن مشر لال مو کھولَن
زالَن مشر جانوار بولن مو
سینکہِ شاکھن ئینبر زلہ پھولَن
کاژہ وانَن مو غتہ ہار میلَن مو

نہ جھاڑیوں سے لعل حاصل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی زیرِ دام پرندے چھپا سکتے ہیں۔ نہ ہی ریتلی زمین میں نرگس ونسترن کھِل سکتے ہیں اور نہ ہی شیشہ گروں کے پاس لعل وجواہر مل سکتے ہیں۔

(زندگی میں غلط نظریہ اور غلط طریقِ کار اختیار کر کے زندگی کامیاب نہیں ہو سکتی)

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی!
کیں رہ کہ تو می روی بہ ترکستان است

لِنٛی زنٛڈس پوسِت دانہٕ مٕنگی زِٹیاہ
گٔٹر ھسٕ مٕنگی زِٹیاہ زٔرہٕ پھَل تہٕ رونگ
ہٕنگے منگے اَرِ پانہٕ گٕنگی زِٹیاہ
ہَتہٕ ہوسٕنہ کھبتہٕ ڈٕپی زِٹیاہ زٔنگ

کیا کسی جھاڑی سے الائچی اور کسی گھاس پھوس والے کھڈ میں سے لونگ وغیرہ مسالے تلاش کئے جا سکتے ہیں (ایسا کرنا حماقت اور تضیع اوقات) کیا صحیح و تندرست ہوتے ہوئے بھی کوئی لنگڑے کی چال چلنا پسند کرے گا اور کیا کوئی خود اپنی ٹانگ کتّے کے سامنے کاٹ کھائے جانے کیلئے دراز کر سکتا ہے؟

(مطلب یہ کہ غلط راہوں پر چل کر کسی بھی فائدے کی امید نہیں رکھی جا سکتی)

لَگِنہٕ کَنہِ پَل بَدَل کعبس
لَگِنہٕ آہنَس گاسہٕ نار
لَگِنہٕ مُوکُرکَنہِ درگاہَس
لَگِنہٕ شاہَس کتھِ اِنکار

کسی بھی پتھر یا چٹان کو کعبہ کی عظمت نہیں دی جا سکتی اور کسی بھی لوہے کے ٹکڑے کو جلا کر گھاس کی طرح بھسم نہیں کر سکتے۔ کسی بھی پاک جگہ کیلئے ناپاک چیز جائز نہیں اور نہ ہی شاہ کے کسی حکم سے انکار کیا جا سکتا ہے۔

(یعنی ہر شے اپنی فطرت لئے ہوئے ہے آدمی کو چاہیئے کہ فطری راہ اختیار کر کے خالق فطرت کی ہی غلامی اختیار کرے کیونکہ وہی حقیقتاً شہنشاہِ کائنات ہے)

نُندیو ہیٚندین ہِشنِر کامہِ ترٲوی تَو
ترٲوی تَو، پرٲوی تَو حقہٕ سٕنز وَتھ
حضرتِ محمدؐ مَتہٕ مُشرٲوی تَو
اَسہِ رَن دوزخَس تمَن روزِ کَتھ

اے دانا آدمی! تم وہ کرنا چھوڑ دو جو غیر دانشمند کرتے آئے ہیں۔ تم خود حق کی راہ پر چلو اور دوسروں کو بھی اس کی طرف رہنمائی کرو۔ تم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مت بھول ڈالو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں جہنم کی طرف گھسیٹا جائے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) ہماری وجہ سے خواہ مخواہ مسئلہ بن جائے۔

مگر افسوس یہاں تو یہ حال ہے کہ بقول اقبالؒ

آنچہ تو با خویش کردی کس نکرد
روحِ پاکِ مصطفیٰؐ آمد بہ درد

حضرتِ بابہ آدمؑ مولؠ
اَمہِ حواؑ تتِے آوو
اَدِ کٔتھ دپَن ڈۄنب ژٕرلؠ
کلَس ہَمکل کیٚاہ ہبڈوو

ہم سبھوں کا باپ آدم علیہ السلام اور ماں حضرت حواؑ ہیں۔ اور حواؑ بھی آدم ہی کے پہلو سے پیدا ہوئی۔ جب یہ حقیقت ہے تو ذات پات اور رنگ و نسل کی تمیز کیوں؟ جب ہم سب ایک ہی اصل کے ہیں تو پھر ایک دوسرے پر طعنے کیوں؟

تو اے کودک منش خود را ادب کن
مسلمان زادۂ ترکِ نسب کن
برنگِ احمر و خون و رگ و پوست
عرب نازد اگر ترکِ عرب کن

اقبالؒ

یَخ تُلہٕ کَتُر تہٕ شِین
ترٕم بیوٚن بیوٚن پآدٕ گٔرِ آسِ اُشِن
یامَت پیٚنِکھ آفتابُک پِرو
تامَت ترٕ ون وٕڈ اَکی گوٚ

یخ، کورا اور برف، تینوں کو ایک ہی اللہ نے پیدا کیا۔
جب تینوں پر سورج کی کرنیں پڑتی ہیں تو تینوں پانی پانی ہوکر
ایک ہی ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کی اصل ایک ہے (یعنی اسی طرح
انسان بھی الگ الگ ذات اور خاندانوں میں تو بٹ گئے ہیں لیکن
حقیقتاً سب ایک ہی ہیں کیونکہ ایک ہی آدم کی اولاد ہیں)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ حجۃ الوداع میں
فرمایا "تم سب آپسمیں بھائی بھائی ہو کیونکہ تم سب ایک ہی آدم کی
اولاد ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا"۔)
(الحدیث)

ذاتٕ یُس دِپان ذات چھِ میٖشاٰنِی
تَس عقلہٕ ستہٕ بوٚد داٰنی مو
الک واتس نٕہکَس کنی
پلک واتِس کاٰنسہٕ کنِی مو
یوٚد بو یاہ آسِنٕس اِسلامنی
توٚ کھوتہٕ ذات کانہہ پڑنی مو

جو اپنی اونچی ذات اور خاندانیت پر فخر کرتا ہے وہ بیچارہ بیوقوف اور عقل سے کورا ہے۔ ایسا آدمی ایمان سستے داموں بیچیگا البتہ اپنی کمائی پر کسی کو ہاتھ ڈالنے نہیں دیگا۔ اگر ایسے آدمی کو اسلام کی بو ہی نصیب ہوتی تو اس سے بڑھکر اونچی اور قابلِ فخر ذات اور کیا ہو سکتی ہے۔

قرآن پران کونو مۄدُکھ
قرآن پَران کونہٕ گوی سۄر
قرآن پَران زِندہٕ کیٚنژھہٕ رۄدُکھ
قرآن پَران دۆد منصۄر

قرآن پڑھتے پڑھتے تو نے جان کیوں نہ دی۔ قرآن پڑھتے پڑھتے کیا تو بھسم نہیں ہو گیا۔ قرآن پڑھتے پڑھتے تو کیسے زندہ رہا قرآن پڑھتے پڑھتے تو منصور ہی جل پڑا۔

ترے ضمیر پہ اگر نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشّاف

اقبالؒ

سُنخیٚ یَن موٗل کُس کرِ روپیہِ ہزٕ ورَن
تھٕونکھ بہشتہٕ کین ڈورِ بن مَنٛز
مُجاہدَن تٕر کتہٕ صلاح پوٗرَن
نِنکھ مدینہٕ کین بہودرن مَنٛز

(کل قیامت کے دن) سخی لوگوں کو روپیوں سے معاوضہ نہیں
دیا جائیگا۔ بلکہ اُن کو جنت کی پھلواڑیوں میں جگہ دی جائیگی اسی طرح
مجاہدوں کو ساز وسامان سے لیس کیا جائیگا اور پھر مدینہ کے پاکباز بہادروں
اور دین کے جانبازوں کے ساتھ بٹھا کر اُن کی عزت افزائی کی جائیگی۔

تَتہِ کشیاہ کرووزھوۍہِ ٹتہِ گٔڈ

یَیتہِ لولہٕ وٲرِنٛج پھَٹہ ہو

نخبرِ رۆس پانو قبرَ رٔٹِی نالہٕ مَتے

مارَن کاشہِ رٹہِ مو

وہاں کیا حال ہوگا جہاں تاریکی بھی ہوگی اور تنگی بھی۔ یہ ایسی صورت ہوگی کہ کلیجہ منہ کو آئیگا اور سینہ پھٹ جائیگا۔ اے بے خبر نفس! قبر تمہیں گلے لگا کر دبوچ دے گی اور عذاب دیا جائیگا مگر کوئی بھی کام نہ آئیگا۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
قبر یا جنّت کی پھلواڑی ہوگی یا جہنم کا کھڈ۔) (الحدیث)

اَکِس بَرتَل سازَن چھ گیوان
وُدی چھُ لاٰگِتھ نیٚندرِ ہوٚتے
بیٚیِس رَزِہ تہٕ لورِ چھِ ماران
پانہٕ آشَن کَس کیشاہ دِتے

ایک پوری مستی میں بیٹھا بیٹھا گویّن کا گانا سنتا ہے۔
اور دوسرے کو رسیوں میں جکڑا گیا ہے اور بیچارے کو مارا پیٹا جاتا ہے۔
بہرحال کس کے نصیب میں کیا ہے یہ سب اللہ کی مشیت
پر منحصر ہے (جسے دے اُسے کون لے)

اُکِس ہَتہٕ بوٚد غأرٕ چھُ کُچھَن
اَندرٕ کُچھَن زَگ کیاہ چھوٚتے

بیٚیِس وَے نَتہٕ موصوم ہیچھَن
پانہٕ آشَن کس کیاہ دِتے

ایک کے کوٹھار میں سینکڑوں خروار قسم قسم کے چاول موجود ہیں اور ایک بیچارہ دانے دانے کو ترستا ہے اور اس کے بچے بھوک سے تڑپتے ہیں۔

یہ سب کچھ اللہ ہی کی مشیت پر منحصر ہے (جسے دے اسے کون لے)

اُکِس ڈِتُن گوٚبرٕ   ڈنٛدوُی
بٛیاکھ دَپان کورِکنٛدِ زاییٚ
ترٛیٚیُم تھوٚوُن چھُپن تہٕ چھٕندوی
پانہٕ آشَن کَس کیٛاہ دِتُی

ایک کو بیٹے دئے اور ایک کو بیٹیاں۔ ایک کو نہ بیٹا ہی دیا اور نہ بیٹی ہی۔ بیچارے کو تہی دست ہی رکھا۔

بہر حال یہ سب کچھ اللہ ہی کی مشیت پر منحصر ہے (جسے دے اُسے کون لے)

اَکھاہ بُٹھِن پٲیرِ چھُ ژھانڈان
تَس وو پَتھ وٲژی توٚتُی
بیا کھاہ گَرَے لاچھِن چھُ گَنڈان
پانہٕ آسِن کَس کَشیاہ دِتُی

ایک دور دراز سفر کر کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر تلاش رزق
میں لگا ہوا ہے لیکن بدنصیبی سے مفلسی وہاں اس کا پیچھا کرتی ہے
اور دوسرا ایک گھر بیٹھے بیٹھے ہی لاکھوں کماتا ہے۔
بہر حال یہ سب کچھ اللہ ہی کی مشیت پر منحصر ہے (جسے
وہ دے اُسے کون لے)

اکھاہ ڈیو، نٹھم بہتھ تختس

اَکھ نہٕ تَس بود بنیہ نہٕ تَس کار

تُرکھاہ تہہ کران تُہنڈِس رِختس

بَختس بود چھے خُدمت گار

ایک کو میں نے تخت سنبھالے ہوا دیکھا حالانکہ بیچارا عقل سے بھی کورا ہے اور کسی فن سے بھی۔ ایک اور دانا و عاقل کو اِس بیوقوف کی خدمت گذاری پر لگا ہو ۔ اور حجامہ شوئی کرتا ہوا دیکھا۔ حیرت ہے کہ

عقل قسمت کی غلامی کر رہی ہے

(بر داناں آنچناں روزی رساند
کہ دانا اندر و حیراں بماند) سعدیؒ

اوٚ ناہ پالکِھ اور دِتھ نکھ تَس
اکھ یہٕ تَس ژٕہ تتس تختہٕ سیپار
عاَلماہ جاَران کاہمنی ہاک تَس
بختَس بود چھے خدمت گار

اُدھر ایک قرآن سے کبھی نا واقف جاہل وان پڑھ ہے اور شاہی پالکی (ڈولی) میں سوار جا رہا ہے اور لوگ اسے کندھوں پر اٹھائے لئے جا رہے ہیں اور ادھر ایک عالم وفاضل ہے جو ساگ پات سے بھی تہی دست ہے ہیچ ہے۔

عقل قسمت کی غلامی کر رہی ہے

(کیمیا گر بہ غصّہ مردہ ورنج
ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج)

سعدیؒ

اَکھ نےَ مَرِ ہاتہٕ اَکھ نےَ زیٚنہٕ ہاَ
تَنگ گژھِ عالم وَچھ مۆر ہے
اَکھ نےَ کٕنہِ ہابٕیاکھ نےَ ہیٚنہٕ ہاَ
چَرخ گژھِ بند تہٕ کُس کٕیاہ کھیٚیَے

اگر یہاں آنا جانا (پیدائش و موت) نہ ہوتا تو دنیا وسیع ہونے کے باوجود تنگ ہوئی ہوتی۔ اور سارا عالم پریشان ہوا ہوتا اگر ایک نہ بیچتا اور دوسرا نہ خریدتا تو یہ گردش ہی نہ ہوتی تو کون کیا کماتا اور کون کیا کھاتا۔

چھِ پٲزَس آپران کوٚکہٕ تِچھان
چھِ مُڈَن برتَل پھیران تُرکِ
چھِ سوٗزَن کوٗزَن ضیافَت کھیاوان
چھِ ذاکِر حٲران تہٕ غٲفِل سُکھِ

باز بھی جانور ہے جسے کھلایا پلایا جاتا ہے اور بیچاری مرغی زمین سے اپنا رزق نکالنے کے لئے پنجہ زنی کرتی ہے (حالانکہ مُرغی سے مفید ترین نعمت انڈے کی صورت میں حاصل ہوتی ہے) بالکل اسی طرح دانا لوگ بیوقوفوں کے دروازوں کا طواف کرتے رہتے ہیں یہ اتنے آباد ہیں کہ نیکوں کو کھِلا سکتے ہیں اور خود نیک لوگ حیران و پریشان ہیں۔ اور رزق کو ترستے رہتے ہیں۔

پٕژرٕ زَنبن کَنٛدٕ کرکھ نالہٕ مُتِ
کَنٛدیوٚ کرَکھ یِم مُتی خیال
بازرٕ نوموٚلہٕ میلان یاوُن یُتِ
کَنٛدیوٚژٕ کاژَس کٕنکھ لال

(جوانی کے جوش حیوانیت سے زیر ہوکر) اے ناداں! بے گانہ عورتوں سے گلے نہ ملنا اور پاگلوں کی سی حرکتیں نہ کرنا۔ یاد رکھ لے جوانی بازار میں بکتی نہیں جاتی۔ تم جوانی کے گراں قیمت لعل وجواہر کو شیشہ کے مول نہ بیچ ڈالنا۔ (اپنی جوانی کو فضول لہو ولعب میں ضائع نہ کرنا)

میوٗٹھ کھیوان ستہٕ خرَن مازان!

توٚے اَلک تہٕ پلک دَزان آسے

کینہہ شیخ لاگِت وَتن پیٹھ روزان

لوکَن پانس کُن پھرِان آسے

سوٗن چھُ گوب تہٕ تیٚلہِ کوٚنہٕ وزان

سَرتل زیرے وزان آسے

لذیذ اور میٹھی غذائیں حاصِل کرنے کیلئے گدھوں اور نالائقوں کی خدمت کرنے میں جب لوگ لگ جائیں ۔ یَے تو یہی وہ وقت ہوگا جب ایمان کبھی ختم ہوا ہوگا اور اعمال کبھی جل اٹھیں گے۔ ایسے دور میں کچھ مکار درویش و پیر بن کر سرِراہ لوگوں کو اپنی طرف گھما کر لوٹتے ہونگے۔ دیکھو سونا وزن دار دھات ہے اسی لئے بجتا نہیں اور پیتل اپنی کم وزنی کیوجہ سے ذرا چھیڑنے سے آواز دینے لگتا ہے یعنی جو علماء عاملین ہوتے ہیں وہ اپنی کمائی کرنے کیلئے پروپگنڈا نہیں کرتے ۔ یہ خالی ہاتھ لوگوں کا کام کرتے ہیں۔

صَاحبہٕ مہر ہےٚ کرٚ کھ پوش زَن پھولہٕ نَم
زہَرٚس سپننَم نابَدٕ تہٕ قَنْد
صَاحبہٕ قہر ہےٚ کرٚ کھ سون کِشیاہ لوَے
شرٚاکہٕ ستہٕ مازٚس چھا وادہٕ واد

بارالٰہی! اگر تیری مہربانی اور رحم و کرم ہوگا تو زہر کی خاصیت قند و شکر میں بدل جائیگی۔ اور اگر تو قہر کرنے پر آئیگا تو سونا بھی بے قیمت اور بے وزن ہو کے رہیگا۔ بہر حال ہمیں کسی بھی صورت میں (خواہ پہلی صورت ہو یا خدانخواستہ دوسری) سرتابی کرنے اور اعتراض کرنیکی طاقت نہیں۔

؎ سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

آدَن پھیوٚرُس ڈوٚرِن تہٕ ڈارَن
عُمر گییم خسارَن ستیٖ
وُدی کونہٕ روٗدُس ژوہٕ وٕنی پیٚٹھ یارَن
دیوہ لیکھ ہانَم ستارَن ستیٖ

آغازِ شباب ہی سے آوارہ گردی کرتا رہا یہاں تک کر
اپنی ساری عمر ضائع اور برباد کر ڈالی ۔ افسوس میں نے ایسا وطیرہ
کیوں اختیار نہ کیا کہ اسکے چاروں محبوب مجھے اپناتے اور میرا نام بھی
ستاروں (مومنین صالحین) کے ساتھ لکھا جاتا ۔

رٕتِن رٕتِن عَلاحدٕ ژارَن
تھٕہ چھِم لگٕہ ما گوناہ گارَن سٕتی
پُلِ صراطس تارٕ ییلہٕ تارَن
اُمید چھَم ژوٚن(۴) یارَن سٕتی

کل قیامت کے روز نیکو کاروں کو بدکاروں سے الگ کیا جائیگا۔ ایسے میں مجھے خطرہ ہے کہ کہیں مجھے گنہگاروں کے ساتھ نہ رکھا جائے۔ لیکن اس کے ساتھ امید ہے کہ جب پل صراط پر سے گذرنا ہوگا تو چہار یار باصفارضؓ (خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین) کے ساتھ میں بھی پل پار کروں گا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:۔
ایمان بیم و امید کا نام ہے۔

لااِلٰہَ اِلّاَ اللّٰہ صحیح کوٗرُم

وُحِی کوٗرُم پنُن پان

وجوٗد ترأوِتھ موٗجوٗد ہوٗرُم

ہَرمو کہہ وُچھُم پنُن پان

لاالہ الااللہ کی تحقیق کی اور اس طرح اپنے آپکو قرآن بنایا۔

(یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن) اقبالؒ

نقش کو چھوڑ کر نقّاش میں گم ہو گیا اور پھر اپنے کو ہر رنگ میں دیکھتا رہا۔

ہم زخدا خودی طلب ہم زخودی خدا طلب اقبالؒ

(خودی میں اسطرح کھو گیا میں خدا کے سامنے گویا نہ تھا میں
نہ دیکھا آنکھ اٹھا کر جلوۂ دوست قیامت میں تماشا بن گیا میں)۔
اقبالؒ

کُلمے محمّدؐ تحقیق کوٗرُم
سُجوٗدِ، موجوٗد میوٗ لُم پانہٕ
وُجوٗدِ اَندرَے موٗجوٗد میوٗلُم
درشَن ہووُنم ہر گیانہٕ
مقامِ محموٗد محمّدؐ میوٗلُم
فرض تہٕ سنّت بخشنم پانہٕ

کلمۂ طیبہ کی تحقیق کی تو سجدوں میں لافانی وجود کا دیدار کیا۔
اُس لازوال موجود کو اپنے اندر ہی پایا اور اس نے ہر توجہ اور تفکر پر دیدار
سے سرفراز فرمایا۔ آگے چل کر مقام محمود پر پہنچ کر جناب محمدؐ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور ان سے فرائض و سنّت کی تعلیم پائی۔

(جنھیں ہم ڈھونڈھتے تھے آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے اپنے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں)
اقبالؒ

کیاہ کرٕ سونتس کیاہ کرٕ ہرُدس
فرٕدس لیکھِتھ تھووُن سوٗروی
پتہٕ پتہٕ پکہٕ ہا صاحبِ دردس
دآدِس سُی کرٕیم دارُوٕے

خزاں میں کیا کروں اور بہار میں کیا کروں یہ سب کچھ روزِ ازل ہی لکھا گیا۔ بس ایک آرزو ہے کہ کسی صاحب دل اور عاشقِ درد مند کے پیچھے پیچھے چلوں تاکہ وہ میری بیماریوں کی دوا کرے۔

(تو دِلِ خود را دے پنداشتی
جستجوے اہل دل بگذاشتی)

رومیؒ

وَقتیٚ نِماز چھَے تختَس رَندَے
وَقتیٚ نِماز چھَے بَنٛدٕ گِیے
بے وقت نِماز چھَے مذاق تہٕ خَنٛدَے
بے وقت نِماز چھَے شرمنٛدٕ گِیے

وقت پر نماز کی ادائیگی اسی طرح دل کو صاف کرتی ہے جسطرح ترکھان کا رندا ہنرڈی کے تختے کو صاف کرتا ہے۔ وقت پر نماز پڑھنا ہی بندگی ہے۔ بے وقت کی نماز مذاق اور شرمندگی کے بغیر اور کچھ نہیں۔

(خداوند کریم کا ارشاد ہے۔
یقیناً مومنوں کیلئے وقت پر نماز پڑھنا فرض بنایا گیا ہے) (القرآن)

بندٕ مو ماز دٔنَن تہٕ دیارَن
خوٚے کرزوٚن یارَن ستی
تَتہِ ہو نِماز ہا پتھ مارَن
یێتہِ دِھیانہٕ بُتھ لگہِ ہیبتی

اے اللہ کے بندے! دھن دولت کے پیچھے مت لگ جاؤ بلکہ چہار یار باصفاؓ کو اپنا رفیقِ راہ جان لو اُن کی صحبت اختیار کرو یاد رکھ لے۔ اس گھڑی جب اللہ پاک کی ہیبت سے سب کچھ لرزتا ہوگا اگر پوچھا جائیگا تو صرف نماز کے بارے میں پوچھا جائیگا (کیونکہ نماز دین کی بنیاد ہے)

(روزِ محشر کہ جان گداز بود
اولیں پرسشِ نماز بود)

سعدیؒ

پاںٛژن وَقتَن سُجداہ دِینے
مِیٹھٕ تہٕ مُدرِی کھیٚنزِ سنہٕ زاہ
ماتَم ہیتھ یِیتہٕ دوہے رِیوِ زے
دُنی یِہِچ لادَن ہیٚنزِ سنہٕ زاہ

پانچ وقت اللہ پاک کے سامنے سجدہ ریز ہوں وہاں خبردار نماز جیسی میٹھی عبادت کو ضائع مت کرو۔ ہر وقت گناہوں کی ندامت لئے بیٹھو اور اللہ کے سامنے گڑگڑاؤ اور دنیا پر فریفتہ مت ہو جاؤ۔

کسَب یِم کرَن نماز گُذارَن
نَصرہؒ تِم سَمسارَس زاے
ژھکھ لاگنۍ بٔڈ پالَن ہے کرَن
ٔپیتھ یِیکھ ٔبڈ رَہکاٹھ ے

اے بابا نصر الدینؒ! وہی لوگ زندہ شخصیتیں ہیں جنہوں نے نماز ادا کی اور پھر اِس نماز کی حفاظت کی۔ یعنی گناہوں سے اِسے برباد نہ کر ڈالا۔ ایسے خوش نصیبوں کے لئے عظیم نعمتیں تیار ہوں گی۔

روزٕہ ، نمازٕ طے کرٕسہ
ۓ اُکرٕ دٕمس دیُو
یوٚد جنّت گژھِ کریہِ کرٕسہ
چھے محنت توٚت یوٚسہٕ نیّو
نُندبن ستی خوے کرٕسہ
رٕتی بندٕ روے قبلس گُنو

روزہ داری اور نماز گذاری سے تعلق باللہ بڑھاتے جاؤ اگر تو جنت میں جانا چاہتا ہے تو عبادت کرو کیونکہ ریاضت اور محنت ہی وہاں پہنچا ئیگی ۔ اور صحبتِ صالحاں اختیار کرو اور نیکوں کی مجلسوں میں بیٹھا کرو یہ نیک لوگ ہر وقت قبلہ رو ہوتے ہیں ۔ یعنی ہر وقت اللہ کے حکم کے تحت زندگی گزارتے اور اللہ کی یاد کرتے ہیں ۔

(صحبتِ صالح ترا صالح کند ٭ صحبتِ طالح ترا طالح کند) رومیؒ

سونَس مول چھُ سُنتہٕ وَقتَس
تیٚلہِ کَم بختَس نیٚندٕ رپیہٕ یِیے
یِم تیار رُودِس پانژَن وَقتن
تِمَن تتہِ سونہٕ سُنٛدتاج مختہٕ ژھیٚیے

سونے کی قیمت صبح کی سنّت کے وقت ہی لگتی ہے مگر بدنصیب انسان اُسی وقت نیند کی غفلت میں پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ انکے برعکس، جو لوگ پانچ نمازوں کی تیاری میں رہتے اور پانچ وقت کی نماز ادا کرتے رہتے ہیں ان کے لئے قیامت کے روز سروں پر سونے کا تاج اور لعل وجواہر کا چھتر چھایا ہوگا۔

قبرہِ تنگی، تاریکی تہٕ گٹے

دۄ برِ تھ میٖشرِ میٖشرۄنہٕ نے

نکیر منکر وسنے ترٹے

غریبس موے وال تام نٹنے

نماز پرتو تمی ژھٹے

دہو پتِم گوناہ کھٹنے

قبر تنگ وتاریک جگہ کا نام ہے جسمیں دفنا کے مٹی کو ہموار کیا جائیگا اسکے بعد نکیرین سوالات کرنے اور پوچھ تاچھ کے لئے ایسے حاضر ہونگے گویا آسمان سے بجلی گر گئی۔ اور اس ہیبتناک منظر سے غریب میّت کا رونگٹا رونگٹا لرز اٹھیگا۔ اس ساری حقیقت کو ہر وقت آنکھوں کے سامنے اور زیر نظر رکھ کر نمازوں کی پابندی کرو۔ ممکن ہے کہ تمہارے پچھلے گناہ معاف کئے جائینگے اور تمہارے عیب چھپائے جائیں گے۔

نبیٔ صابُن کھین تہٕ چین وچھتہٕ
ترٕیہ ترٕیہ دۄہی کوٗرُکھ اِفطار
کرٕیہ ستہٕ کارُن کوٗرتموٗ کِشتہٕ
پایہِ مبارکن ووٗتُکھ ضرار

ذرا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خورد ونوش کو تو دیکھو تین تین دنوں کے بعد افطار کیا کرتے تھے۔ اور تھوڑا ہی کھاتے پیتے تھے۔ اسکے بعد ریاضت اور عبادت اتنی کہ سبحان اللہ پائے مبارک متورم ہو تے تھے اور سوجھ جاتے تھے۔

(ماند شبہا چشم او محروم نوم
تا بہ تختِ خسروی خوابیدہ قوم
دیدۂ او اشکبار اندر نماز
روزِ ہیجا تیغِ او آہن گداز)

اقبال رحمۃ اللہ علیہ

لُوٗبس تہٕ موٗہس دِتھ رَٹھا
کرٕزلِس پیٹھ وٕڑِتھ ہا ے
پانٛژ وقت نماز گٔرِتھ قضا
تمیُک سَزاہ دی خودا ے

تو حرص و طمع کے پیچھے دوڑتا رہا اور اپنے لئے سیاہی پر
سیاہی ہی جمع کرتا رہا۔ (سیاہی سے بچانے والی) نماز کو قضا کیا
اور بر وقت نماز ادا کرنے کی کبھی فکر نہ کی تو یاد رکھ لے تمہیں اسکی
سزا ضرور بھگتنا پڑے گی۔

نِمازٕ کان گیٚیم کاہِلَس
تِم پانٛژھ وَخ آسِم خاصِہ
کَل گٔرِم نہٕ، مَل ژٕولُم نہٕ دِلَس
اَپزٕمیک بُکرُ موٚلُم ساسَہ
مارِہ نَس، ووٚدِپ نَس تَتہِ زِلزٕلَس
کَژِسیہِ روٚس قبرِ کِنہٕ کھُی کاسَہ

کہالت وتن آسانی سے نماز مجھے بار گراں نظر آئی حالانکہ
یہی پانچ اوقات میرے لئے خاص اوقات تھے۔ نتیجہ یہ کہ نہ دل ہی
صاف وپاک ہوا اور نہ ہی سیاہ روئی دور ہوئی۔ آہ! وہ گھڑی جب
مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائیگا اور بھونچال سے ہر بوسیدہ شے ظاہر
ہوگی ایسی قبر جو صاحب قبر کی ریاضت وعبادت سے خالی ہوگی ایک
زنگ آلود گھڑی ہوگی۔

نمازِ فجر

فَجرِ یوٚد گُذار کھ شوٚب کِثر آسی
فجرٕ ستی لَسِی پان
گُلمہٕ تمجِید یوٚد وَنَدَس آسِی
تَوَے اَند ییٚی شیطان

اگر صبح کی نماز پڑھو گے تو رونق بڑھ جائے گی اور
تمہاری عمر بھی ہو گی۔ اگر کلمۂ تمجید کو زبان پر جاری رکھو گے
تو شیطان تمہارے نزدیک بھی نہیں پھٹکیگا۔ اور تم اسس سے
فتنے سے بچ جاؤ گے

اوَرادخوانی

○

ذِکرہ اَوراد یوٚد وظیفہٕ آسِی
ہیٚکہِ کٔس کٔرِتھ ژٕنیٚ ستی مان
کرٕیہِ کھوٚتہٕ ژوٚر یوٚد اِنصاف آسِی
توٚے ستی لگِی ایمان

اگر اذکار و اوراد تمہارا وظیفہ اور مشغلہ ہو گا پھر کون تمہارے برابر ہو سکتا ہے۔ اور پھر اگر عبادت وریاضت سے بھی بڑھکر صفت یعنی دوسروں کے ساتھ عدل و انصاف کرنے کی صفت تمہارے اندر پائی جائے گی تو تو نے ایمان کی دولت حاصل کی (اور یہی سب سے بڑی دولت ہے)

نماز چاشت

چاشت اِشراق یوٚدگُذارک
پنُن گارک صاحب جو
اَنٛدکُن نیرِتھ یوٚد وونی گُذارک
پٔرتھ شَیہِ تارک پنُن زوٗ

اگر تو چاشت اور اشراق بھی ادا کریگا اور اپنے مولا کو طلب کرنے کیلئے الگ تھلگ نماز پڑھے گا تو یاد رکھ لے تو نے ہر جگہ کامیابی حاصل کی ہر جگہ تمہیں عزت نصیب ہوگی۔

(چاشت و اشراق۔ سورج چڑھنے کے بعد ہی جو نمازیں پڑھی جاتی ہیں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو نمازِ فجر کے بعد اپنی ہی جگہ پر بیٹھ کر یادِ خدا کرتا رہے اور پھر سورج چڑھنے کے بعد نماز ادا کرے اس نے حج اور عمرہ کا ثواب حاصل کیا۔"

(الحدیث)

نمازِ ظہر

ژٕہ مازٕ نمازِ پیٚشنی نٔس
شِنَس کھوتہٕ آسکھ پژٕنو
مُسلمانو رٲچھ کرٕ نگینس
دٔرِ پچہٕ تُلہٕ نَے جنتس کُنو
رَحمَت محمّد صلیعلیہ دینس
مَرَن وَتہٕ تھوٗن کلِماہ ننو

تم نماز ظہر کو قائم رکھو تو برف سے بھی صاف و پاک اور سفید و نورانی بن جاؤ گے۔ اے مسلمانو! دل کے نگین کی حفاظت کرو کہیں شیطان یہاں نہ گھسنے پائے پھر تمہارے لئے جنت کی کھڑکیاں کھولی جائیں گی۔ خداوند کریم جناب محمّد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین پر رحمت نازل فرمائے جس دین نے اس فانی دنیا میں واضح کلمہ شریف اور کھلی شریعت کی راہ دکھائی ـــــ

نمازِ عصر

خاص چھے نمازِ عصر کرِ دگارَس
تتہِ گٹہ کارَس ییِ درکار
کاژن یوٗد کرَکھ یتھ سمسارَس
لالہ بدلہ نگی ھار
ژھل یوٗد کرَکھ نفسِ خونخوارَس
نارَس بنی تتہِ گُل زار

نمازِ عصر کیلئے خداوند کریم نے خصوصی حکم دیا ہے، یہ نماز قبر کی تاریکی میں کام آئیگی۔ اگر تو اس دنیا میں ریاضت و عبادت کرتا رہیگا تو لعل و جواہر کے ہار پہنائے جائیں گے، اور اگر تو نفس امارہ کے شر سے اپنے کو بچا سکا تو دوسری دنیا میں آگ کا گڑھا تمہارے لئے گلزار بنے گا اور تمہاری جگہ جہنم نہیں جنت ہو گی۔

نماز مغرب

شامہٕ نماز شمع زن تارس
لوٗتگ پاپت پوٗری سنہٕ نار
نوٗرٕچ خبر بوٗزی بوٗزی شوٗتگ
آسہٕ کھے پیشادٕ سپنگ سوار
کرِیہٕ ہند گوٗ برٕ عرشس واتگ
صحبت تھوِی پانہٕ جبار

نمازِ مغرب چراغِ شب کے مانند ہے اس سے گناہ ڈھل جائینگے اور آگ نہیں لپیٹ سکے گی۔ نور بھری حکایات سُن سُن کر دل کو سکون ملیگا۔ عزت بخشی جائیگی اور اونچا اُٹھایا جائیگا۔ عبادت وریاضت کے زور سے عرش کی راہ لوگے اور خداوند ملک الجبار کی صحبت اختیار کروگے اور دیدار سے فیض یاب ہو جاؤگے۔

چھوٚدیٖس آسہِ تَس دوٚد کیاہ کرِے
ہوٚد اَدٕ نابد فہرِی قنٛد
چھوٚدیٖس آسہِ تَس کینہہ نباہ کھرِے
سٕیُن اَدٕ کانٛزٕ فیوٗرِ ملہٕ وِتھ ہَند

جو بھوک سے تڑپتا ہو تو وہ دودھ جیسی نعمت ہی نہیں بلکہ خالی خولی معمولی غذا بھی قند و نبات جان کر قبول کرے گا۔ بھوکے کو کوئی چیز ناگوار نہیں ہوتی۔ کھٹا سرکہ ہی ہو یا معمولی ساگ پات ہی کیوں نہ ہو (یعنی اللہ کی راہ میں چلنے کی اگر تڑپ ہو تو راہرو کو جو کچھ بھی پیش آئے وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ اپنی غربت و مسکنت دیکھ کر پریشان ہوتا ہے)۔

عاشقن ترِیش نہ بوچھ نو آسی
عاشق کمَس پتھ ییِی نہ زاہ
چھ دُرَس وَطن صدفس نِشے
ژُورس نیشندر آسنہ زاہ

عاشق عشق کی مستی میں نہ بھوک محسوس کرتا ہے نہ پیاس عاشق فقر و فاقہ اور سامانِ زندگی کی کمی سے پریشان نہیں ہوتا۔ موتی سیپی کو اپنا وطن جان کر آرام سے دن گزارتا ہے اور چور لوٹ اور ڈاکہ زنی سے مال حاصل کرنے کے لالچ میں نیند بھی نہیں کرتا (جس طرح چور حرص مال کی وجہ سے شب بیداری سے تنگ نہیں آتا اسی طرح عاشق معشوق کی راہ میں کوئی بھی مصیبت برداشت کرنے کو تیار ہوتا ہے اور اسی میں دل کا سکون حاصل کرتا ہے)

کیاہ کرِ کانہہ ذندٕ رۄستی ڈۄلنس
کیاہ کرِ ژنس تیر کمان
کیاہ کرِ سونہٕ ہُند وستی ہۄنس
کیاہ کرِ اُنس شِلہ پدمان

دانتوں کے بغیر بوڑھا اخروٹ کیسے توڑ سکتا ہے اور ایک نامرد تیر کمان لے کے کیا کرے گا۔ کتے کو سونے کا گہنا پہنانے کا کیا مطلب اور ایک اندھے کو خوب صورت اور سندر عورت کا لطفِ دیدار کہاں حاصل ہوگا (حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اسلام کا بلند نظریہ اُن لوگوں کو راست نہیں آتا جو اس کی حفاظت اور خدمت نہیں کرسکتا)

قبائے لا الٰہ خونین قبائیست
کہ بر بالائے نامرداں دراز است
اقبالؒ

○

کیاہ کرِہ ووڈُر ٹھوٗلَس

کیاہ کرِہ نوٗلس دوٗپ

کیاہ کرِہ پوٚشِنز اصوٗلَس

کیاہ کرِہ اُنِس روپ

اُوُد (OTTER) کو انڈے کے ساتھ کیا کام اور نیولے کے سامنے دیپ جلانے کا کیا مقصد۔ بندر کیا جانتا ہے کہ اصول کیا ہوتا ہے بالکل اسی طرح ایک اندھا صورت سے کیا حظ اٹھا سکتا ہے۔

خداوند کریم کا ارشاد ہے کہ:۔

"جو لوگ حق نہیں سمجھتے وہ چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں" القرآن

کُس یِیہِ ژٕیہ کُن بے غرضَے
کَس آسہِ دِلس تیوٗت وُسعت
جنتکہِ ہاوسہ تہٕ دوزخنہِ بیَے
دَیہ چھِ کران عِبادت

اے خدا! تیری بارگاہ میں کون بغیر کوئی غرض لئے ہوئے آئیگا۔ کون ہے وہ جس کا دل اتنا وسیع ہوگا کہ بے غرض تیرے دربار میں آئے۔ یہ صرف جنّت کی آرزو اور جہنم کا خوف ہے جو بندوں کو تیری عبادت پر مجبور کرتا ہے۔

(جس کا عمل ہو بے غرض اسکی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گذر بادہ و جام سے گذر)

اقبال رح

ن

پانَس مول یُس کرِ نہٕ ہارِ ے
سیتی بینّس کرِ نہٕ مان مان
پرتہٕ پان یُس صُدرَس تارے
سُے ڈُپی زبٔے مُسلمان

جو اپنے آپکو گراں قدر و والا مرتبت نہ جانیگا اور غرور و نخوت میں دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش نہ کرے گا۔ اور جو اپنی کشتی بھی اور غیر کی نیّا بھی پار لگائیگا اسی شریف النفس اور غم خوار انسانیت کا نام مسلمان ہے۔

(مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دلنوازی کا
مُرَوّت حُسنِ عالمگیر ہے مردانِ غازی کا)

اقبالؔ

○

آسہِ ہاہے آدمی فیرہ ہا نییے
ساآرہی عالمَس انہِ ہالَیہ کَتھ
ژھُس نہِ آدمِی گوس ناضایے
اُکہِ ہی جاییّے رُہِتھ کَتھ

اگر انسانیت ہوتی تو خبگل جنگل اور گھر گھر گھوم کر
پیغامِ حق پہنچاتا ۔ مگر افسوس اپنے کو بھی ضائع کیا اور حق
کو بھی ایک ہی مقام پر رو کے رکھا ۔
(جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔
"میری طرف سے پہنچاتے چلو اگر تمہیں صرف ایک ہی آیت کا
علم ہو ۔") (الحدیث)

ژاٲنؠ چھےٚ وُزہ مَلہٕ ستہٕ ترٕٹے
ژاٲنؠ چھےٚ مَنٛدِنٛس گٹہٕ کار
ژاٲنؠ چھےٚ پربتس کرٕن اَٹے
ژاٲنؠ چھےٚ منٛزا اَتھس ہیٛون نار
ژاٲنؠ چھےٚ پان کڈُن گرٛٹے
ژاٲنؠ چھےٚ کھینٛنی یِکہٕ وِٹہٕ زہر کھار

دین کی راہ میں آزمائش لازمی ہے اور یہ آزمائش کیا ہے آسمانی بجلی کی گن گرج اور کڑک کا مقابلہ کرنا۔ دن دھاڑے تاریکی وظلمت کا سماں چھائے جانا۔ کوہِ الوند کو کندھوں پر اٹھانا۔ ننگے ہاتھ پر دہکتی ہوئی آگ اور انگاروں کو سنبھالے ہوئے جانا۔ اپنے کو چکی کے دو پاٹوں میں پسوانا، بیکدم زہر کا انبار نگل جانا۔ آزمائش کے وقت صبر کرنا کے یہی معنی ہیں۔

کامیأبی ہُند شرط صبر

ژٕوک تہٕ مۆدُر ٹیۆٹھ تہٕ زَہر
خوٗنہِ جِگر ژٕمی اوٚہرہ کھیوٗہ
ژٕمی یوٗت ہیٚشرِی ژٕلٕڈ تہٕ قہَر
سُہ تَتھ شَہرس گٔژھِ حقہ پیوٗہ

راہ حیات میں جس نے تلخ و ترش اور کھٹا میٹھا برداشت کیا اور اپنا خونِ جگر پیتا گیا۔ وہ کامیاب رہا۔ جس نے اپنے اندر جتنا برداشت کا مادّہ اور جذبہ پیدا کیا اتنا ہی وہ اونچی منزل کیطرف قدم بڑھاتا رہا اور کامیاب ہوتا گیا۔

(نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
عشق ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر) اقبالؒ

کامیٲبی ہُند شرط استقامت

کانٛ تھٲنٛدٕ دارٕ دٕ زِ سپر
کرتہٕ چھولن فری زنیسنہ روے
بلاے یہٕ تھٲنٛدٕ وُندٕ زِ بکھ شکرَ
تیلہٕ چھی ینیتہٕ کہوتہٕ آبروے

محبوب نے تیر کے سامنے ڈھال ہٹ پیش کرو بلکہ تیر کو سینہ میں جگہ دو۔ محبوب سے منہ مت موڑو۔ محبوب کی ہر آزمائش اور ابتلاء کو شیریں جان کر دل سے قبول کرتے رہو۔ جب ہی جا کر تمہاری عزت افزائی یہاں بھی ہوگی اور وہاں بھی ——— مرد چھ لتس وناں:۔

(نیس درد نیستانس مردانہٕ قدم تراوے
سنگریزہٕ اہریزہ زَن پوشہٕ پھلی چھاوے)

عبدالاحد آزاد

کِرٕیہ ماتِین چِلہٕ دَرَن
یِمہٕ گَنڈَن نفٕسس ڈَنڈِی
زَہر کھیتھ تِمے ھا درن
یِمہٕ اوٚہَر لَرَن ہا کَس تہٕ ہَندِی

ریاضت کش اور چلّہ نشین لوگ وہی ہیں جو نفس کو حد سے آگے بڑھنے نہ دیں گے اور نفس کی حدبندی کریں گے۔ وہی لوگ زہر بھی برداشت کریں گے جو ساگ پات اور سادہ غذا پر پلے ہوں گے۔

تتہِ کیاہ کرِہ مول تہٕ ماجی
ییتہِ روزُن کڈاجی پیتے
دیرِ کاستم شِرٕکچہِ زاجی
اَرزِہ میتگ باجُتہٕ ستی توت ییِے

وہاں ماں باپ کیا کام آئیں گے جہاں اکیلا ہی رہنا پڑے گا۔ بارِالٰہی! مجھے شرک کی گھٹاؤں سے وہاں بچاؤ جہاں عمل کے بغیر اور کوئی ساتھ نہ دیگا۔

سۆرگس بوج ریوٗش کیاد موجی
نرگس بآج یمِ شِرکس پیٚیے
تتہِ یآری کرِہ سُی موٗمِن بآجی
یُس یَردِیُن مہم پانَس ہیٚیے

جنت کے ساتھی کیا ہی خوبصورت پرہیز گار ہیں اور جہنم کے ساتھی مشرک لوگ ہیں۔ وہاں وہی مومنانہ برادری ایک دوسرے کے رفیق ہوں گے جو اوروں کا غم اپنا غم جان لیں گے اور دوسروں کے کام آئیں گے۔

(بنی آدم اعضائے یکدیگر ند — کہ در آفرینش زیک جوہر اند
چو عضوے بدرد آورد روزگار — دگر عضو ہارا نماند قرار
تو کز محنتِ دیگراں بے غمی — نشاید کہ نامت نہند آدمی)

سعدیؒ

فرض تہٕ سُنّت چھی مرس وآجی
تتہِ لالو ڈُوکھ تہٕ موختوٕ ژھیپی !
حضرتنٕ اُمتچ بُرموجتآجی
قیامژُ سٕہ پانے برونٛہہ گُژھن ییپی

فرض وسنّت ہاتھ کی انگوٹھی کی طرح زیبندہ وتابندہ ہے اور فرض وسنّت کی ادائیگی ہی قیامت کے روز لعل وجواہرات کے تکئے اور موتی کی چھت بن کر نمودار ہوگی۔

جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھی اُمت کی غمخواری کی اور سیدھی راہ دکھائی وہاں بھی اُمت کی شفاعت کیلئے اللہ پاک کی درگاہ کے سامنے آئیں گے۔

(باغِ جنّت میں محمدؐ مسکراتے آئیں گے
پھول رحمت کے گریں گے ہم اٹھاتے جائینگے)

تمہِ دوہ کنڈ فولادس ترُن
خنجر دارِہ ہیو پیٚتو
کرٕی زِنہٕ گوناہ کم بِن مارَن
کُلمہٕ محمدؐ تارُن کِتھُو

قیامت کے روز خنجر جیسی تیز اور نوک دار اور فولادی کانٹوں والے ۔جیسے پل پر سے گذرنا پڑیگا۔ اس لئے گناہ مت کیا کر تاکہ کلمۂ مقدسہ دستگیری کر کے پار جانے میں کام آئے گا۔

(

زُوِہ میٚانے ہَیے مَن شوٗٹھبو

دۄہ دۄہ گوٗناہ چھِی پوٚھڈاَنِی

گوٗنہَن گُنیٚ بوٚرتھم ڈوٗٹھو

تیٚتہِ کُس ییِیٚ نوٚھڈاَنِی

نُکیٖر تہٕ مُنکر پیٚنہٕ یوٚبڑو نٹھو

تِی کرَن تہِ قصاب کران چھُ گوٗٹھانی

اے میری جان! اے خودسر نفس! تمہارے گناہ روز بروز بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے کہ تو لذّت گناہ پر فریفتہ ہو گیا۔ ذرا بتاؤ وہاں قیامت کے روز کون تمہاری شفاعت اور سفارش کریگا اور کس کے برتے پر تم آزاد ہو جاؤ گے۔

تمہیں نکیر و منکر فرشتوں کا لازماً سامنا کرنا ہوگا جو تمہارے ساتھ وہی کچھ کریں گے جو ایک قصائی بھیڑ کو کھال اتارتے وقت کرتا ہے۔

قناعت

○

سبہٕ پآری کانگرِ تہٕ جَندس
ییٚمی وَندس گرٕم تیٚسرہ راٰچھِ
بَتہٕ بہومُت نعمت وَندَس
نوٗن تہٕ سِترہ کآشُرچھیم ہووہ راٰچھی

شاباش ہو کانگڑی اور جندہ پوشی پر جس نے سردی کی شدتوں سے بچایا۔ صبح کے پکائے ہوئے چاول شام کو گرما کے کھائے اور اسی کو بڑی نعمت جانا۔ نمک اور کنج سے بھوک کا دفاع کیا۔

(اس کا باقی اگلے صفحے پہ ہے)

سۄ کیاہ مَنگے مَلایہِ تہٕ قَنٛدَس
ہَشٕ تہٕ ہا کھ ژُھم چھۄت مانٛچھی
بگِی ہےٚ مہٕرَ ژٕھفینم وونٛدَس
دیوہٕ بَنٛدَس گَرَٕ ھیم شرمہٕ راچھی

مجھے قند اور شکر و دودھ ملائی کی کیا ضرورت، میرے لئے ساگ پات اور خودرو سبزیاں ہی کافی ہیں۔ اگر دنیاوی لذائذ اور نعمتوں کے بجائے خداوند کریم میرے دل میں اپنی محبت ڈال دے تو یہی مجھے قیامت کو رسوائی سے بچنے کیلئے کافی ہے۔

نفسانیت چھے نو قصان دینس
بووی نہ تو زمینس پھل
نصر بابہ وگہ روز ہم قرآنس
تو سمند دِ نے زِینس تل

نفس پرستی کا نتیجہ دینی خسارہ ہے ایسی حریص زمین میں ایمان کا بیج اگ نہیں سکتا۔ اے بابا نصر الدین رحمۃ اللہ علیہ! اگر تم اللہ ذوالجلال (جو ہر وقت تمہارا قرین اور ساتھی ہے) کے اطاعت گزار بنو گے تو تمہیں عزت و نجات کے گھوڑے پر سوار کیا جائے گا۔

(اسکا بقیہ اگلے صفحہ پر پڑھیے)

نصر بابہ پان لشر جان آفرینس
تو ستی ژلی آپینس مل
دوہ یو دکڑاوک وَدنس تہ روہ نس
ادہ حضرتؒ رچھی سپینس تل

اے بابا نصر الدینؒ! اپنے کو پوری طرح اللہ پاک. جو تیرا خالق ہے. کی سپردگی میں دیدو پھر تمہارا دل کا آئینہ صاف وشفاف ہوگا۔ اگر تو ہر وقت اللہ کی بارگاہ میں عجز و زاری کرتا رہے گا تو پیارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سایہ شفاعت میں تمہاری پرورش فرمائیں گے۔

نفسانیت چھے نو قصان دینس
بووی نہ تو زمینس پھل
نصر بابہ وگہ روز ہم قرآینس
تو سمند دنے زینس تل

نفس پرستی کا نتیجہ دینی خسارہ ہے ایسی حریص زمین میں ایمان کا بیج اگ نہیں سکتا۔ اے بابا نصر الدین رحمۃ اللہ علیہ! اگر تم اللہ ذوالجلال (جو ہر وقت تمہارا قرین اور ساتھی ہے) کے اطاعت گزار بنو گے تو تمہیں عزت و نجات کے گھوڑے پر سوار کیا جائے گا۔

(اسکا بقیہ اگلے صفحہ پر پڑھے)

نصر بابہ پان پشر جان آفرینس
تو ستی ژلی آینس مل
دوہ یو دکراوک ودنس تہ روہنس
ادہ حضرتؐ رچھی سینس تل

اے بابا نصر الدینؒ! اپنے کو پوری طرح اللہ پاک۔ جو تیرا خالق ہے۔ کی سپردگی میں دید و پھر تمہارا دل کا آئینہ صاف و شفاف ہوگا۔ اگر تو ہر وقت اللہ کی بارگاہ میں عجز و زاری کرتا رہے گا تو پیارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سایہ شفاعت میں تمہاری پرورش فرمائیں گے۔

عِلم چھُ صنٛدُوقس سۄن زَن سرُن
ساوِس سُوداہ چھُ پکُن پوَے
سوداہس منٛز پوٚر پوٚز باوُن
ایمان چھُ ژونگ تہٕ رٔچھُن واوَے

تحصیل علم کیا ہے گویا صندوق کے اندر سونے کی ٹکیاں جس سے صاحب علم زیادہ سے زیادہ نفع کما سکتا ہے۔ سوداگری میں راست باز بننا اور جھوٹ سے اپنے کو بچانا۔ ایمان کے چراغ کو ہوا کے جھونکوں اور بجھنے سے بچانا ہے۔

کلہٕ ترآوِتھ آسس مالہِ بندٕہ
اَتھِ توٕہ پیٖی سُہ اَکِی گتھے
نَتہٕ تتہِ آسکھ گوٚت شرمندٕہ
صاحب چھُ اَکُی پیٖتہِ کشیاہ تَتے

سر جُھکا کر اور انکساری سے بندہ بن کر رہو۔ تو پھر اُس کا دیدار کرو گے۔ نہیں تو وہاں کل اس کے سامنے شرمندگی اُٹھانا پڑے گی۔ جان لے کہ خداوند کریم یہاں بھی وحدہ لاشریک ہے اور آخرت میں بھی۔ (نہ یہاں اُس کے سامنے کسی کا زور چل سکتا ہے اور نہ وہاں دوسری دنیا میں)

(بندہ باش و بر زمین رو چوں سمند
چوں جنازہ نے کہ بر گردن برند) رومیؒ

ٲڈِی کُنڈِی وَسَن کیکَر مۆرَن
اَدٕہ گرِھ زورَن تَفاوَت
تَتہٕ یَتمے مو کلَن یمِن عربی فورَن
تَتہٕ چھا ہارَن تہٕ موہَرن تَفاوَت

جب کیکر (کانٹے دار) چھڑی تیرے ہاتھ میں ہوگی تو تمہارے زوروں میں اضافہ ہوگا۔ اسی طرح قیامت کے روز جن نیکوکاروں کو عربی زبان میں جواب دینا آئے گا (کیونکہ جنتیوں کی بولی عربی ہی ہوگی) وہی کامیاب اور رستگار ہونگے۔ درہم و دینار اور اشرفیوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ یعنی عام گنہگار اور خاصانِ خدا میں تفاوت ہے۔

فقُر چھُی دوزخس وُرن ڈھرُو
فقُر چھُی اَنبیاہَن ہِندُی خوے
فقُر چھُی اَلک تہٕ پلک ژٔرُو
فقُر چھُی مُشک تہٕ بنیہِ خوشبوُے

فقر دوزخ سے بچانے کا وسیلہ ہے اور فقر انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ رہا ہے۔ فقر ایمان و عمل کی اضافگی کا سبب ہے اور فقر ہی مہکتی ہوئی خوشبو کا نام ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مجھے فقر پر فخر ہے"۔ (الحدیث)

(لیکن یہ فقر اختیاری ہے اضطراری نہیں)

کُنبر (توحید)

یُس چھُ یێتہِ سُی چھُ تَتِ
سُی چھُ پڑنتھ جایہِ رُٹِت مکان
سُی چھُ پیادٕ سُی چھُ رٕتھِ
سُی چھُ سوٗرُی گُپِتھ پان

جو یہاں ہے وہی وہاں بھی (مالک) ہے اور وہی خود ہر جگہ جلوہ گر ہے۔ وہی پیدل راہرو بھی ہے اور وہی رتھ سوار بھی ہے اور وہی ہر ایک کا ساتھی ہے۔

کُنہٕ رٕ ہےٚ بوزِک کُنہِ نو روزَ کھ

اُمی کنہٕ رِن کوتاہ دُیت جَلاو

عقل ءتہٕ فِکرِ تور کوٚت سوزَ کھ

گاٴنسہِ نباہ ہیوٚکہا چیتھ سُہ دریاو

اگر توحید کی حقیقت سنو گے تو تُو آپے سے بے خبر ہو جاؤ گے تمہارے ہوش و حواس ہی جواب دیں گے تو اس کی کنہ تک عقل سے پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ سنو! یہ توحید کا دریا کوئی پی نہ سکا۔

(ایں مدّعیان در طلبش بے خبر انند

کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد) سعدیؒ

خوٗدی

نَفَسَس مو دَپ بَداہ
نفسس سیتی سوداہ چھُے
نفس پنُن رٹُن حداہ
نفسی پٹر زِ رنتھ خوداہ چھُے

نفس کو برا بھلا مت کہو کیونکہ تمہاری نجات کا دار و مدار ہی نفس پر ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ تم نفس کو لگام دو اور اپنی حدوں میں رکھو۔ نفس شناسی پر ہی خدا شناسی کا دار و مدار ہے۔

(جناب علی مرتضیٰؓ کا فرمان ہے:
جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے خدا کو پہچانا)

پستی ذہن

آو سہ گو و زاو سہ موٗد

ییتہِ دُنی یاہس کانہہ مزِ روٗدنہٕ

کو کر بانجہِ دپان نِشہِ بدو

دانہٕ ہَن یقین روٗدسنہٕ

جو آیا وہ گیا، جو پیدا ہوا وہ مر بھی گیا۔ دنیا فانی ہے اور یہاں کوئی ہمیشہ کے لئے زندہ نہیں رہا۔ (یہ جان کر بھی لوگ اتنے غافل ہیں کہ) پو پھٹنے کو نصف شب جان لیتے ہیں۔ صبح دیر تک نیند میں مست ہوتے ہیں۔ اسکی یہ وجہ ہے کہ (دنیاوی معاملات میں) دانا ہونے کے باوجود ایمان ویقین کی دولت سے محروم ہیں۔

گٔشیرِ پھیوٚرُس أندی أندِی

کٲنسہِ کوٚرُم نہٕ برآندِی ترٛاو

جَندَس گٔرِم ییٚلہِ پیٚوَندِی !

اَتھ تہِ دوٚپ ہَم فٔندِی آو

کشمیر میں (دین پہنچانے کیلئے) گھر گھر گھوما۔ کسی نے کبھی (حق بات سننے کیلئے) دروازہ نہ کھولا۔ حد یہ ہے کہ جب اپنی گدڑی پر پیوندوں پر پیوند ٹانکے تو لوگوں نے کہا کہ مکار اور دھوکہ باز (معاذ اللہ) آگیا۔ لوگ کسی بھی صورت میں حق بات سننے کے لئے تیار نہ ہوئے بلکہ طعنہ و تشنیع اور غیبت و ملامت سے ہی کام لیتے رہے۔

نفسہٕ میانے زیرِوہ اگو
دِزراَمے دگہٕ پھوٚلہَم نہٕ زاہ
مشدنین مُہتھ ژوٚلہَم ٹھگو
ہا۔ پیٹھہٕ سگو ژوٚلہَم نہٕ زاہ

اے میرے نفس! تو میرے لئے خوبانی کے درخت کی جڑ اور تنا بنا ہوا ہے جس طرح تنا کلہاڑیوں کی ضربوں سے بھی کٹتا نہیں اسی طرح تو بھی میری کوششوں کے باوجود رام اور مطیع نہیں ہوتا۔ تو ایسا ٹھگ ہے کہ دن دھاڑے میری عبادت سے کمائی ہوئی دولت لوٹ لیتا ہے۔ افسوس تو کمبخت بن کر میرے ساتھ لگا ہوا ہے اور مجھ سے الگ نہیں ہوتا۔

یِنۍ گٔراہ گَژھنۍ گرُاہ

کانٛگٕر گٔژھم تُپَن کِژٕی

لُدِتھ ژٕھنِتھ ووگنۍ لُراہ

ژٕہ مَرکھ تہٕ یَہ کَس کِژٕی

اٟچھَن وٕنَر کنَن زراہ

نٕحقہٕ پانٛژھ دوہ بُرِتھ پٕژھی

ایک گھڑی آئے اور دوسری گھڑی نکلے۔ اور یہ ایک گھڑی سامان زندگی کی تلاش میں ہی چلی گئی۔ میں حیران ہوں کہ تو نے اتنا بڑا اور اونچا مکان بنایا۔ بتاؤ تو سہی تو مر جائیگا تو یہ کس کے لئے بنا رکھا۔ بڑھاپا آگیا تو نہ آنکھوں میں روشنی رہی اور نہ کانوں میں قوتِ سماعت۔ خواہ مخواہ ان پانچ دنوں پر بھروسہ کرنے لگا۔

دۄد، گیٖو، گرُس تہٕ گوگجہِ مازاہ
ژٕہ بَن وازٕہ تہٕ بہٕ بنہٕ پۄژھو
زُوَس گُڈِ تھ زنَن بَڈہِ اَنداز اہ
اَدٕ زٕ کَس وازٕہ تہٕ بہٕ کَس پۄژھو

دودھ، گھی، چھاچھ، سبزی اور گوشت تیار کر کے اور پکا پکا کے
تو میری مہمان نوازی کریگا اور میں تیرا میزبان بنوں گا۔ اِدھر سے
موت آئیگی اور دونوں کی جان لے گی پھر نہ مہمان رہیگا
اور نہ ہی میزبان ___

○

کٔمینَس خٔدمَتھ کٔرٕھ زنڈس ترِی
ژِنَس نِشہِ ذات نیرِ سٕنہٕ زاہ
یوسہٕ بوٗی بَبرِ تتھ نہٕ زاہ فیری
ہوٗنٛذِ بَتہِ کافوٗر نیری سٕنہٕ زاہ

کمینہ فطرت کی خدمت جھاڑیوں کو سینچنے اور پانی دینے
کے برابر ہے۔ کیونکہ اصلی خصلت اور فطری عادت دور نہیں ہوتی
شریف کی اپنی فطرت دور نہیں ہو سکتی۔ خوشبودار پودے سے خوشبو
دور نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح کتے کی کھال سے مشک کافور
حاصل نہیں کر سکتے۔

نِلِس پیٚوم سٕنہٕ ہا لَو
پٔپس پیٚوم سٕنہٕ ڈوٗڑھ
گٲنسہٕ پٕوکُس سٕنہٕ پَتہٕ
کٲنہہ پٕوکُم سٕنہٕ برٛونٛٹھ
اَنبیاہَن آسہٕ پتہٕ
اَولیاہَن گوس برٛونٛٹھ

خداوند کریم کا شکر ہے کہ میری فصل پر نہ ٹڈی دَل حملہ کر سکا اور نہ ہی اولوں کی بارش ہوئی۔ (میری ریاضت کی ابتداء بھی شیطان کے حملہ سے محفوظ رہی اور انتہا بھی) میں نے کسی کی پیروی قبول نہ کی اور نہ کسی کو اپنے سے آگے بڑھنے دیا۔ میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد آیا اور اولیاء کرام علیہم الرحمہ سے آگے نکل گیا۔

ذِکرِ مستی پوٗرُم اللہ
فکرِ مستی سپنُس کلوٗ
دِل ڈیوٗنِ ٹھم لوٗدُ عرشِ اللہ
کَنہٕ بوٗزُم اَیْنَمَا تو لو

جب میں ذکر میں مست ہوا تو اللہ اللہ کرتا رہا اور جب فکر میں ڈوب گیا تو استغراق کی حالت میں بے ہوش ہو کر گونگا ہو گیا۔ (تلاش حق میں ذکر و فکر ہی مومن کا وسیلۂ قربِ حق ہے) میں نے دل کو عرش الٰہی پایا۔ اور میں نے اپنے کانوں سے اللہ پاک کا یہ حکم سنا کہ اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وجہ اللہ۔ (یعنی تم جس طرف بھی مُنہ پھیر لو گے تو اللہ پاک کو بھی اسی طرف متوجہ پاؤ گے)

مَلہٕ چھِ خوشحال ہٕدَین تہٕ سالَس
شیٚخ گژھ یہٕ مالَس تہٕ ماچھَس مَتی
صوٗفی خرقہٕ رٲٹ لَتھ دِتھ آسَس
کھیوٚن کالَس پانٕژ مازٕ وبَتی
اَکی تہٕ گیان کوٚر نٕگی لَکھ کالَس
کانسہِ تہٕ نفس ہیوٚک نہٕ رٲٹتھ پَتھی

مُلّا لوگ نذر و نیاز لے کر اور دعوت کھا کھا کر پھولے نہیں سماتے اور پیر و مرشد شیخ و سجادہ نشین مال و دولت کے پیچھے دیوانہ ہوئے جاتے ہیں۔ صوفی نے خرقہ پہن لیا اور کوئی محنت نہیں کی۔ اُسے کھانے کو گوشت و پلاؤ ہونا چاہیئے۔ افسوس نہ مُلّا نہ پیر نہ شیخ اور نہ ہی صوفی ریاضت کرتا ہے کوئی بھی خدا جوئی کی طرف مائل نہیں اور نہ کسی نے اپنے نفس کو لذات و خواہشات سے باز رکھا۔

سُی ڈُپی زِ ہیٚ مُسلمان

اَنگہٕ زَن خوشبوٗ موکھ زَن وُتّیے
نِشہِ وُدَن ہیتھ کتھَن مان
پَرس پٕرنہِ ستہٕ پانَس پانَے
سُی ڈُپی زٕ تیٚے مُسلمان

جس کا لباس و جسم معطر اور پیشانی سنجیدہ و متین ہو اور جو داناؤں کی صحبت میں بیٹھ بیٹھ کر حکیمانہ نصائح اور دانائی کی باتوں کا سرمایہ جمع کرتا ہو جو اوروں کو نصیحت کرنے کے بجائے خود عملاً کچھ کر دکھاتا ہو۔ یہی وہ خوش نصیب ہے جس کا نام مسلمان ہے۔

سُی پۆرِ شاہ سوٗرگ پڑاوے
یُس دَے سَرہ یٚیتہِ بیٚتیَن سان
رٚتِن دوہَن روزٕہ تھاوے
سُی ڈُپ زِ ہے مُسلمان

وہی نیک فطرت جنّت کو زینت دے گا جو خود بھی خدا پرست ہو اوروں کو بھی خدا پرستی کی طرف مائل کریگا۔ اور جو اکثر روزے رکھ کر روزوں سے پاک دنوں کی قدر کریگا یہی وہ خوش نصیب ہے جس کا نام مسلمان ہے۔

پانَس موٗل یُس کرِہ نہٕ ہارِے
ہٕستی بٔنیس کرِہ سٕنہٕ مان مان
یَرِتہٕ پان یُس ضُدرس تارِے
سُی ژُپی زِ سے مُسلمان

جو اپنے کو اہمیت نہیں دیگا د غرور سے اپنی ذات
کو بچائے گا اور بڑائی جتلانے کیلئے دوسرے سے آگے
بڑھنے اور سبقت لینے کی کوشش نہیں کریگا۔ جو خود بھی
پار لگ جانے کی کوشش کریگا اور دوسرے کو بھی پار لیگا
یہی وہ خوش نصیب ہے جس کا نام مسلمان ہے۔

○

اَنڈگُن نیرِتھ پٔنڈیُس ببِیٚیے
شیرِے لاگِہ پٔنُن پان
کوزن ترٲوِتھ سوزن گارِے
سُی ڈُپی زِ ہے مُسلمان

جو اوروں سے عبرت حاصِل کرے اور اپنے آپکو خود عزّت کرے بدکار انسان کو چھوڑ کر نیک صحبت اختیار کرے۔
یہی وہ خوش نصیب ہے جس کا نام مسلمان ہے۔

○

ۂڈیس گنڈِ ژۂڈ سُی ہنیے
میٹھرِ وِندِ پننٕ پان
اندٕگن نیرِتھ برِ ۂیس فیٚشرِ
سُی ڈیٚکٕ زٕ بے مُسلمان

جو شِکم اور خواہشات کو قابو میں رکھے گا اور قناعت کو اپنا شعار بنائے گا اور جو خلوت نشین ہو کر اپنے مولے کو جھانکنے کی کوشش کرے گا۔
یہی وہ خوش نصیب ہے جس کا نام مسلمان ہے۔

کوٗر چھےَ ہَکژٕوَن دوٕہ دارَس
ژٕٹھ کرَس گنہِ لٲرِی
گوٚبُر چھُے تازی بَچہٕ آخرٕتس
لُدِتھ پَلہٕ نہٕ گُری زٕبس سوٲری

بیٹی دیودار درخت پر کلہاڑی کے مانند ہے جو کلہاڑی درخت کو کاٹ پھینک کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہے اور بیٹا آخرت کے لئے سواری ہے جس سفید سواری سے کسی بھی وقت زین کس کر فایدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔

بوِ چھُی ییِتہٕ کرِتھ ژُجرٕ س
پیتیَس مُہمِ کرہ بس یآرٕی
زٕنی چھےَ رٹان مَن پٹارَس
نوٚندِ س تہٕ ڈینٹھِس کرہ بس یآرٕی

بھائی بڑھاپے کا سہارا ہے۔ جو مُہم میں دستگیری کرتا
اور کام آتا ہے۔ اور عورت دل کا سکون ہے جو آرام و تکلیف
ہر صورت میں ہاتھ بٹاتی رہتی ہے۔

دِہن دٕرہٕ تہٕ کور دِمہٕ تھَپہٕ
مَنٛدہِ نِشَ زونُٛم راتھ کیٛاہ
سَرفَو دِژم اُڈی جن ٹۄپہٕ
لَسَے کیٛاہ تہٕ مرَے کیٛاہ

دن ڈوب گیا اب کیا کما سکتا ہوں۔ میں نے روزِ روشن کو رات تصوّر کیا۔ (یعنی عمر بیت چکی اب آخرت کی کمائی کر کیا سکتا ہوں میں عمر بھر ایسا غافل رہا جس طرح رات کے وقت نیند کے متوالے مستِ خواب ہوتے ہیں)

سانپوں نے ہر طرف سے ڈس لیا اور ہڈیوں تک زہر پھیل گیا اب اگر جیوں تو کیسے اور مروں تو کیسے (یعنی مالِ دنیا اور حرص و ہوا نے برباد کر کے رکھ دیا۔ جینا اور مرنا ایک ہی جیسا ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ (لوگ غفلت میں سو پڑے ہیں جب موت آتی ہے تو بیدار ہو جاتے ہیں) الحدیث

اَندَر نَے اُڑیٚ زٕہ توٚے مارَن
کامہِ کارَن دیدار دِیٚتے
عاشق ڈینٹھِم یوٚرٕ لارَن
ماشوق پٔراران یار کرٕ یِیٚتے

جو اندر جانے اور محبوب تک رسائی کی کوشش نہ کریگا اسکی قسمت میں موت کے بغیر اور ہو کیا سکتا ہے۔ دیدارِ حق تو صاحب ریاضت اور مرد باعمل ہی کے نصیب میں ہے۔ میں نے دیکھا کہ عاشقانِ باصفا درِ محبوب کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں اور محبوب بھی اُن کے انتظار میں ہوتا ہے۔

دیدار رب سے وہی بلند قسمت و ریاضت کش
فیض یاب ہوتے ہیں جو اس کی راہ میں جد و جہد کرتے ہیں

دۆندنے گنڈِ زِتہٕ کامہٕ کیتھ نیرن
لۆب نے آسہٕ وَن کتہٕ پییے
دۆد نے کھیٚیے زِتہٕ سر یٖہ کتہٕ پھیرے
یورہ نے گژھی زِتورٕ کیاہ دیِیے

اگر کمر ہمت نہ باندھی جائے تو کام کیسے کئے جا سکتے ہیں اور اگر عشق کی گرمی اور دیدار کی تڑپ نہ ہو گی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ محبوب جلوہ گر ہو گا۔

اگر دودھ استعمال نہ کیا جائے تو بدن میں ٹھنڈک کیسے آئیگی اور گرمی کی جلن کیسے دور ہو گی۔ بالکل اسی طرح اگر یہاں سے خلوتگہ محبوب تک رسائی کیلئے ریاضت اور رات دن کی محنت نہ کی جائے گی وہ بے نیاز محبوب کیسے اور کیوں دیدار دینے کیلئے مضطرب ہو گا۔

پھوٗل ہیٚ وۄگھ زہٕ اُچھلِہ بۄوٗنےٚ
دَولت بَرتَل ووہ بُرہ نہٕ زاہ
خودآی دِتی خرچنَس کِتیٚ
نیکی کرکھ راوِی نہٕ زاہ

اگر ایک دانہ بوؤ گے تو دس دانے نکل آئیں گے
اللہ کی راہ میں خرچ کرتے جاؤ تو پھر دولت کبھی ختم نہ ہوگی۔ آخر
اللہ پاک نے خرچ کرنے ہی کیلئے تو دیا ہے۔ یاد رکھو نیکی کبھی
رائیگاں اور ضائع نہ ہوگی۔

ذُزُر ژام ہَنگری
وَلیس نہٕ کھنڈٕ نابَد تہٕ شکرِی
سُی رَنگُر ہَنا وچھان پۍتھ گرِی
یُس کرِ ہنٛہارِس تھانَس چھوٛت گرِی

بالوں پر خزاں چھا گئی اور بڑھاپا آگیا۔ اب حالت یہ ہوئی کہ مٹھاس سے بھی پرہیز ہونے لگا کوئی میٹھی چیز راست نہیں آتی۔ ہمارے کرتوت پر اس ہنر مند رنگریز (خدا تعالیٰ) کی مسلسل نگرانی ہے۔ جس کے فن کا کمال کالے کو سفید رنگ میں بدل ڈالتا ہے۔ یعنی بڑھاپے میں کالے بالوں کو سفید بناتا ہے۔ ایسے دانا و بینا خدا سے ہماری کونسی چیز اور حرکت چھپ سکتی ہے۔

مَلہٕ ڈ یٖنٹھِم موٗشِ کھیوان
ہاکَس دِپان ییٚہِ چھُوٕ پھکھ
باٚگرِ کھیوان ڈاکر تراوان
مُشیدن دَپان ییٚتہِ چھُوٕہ یھچھ

میں نے مُلاّ کو بھینس کا گوشت کھاتے دیکھا۔ کیونکہ ساگ پات پر اس کا گذارہ نہیں ہو سکتا یہ ساگ کو گھاس پھوس جانتا ہے بھینس اور گھی پر تلی ہوئی روٹیاں کھا کھا کر مُلاّ کا کام ڈکارنے کے بغیر اور کچھ نہیں۔ لیکن اللہ کی یہ نعمتیں کھا کر بھی مسجد کی طرف رُخ نہیں کرتا اور مسجد کو بھوت پریت کی جگہ جانتا ہے (یعنی مُلاّ دین کے نام پر خوب لوٹتا ہے لیکن دین کی خدمت نہیں کرتا اور اقامت دین کی کوشش نہیں کرتا۔

مَلہِ ڈینٹھِم کتھٕ کبٲری
ریشَن ہیتھ دٲری کاشت
مَلَن ہِنزَن کتھَن پٲری
چھِ اَپزٕی یار کیاہ ٹھوٗ زِبرانت

مُلّا کو میں نے باتونی پایا یہ ہر خداپرست کو تہمت لگانے کے لئے تیار رہتا ہے۔
واہ رے مُلّا کی بکواس۔ قربان جائیے۔ مُلّا جھوٹا ہے اس کی باتوں پر کیا بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔

○

شدّاد رِفرعون لاٰگِتھ روٗدی
اَپُز دِوان درویش ناو
یِم سوٚری ترٛاوِتھ رَس تبَس یَتھ موٗدی
یِم دراٛوک سو‌ن نارِہ دراٛو

مُلّاؤں نے شدّاد اور فرعون بن کر زندگی گذاری۔
یہ لوگ خواہ مخواہ اپنے کو درویش اور فقیر کہتے ہیں۔ انہوں نے
دین کو چھوڑا اور شکم پروری اور مرغّن غذاؤں پر مر مٹے۔
یہ بے شرمی میں ایسے طاق ہیں گویا یہ آگ میں تپایا ہوا سونا
ہے۔

مَلہٕ ہےَ دُپِزہٕ تہٕ مولوِی رومیؒ
نَتہٕ مَلہٕ وُچھِتھ پُریزِہ اِستغفار
صُدرَس تار دِتیُ تمِی
پانَے پانَس سَپُن یار

اگر حقیقت میں کوئی مُلّا یعنی عالم دین ہوسکتا ہے وہ صرف مولینٰا ئے رومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ نہیں تو مُلّا کی طرف دیکھ کر ہی استغفار پڑھنا چاہیے اور اللہ سے ملّا کے شر سے پناہ مانگنی چاہئیے۔

مولینٰا رومیؒ ہی ہے جس نے سمندر (علم معرفت کا سمندر) پار کیا اور اپنی مدد آپ کی۔ اپنے کو بھی بچایا اور دوسروں کو بھی۔

ڈیارَن گُلن چھُیٖ دارِن تہٕ بامَن
ییٚژ موٗ دُنیِ پیٛہج کامَن بَر
سَنٛز کران چُھکھنہٕ اصلکی سامَن
بِگیٛ صُبحنس تہٕ شامَن سَر
کھوٚژان کوٚنہٕ چُھکھ تورِ حَن پامَن
یُتھنو گژِھی دامَن تَر

دمن دولت اور مکان و ثروت سب کچھ فانی ہے اسلئے دنیا کے پیچھے مت لگ جاؤ اور دنیا دنیا مت کرو۔ تو پائیدار اور لافانی سر و سامان اور پونجی تیار کیوں نہیں کرتا۔ اور اللہ پاک کو صبح و شام یاد کیوں نہیں کرتا۔ تو روز آخرت کے طعن و تشنیع اور لعنت و ملامت سے کیوں نہیں ڈرتا۔ خبردار! کہیں تمہارا دامن تر نہ ہو جائے۔ اور تمہارے ساتھ گناہ نہ لگ جائیں۔

ا

گلدستۂ

حصہ ۲

کلام شیخ العالم

رحمتہ اللہ علیہ

★

ترجمہ

قاری سیف الدین

★

ناشر

مکتبہ علم وادب ریڈ کراس روڈ سرینگر

نام کتاب: گلدستۂ کلام شیخ العالمؒ
حصّۂ دوم
از: حضرت شیخ العالم شیخ نورالدّین نورانیؒ
رحمتہ اللّٰہ تعالیٰ علیہ
ترجمہ: ابوالاشرف قاری سیف الدّین
خطاط: شریف احمد اندرابی

مطبع: جے کے آفسٹ پریس دہلی
ناشر: مکتبہ علم وادب ریڈ کراس روڈ سرینگر

سٹاکسٹ
اشرف بک سینٹر ریڈ کراس روڈ

یتھ واوہاے ژونگ کُس زاے
تِتھ کِنہِ زالِس عٔلم تہٕ دین
پرکتھ ترٲوِتھ سۄکتھ پیاے
سوٗرے عٔلم چھُس اَلِف، لام، میم

مکتبہ علم و ادب، سری نگر، کشمیر۔

عرض ناشر

خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی شریف کے متعلق جسطرح یہ عام ناثر ہے کہ "ہست قرآن در زبان پہلوی"۔ اسیطرح حضرت شیخ العالم شیخ نورالدین نورانی علیہ رحمۃ کے کلام نظامت بلاغ کو بھی "کاشر قرآن" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی کاشر قرآن کو میں نے چند سال قبل والد گرامی قاری سیف الدین عفی عنہ سے اُردو میں ترجمہ و تحقیق کر کے طبع کیا جو کہ کشمیر کے ہر عام و خاص نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اللہ کے فضل وکرم سے اُس کے متعدد ایڈیشن بہت ہی خوبصورت طریقے پر شائع ہوتے رہے۔ اسکے بعد ہر طرف سے اس کے باقی کلام شریف کو بھی طبع کرنے کیلئے فرمائشیں ہوتی رہیں، مگر والدصاحب کی مصروفیات اس میں مانع رہیں۔ اب اللہ کا شکر ہے کہ بہت ہی تلاش و تحقیق کے بعد حضرت شیخ العالمؒ کا یہ مستند کلام زیور طبع سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں کی زینت بنا ہوا ہے۔

امید ہے کہ یہ دوسرا مرحلہ بھی قبول عام ہو کر ہم باپ بیٹے دونوں کیلئے توشہ آخرت ثابت ہوگا۔ والسلام

آپ کا

محمد اشرف قاری

ناٹدِر وقتَن فِرشتہٕ وَسَن
آدمَن دَپَن رٕچھوِ شَیٛے
زَل یِم چھاوَن مَل یِم کاسَن
تِم ییٚتہٕ کھوتہٕ تتہِ آسَن شَیٛے

خاص وقت میں فرشتے اتریں گے اور ابن آدم
سے تلقین کریں گے کہ پُرامید رہو جو لوگ اپنے تن کو
بھی صاف و پاک رکھیں گے اور اپنے من کو بھی ہر گندگی
سے نجات دلائیں گے۔ یعنی جن کا تن بھی پاک ہو گا اور
من بھی، وہی لوگ آخرت میں دنیا سے زیادہ جاہ و حشم
لئے ہوئے ہونگے۔

○

بڑمیوس تہٕ نمیوس نہٕ پیشِنس
آسہِ ہانَتہٕ شِشہلو
پانژَن وَقتَن نہٕ وُنِتھ وُنمسَ
یہِ مُوہ پھوُرم میٖہ ہنتھ ہَلو

افسوس میں نماز کے وقت اپنے آقا کے سامنے نہیں جھکا
اگر ایسا کرتا تو وہاں آرام پاتا۔ پانچ وقت پر جو کچھ اس کے
سامنے عرض کرنا تھا نہ کیا۔
افسوس یہ ہے کہ حرصِ نفس نے مجھے ایسی چال چلایا
جو غلط تھی اور منزل سے دور لیجانے والی چال تھی۔
سیدھی راہ سے خواہشاتِ نفس نے ہٹا دیا اور گمراہ
کر دیا۔

گری تۆ کڑیہ نہٕ ہیتو پینی جے
مۆر کھوبٕزی تۆ سنجہٕ وِتھ
عاشقو پٕلہٕ نہٕ پوٗتوٕہ گنجے
یاوٕنی مدس ژٕلی رنجہٕ دِتھ

عبادت کرتے جاؤ اور خلوت نشینی اختیار کرو اور اپنی حقیقت کو یاد رکھو کہ خدا پرست عشاق آگئے اور اپنی جوانیاں اس کے عشق میں قربان کر دیں اور اس طرح وہ مُدّعا پاکر اپنی راہ چل پڑے۔ ؎

آئے عُشّاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب اُنھیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر اقبالؒ

لُکھ بڑور ہے لگہِ ہیم دامَس
تۆ بُلبُل روزِ ہیم مۆکلو
یِنِتہِ سُہ وٕشرار کرَے عالمَس
تَتہِ نۆندِ سۭرٕچھ برمۆکلو

کاش میرے جال میں کوئی شکار پھنس جاتا تاکہ میرا دل سکون و فراغت پاتا۔ یعنی میری خواہشاتِ نفس سے دِل فراغت پاتا اور یہ یادِ خدا میں لگ جاتا۔

جہاں وہ آقا ساری دنیا پر مہربانیاں کرتا ہے وہاں ہمیں اس کی زیادہ ہی امید ہے کیونکہ ہم اسی کے تو ہیں۔

(نوند کا اشارہ حضرت شیخ نورالدین نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھی ہو سکتا ہے اور ہر دانا مسلمان عبادت گزار کی طرف بھی۔)

پھوٗل ہے وۆوکھ ذٕہ پھلہ بوٚہ بے

دَولَت برتَل وۆ بر ہنہٕ زانٛہہ

خدآئی دِتے خرَچنٕس کیتِے

نیکی کَر کھ راوِی ہنہٕ زانٛہہ

اگر ایک دانہ بوؤ گے تو دس کاٹو گے اور دولت سے مالا مال ہو جاؤ گے نیکی ضائع نہیں ہوگی۔

اللہ پاک نے مال و دولت خرچ کرنے کیلئے ہی عنایت فرمائی ہے۔ اگر نیکی کرتے جاؤ گے نیکی ضائع نہیں ہوگی

اللہ پاک کا فرمان ہے:

ماجاءَ بالحسنۃ

جو ایک نیکی کریگا اُس کو دس گنا بدلہ ملیگا۔ اسی آیۂ کریمہ کی طرف حضرت شیخ رحؒ نے اشارہ فرمایا ہے۔

ہ

سوٗ ندرِ رمیَہ کامہٕ دِیون چاوگوم
مُہِنتھہٕ ٹھگ گوم واٗژِس کوٚتُے
وۄ لگہِ بَتنس کَنہِ تہٕ توٚہہ گوم
غریبَس دوٚہ گوم وَہرس اوٚتُے

مجھے محبوب کے عشق نے دل میں گھر کر لیا مگر افسوس ٹھگ نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا (یعنی اللہ پاک کے عشق نے میرے دل کو اپنی طرف مائل کیا ابلیس نے سامنے آکر مجھ سے یہ دولت چھین لی اور مجھے کہیں کا نہ رکھا)
میں نے بہترین چاول پکانے کیلئے توجہ لھے پر چڑھائے مگر افسوس اس نعمت کے ساتھ ساتھ گھٹیا قسم کے دانے بھی مل گئے اور اس طرح مجھ غریب کی عمر ضائع ہوگئی اور محنت اکارت یعنی نیک اعمال کے ساتھ بداعمال مِل گئے اور وہ افادیت نصیب نہ ہوئی جو ہونی تھی ۔

آے تہِ ہیُونے گھَرُو تہِ ہیُونے
ٲنِس کھوتہٕ نَہ بوٗنے جان
یوٗدوَے آسہِ ووندَس مُگُنے
تَتہٕ زینہٕ کھوتہٕ نَہ زیوٗنے جان

دنیا کی طرف آئے بھی اکیلے اور جانا بھی اکیلے اکیلے ہے
یہ اکیلاپن ایسا گراں گزرتا ہے کہ نیچے کی دنیا ہی میں رہنا۔
اگر دل اُس کی لاشریکیت کے نور اور عشق سے معمور اور
پُر نور نہ ہوگا تو ایسے جینے اور پیدا ہونے سے پیدا نہ ہونا
ہی بہتر ہے۔

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانِ حق و باطل نہ کر قبول — اقبالؒ

○

رُوٗد میٛوٗ ٹھ پھَلس تہٕ جہتسَ
ماز میٛوٗ ٹھ چُھتی کٹسَ آسی

رَس میٛوٗ ٹھ ہآنز رَس سَس میٛوٗ ٹھ بَٹَسَ
نیٚندٕر میٛٹھی موٗنڈہٕ کٹسَ آسی

بارش پھلدار درختوں کے لئے مفید ہے اسیطرح سفید بھیڑ کا گوشت مفید اور پرلطف ہے۔ کشتی باشوں کا کھانا پکانا خاص لذت رکھتا ہے۔ بالکل اسی طرح خفتہ بخت کو نیند میں مزہ آتا ہے۔ یعنی اس کی نیند اس کو اور بھی بدقسمت بناتی ہے۔ لیکن وہ بدنصیب اسی میں لطف محسوس کرتا ہے۔

کس قدر تجھ پہ گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

اقبالؔ رح

عِلم چھے بوڈتہ مَلہٕ چھک دانا
سۆنبرِتھ ساری ہَنا کھیو
عارہٕ رۆس وُچھمک تۆرہٕ رۆس چھانا
وٲحِل ارٕخلی گونا ہَو
اَسہِ بیٚترِ وَے سُند رچھو پناہ
فُقیرہٕ کوہ گوٚے کانا ہیو

علم تو ہے لیکن وہ سب نفس کیلئے استعمال کرتا ہے۔
ہر طرف سے جمع کر کے شِکم پُری تیرا کام ہے۔ تو ایسا بیگار آدمی
ہے جسطرح ایک ترکھان سامان کے بغیر بیکار ہوتا ہے۔ تو
گویا جنگل سے لایا ہوا تنا ہے۔ ہم نے اللہ کی پناہ لی
اور تو نے اسے ناگوار جانا یہ کیوں۔ اسی لئے کہ تم کو
اللہ سے تعلق نہیں دُنیا سے ہے۔

ووندَس کُلمہٕ چھےٚ دَے مُشدپناہ
میوٚہٕ روٚس ڈٕیوٚ ٹھمک وٕناہ ہیٚوٗ
صاحِب بَتہٕ لَدِ پانے گھناہ
پانہٕ کھوتہٕ بٔ پٔشا کھزان داناہ ہیٚوٗ

تیرے سینے میں کلمۂ الٰہی جاگزیں ہے یہی اللہ کیطرف سے تیرے لئے پناہ اور رحمت ہے نہیں تو تو بغیر کسی میوہ کے موٹا چوٹا تنا ہے۔

خداوندکریم رزاق ہے ہر ایک کو رزق پہنچاتا ہے تمہیں چاہیئے کہ دوسرے کو اپنے سے زیادہ دانا جان لے۔

یعنی تو دوسروں کو بے وقوف بنا کر لوٹتا ہے اور رزق حاصل کرتا ہے حالانکہ تم دوسروں کو بھی صاحبِ فراست جان لیتے تو یہ ٹھگی ڈکیتی نہ کرتے۔

مَلہٕ چھلکتہٕ مَلو چھوٚک
مَلو ڈِیُو نشٹھ مے نہٕ عُلمُک ناو
مَلو تَتہٕ بوٚ نہٕ بَرتَل ڈولک
مَلو لَزرآوُتھ مَلہٕ ناو

اَے مُلّاے شِکم پرست! تو کبھی صاف و پاک نہیں رہتا۔ تو علم سے کورا اور تہی دست ہے۔ جب تو وہاں پہنچے گا تو اسفل میں حیران و ششدر ہوگا افسوس تو نے اپنے ننگ و ناموس کو ڈبو دیا۔

چار مرگ اندر دے پئے ایں دیر میر
سود خوار و والی و مُلّا و پیر

اقبالؒ

سوکھس مول چھُے چَنَن تہٕ کھےنَن
نٚیندرِ مول چھُے اوخُنَن سِتی
رٚیشَن مول چھُے وارِن تہٕ وَنَن
کٔکہٕ وَن مول چھُے پَتھ کٔنَن سِتی

دل کا آرام ہو تو کھانے پینے میں بھی لطف اور مزہ ہے بالکل اسی طرح مُلّا ہے بے عمل کو نیند میں سکون ملتا ہے اور خدا پرستوں کو قدرت کے مناظر جنگلوں اور میدانوں میں مشاہدہ کر کے قلبی مسرّت حاصل ہوتی ہے۔ چکوروں کیلئے سنگریزوں کی خورش ہی سکون بخشتی ہے۔ ہر ایک کا اپنا اپنا دائرۂ عمل ہے اور وجہِ سکون بھی۔

دِیارَن گَگلُن چُھے دارِن تہٕ بامَن

پیٚڑٕ مو دُنی پیٚہہ کامَن بَر

سَنٛز کران چُھکھنہٕ اصلکی سامَن

بٔگے صُبحنَس تہٕ شامَن سَر

کھوٗژان کوٗنہٕ چُھکھ توٚرِ چیٚن پامَن

یُتھنو گژھی دامَن تَر

دولت کمائیگا تو کس کے لئے تعمیرِ سنگ و خشت کیلئے ساری کمائی بام و در پر خرچ ہوگی۔ اسلئے اس دُنیا کے پیچھے مت لگ جاؤ جسکا حاصل آب و گِل کے بغیر اور کچھ نہیں۔ اصل میں جو تمہیں کرنا چاہئیے تھا تو وہ نہیں کرتا اور وہ ہے صبح و شام مولے کو یاد کرنا۔ ذکر اللہ میں شب و روز لگ جانا۔ تو وہاں کی رو سیاہی اور طعن و تشنیع سے کیوں نہیں ڈرتا، خبردار اپنے کو گناہوں سے بچاؤ تو دوسری دنیا میں عزت ملے گی۔

○

خانَن ہِندِ بن روبہٕ خانَن
جانَن دَپان یَپآٔری گرٛھ
سوٚنٛدرٕ ڈٟنچھم ھُریوٕ ناوَن
ژٕمریوٚ ستیٚن ڈُوان گرٛھ
تَتہِ اَز ڈٟنٹھِم کیٚنس وَوٕ ناوَن
نصرٛ بابہٕ مٟیہٕ وُچھ ژٕ وُچھنہِ گرٛھ

میں نے خانوں کے یہاں شور شرابہ اور دھوپ اور آؤ جاؤ کا دھوم دھام دیکھا۔ چھوٹی چھوٹی خوب صورت لڑکیوں کو گاتے ہوئے اور رقص و سرور میں مست دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ صرف امیروں

کو آگے بڑھتے اور محفلِ دعوت میں شامل ہونے کو کہا جاتا ہے۔ یعنی پوری طرح غیر اسلامی اور غیر شرعی محفل عشرت ہوتی ہے۔

لیکن اب جو میں وہاں گیا تو بساطِ عیش ہی الٹی ہوئی دیکھی اور میں نے دیکھا کہ اسی زمین پر جہاں کل ہی رنگین محفل جمی ہوئی تھی آج کشتگاری کی جاتی ہے اور کیا میں پوری جاتی ہے۔ اے میرے خلیفہ بابا نصر الدین (رحمتہ اللہ علیہ) میں نے یہ منظر دیکھا اب تم جاؤ اور منظر عبرت سے دنیا کی ناپائیداری اور رنگارنگی کا نظارہ دیکھ لو۔

مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت
کہ بسیار کس چوں تو پرورد و کشت
سعدیؒ

★

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو جاتی ہی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا ہے دھن
تمن کی دولت من کی دولت سوز و مستی و جذب و شوق
تن کی دولت تن کی دولت سود و سودا مکر و فن
اقبالؒ

عادن مرٚ آسی پیٹھ سنگارن
تیتھٕ ہیتُوی سنگین رٕودی نہٕ ییتی
سکندرن راج کوٗر دۄن بوٚسرن
تس تہِ راتم ڈٕژھ نہٕ ستی !
ژھانڈا دِتو بانی لین مزارن
پتہٕ ژٕ سَن ساٗری نتی

قوم عاد نے اونچی اونچی چوٹیوں پر بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کیں۔ مگر اِس بجاہ وجلال کے باوجود وہ یہاں ٹِک نہ سکے (مکان بھی برباد، مکیں بھی ہلاک)
سکندر نے بزورِ شمشیر اور اپنی طاقت کے

بل بوتے پر دونوں ترّا عظموں پر قبضہ کر لیا۔ مگر جب
مرا تو خالی ہاتھ جب فنا ہوا تو تہی دست۔ دولت
اور شاہیت ساتھ نہ چلی۔

جاؤ مزاروں اور قبرستانوں کو دیدہ عبرت سے دیکھو
کیونکہ یہی وہ مقامات ہیں جہاں دنیا کی ناپائیداری
کا ناقابل انکار ثبوت ملے گا۔ قبرستان ہی میں ہر
ایک کو پہنچنا ہے اور گل سڑ کر فنا ہو جانا ہے۔

جناب نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ
گرامی ہے (زُورُوا قبورَ اَمواتِکُ حَتّیٰ تزھّدُوا
فی الدُّنیا) وکما قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام
یعنی اپنے گئے ہوئے لوگوں کی قبروں کی زیارت
کرو تاکہ تمہارے اندر دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوگی۔

سبحان اللہ! حرص، لالچ اور اخلاقی خرابیوں
سے بچنے کے لئے کیا ہی بہترین نسخہ ہے جو پیارے
نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش فرمایا۔

گر جمع کنی تمام عالم
با خود نبری یک دانہ خشخاش

دِل دوٚدُی فکھ نو آوُی
اکھ دوہ ژاوُی نو گرٛندی
ہُرتھ گرٛژھان پوشن واوی
کلِہ پیٚتو ژھےکل راوی کندی

حیرت ہے کہ نفس پرستی اور گنہگاری نے تیرے دل کو جلا کے رکھدیا۔ مگر تو نے اس کی بدبو تک محسوس نہ کی تو نے عمر تو گذاری لیکن مُدعا و مقصد کے بغیر۔ تمہاری عمر کا ایک لمحہ بھی ایسا نہ گذرا جو اللہ کے یہاں کوئی قدر و قیمت رکھتا۔

دیکھو خزاں میں پتے جھڑ جاتے ہیں۔ اس لئے خزاں آنے سے پہلے ہی زندگی کو پُر بہار بنانے کی فکر میں لگ جاؤ۔ ہوش وحواس سنبھالے رکھو اور کل کی تیاری کرو۔

داندَس وَندِ پھَل گاسہٕ پال نَسَ
سوٗنتہٕ رُٹھِ گنڈ نَس مٹھو
ہیٖسہٕ تھرِ پیٹھ گاسہٕ لوٗدزال نشَ
ہوٗ آکُرِتھ تُلہٕ نشَ مُرِ نشَ لٹھو

بیل کو جاڑے میں گھاس پھوس کھِلا کھِلا کر خوب پالا پوسا جاتا ہے۔ لیکن جاڑا ختم ہوتے ہی جب بہار کا موسم آتا ہے تو یہ تمام عیش و آسائش اور خورد و نوش ختم ہو جاتے ہیں۔ جبراً اچانک

اُٹھا کر ہل باندھ کر میدان اور زراعت کی طرف ہانکا جاتا ہے۔ نہ چلے تو یہی گھاس اس کی کمر پر جلائی جاتی ہے۔

(بالکل اسی طرح انسان عیش کوشیوں اور خورد و نوش کی محفلوں میں آخرت کو بھلا کر مست و مدہوش ہوتا ہے۔ اُدھر سے وقت ختم ہونے پر فرشتۂ اجل نمودار ہوتا ہے اور گھسیٹ گھسیٹ کر دنیا بدر کرتا ہے۔)

اللہ پاک اس عبرتناک حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے سورۃ انفال میں فرماتا ہے:

"کاش تم دیکھ سکتے کہ موت کس طرح دنیا پرستوں اور آخرت فراموشوں کی جان لیتی اور چہرے پر مار مار کر دنیا سے گھسیٹ لیتی ہے۔ موت کے فرشتے ضربیں لگا لگا کر کہتے ہیں کہ لو اب اپنے کئے کی سزا بھگتو۔" (سورۂ انفال)

میں پڑا ہوں غفلتوں میں گھرا ہوں جھنجھٹوں میں
اُدھر موت کا فرشتہ مرے لمحے گن رہا ہے
قاری

ہا بندو بوٗزِتھ کنہٕ وان
اُمرٕنٛز خبر ہوش نوانِ چھے
کاٹٕی ہُنڈِس زَن نیٚنے پُج وان
یہِ گاسہٕ کاٹٕی ذُفِ پیٚہ بٕرِیمہٕ وان چھے

اے بندۂ خدا! تو نے غیبی آواز سُنی یہ اشارہ ہے دنیا سے رخصت ہونے کیطرف۔ یہ ایک ایسی خبر ہے جو تمہارے ہوش اڑاتی ہے۔ تمہیں موت اسطرح ہانکے گی جسطرح بھیڑ کو قصائی کی دوکان یعنی ذبح خانہ کیطرف لیا جاتا ہے۔ مگر افسوس تمہیں دنیا کی یہ متاع حقیر للچا للچا کر غافل کرتی ہے۔

وَمَا متاعُ الدُّنیا الّا غرورہ (القرآن)

یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں لا الٰہ الا اللّٰہ — اقبالؒ

یاوٕنہٕ بُمہ سِنہٕ دِگ دِزٕم ستہٕ کی
کٕرِتھ شلِہ گوم زٕرِ فلی
جوابس وَسہٕ نم کوٚتاہ منٛڈچھی
گوناہ دوہے وٚندِم دَچھِ فلی

بُمسِن (کیچوا) موسمِ بہار کا پہلا کیڑا ہے جو زمین پر نمودار ہوتا ہے اور ہُدہُد اپنی لمبی چونچ سے اُس پر ٹھونگیں مار مار کر اس کی جان لیتا ہے۔
اسی لئے کشمیری میں محاورہ ہے:۔

(بُمسِنی زانہٕ سَت ہٕتی ہٕشنرٕ دِگ)

حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس طرح بُمسِن (کیچوے) کیڑے کو ہُدہُد اپنا نوالہ جانتا ہے اسی طرح میری جوانی کو میرے ازلی دُشمن نے اپنے لئے تو نوالہ جانا اور گناہوں کی چاٹ دیکر مجھے یعنی میرے ایمان کو پارہ پارہ کر دیا۔ اب جو قبر میں نکیرین کی طرف سے باز پُرس ہوگی تو میں شرمندگی کے بغیر کر کیا سکتا ہوں۔ کیونکہ میں گناہوں سے زندگی بھر اس طرح لطف اُٹھاتا رہا۔ گویا انگور کے دانے چکھ رہا تھا۔

بر چہرہ ندارم ز مسلمانی رنگ
بر من شرف دارد سگِ اہلِ فرنگ
آں رو سیہم کہ از وجودم باشد
دوزخ را ننگ اہلِ دوزخ را ننگ

(حضرت خواجہ نقشبند بخاریؒ)

یامَت راوی دوہ ساسے
ژٕ بیہ پژٕ آرتھ گور چھے
گورٕ کتھ چھَے نا بَدٕ تہٕ ٹنگ
مالہِ اُیژٕ ھے ہَژٕ ھے یرَے

جب تم زندگی کے قیمتی اوقات صرف کروگے تو مرشِد کو بھی پاؤگے ۔ اور اپنے باکمال مرشِد کے بارے میں یاد رکھو کہ اس کی ہر بات قند و شیریں اور میٹھا پھل جیسا ہے ۔ وہ جو کچھ بھی پورے ایمان و یقین کیساتھ سمجھائے گا اور جو تعلیم دیگا میرے عزیز! اسکی قدر کرو اور اس پر عمل کرو ۔

وِئدوی آسِتھ نیٚتھٕر پیٚیم
نفٕس کُنِہ قَرار ہیٚیم مو
حَلال ترٲوِتھ حَرام کھیٚیم
درگاہِ تی زانہہ ہیٚیم مو

افسوس خبردار اور دانا ہوتے ہوئے بھی غفلت کی نیند سو گیا۔ اب یہ غافِل نفس کہاں قرار و سکون پا سکتا ہے۔ حلال چھوڑ کر حرام خوری اپنا طریقہ بنایا۔ ایسا گندہ سودا اُس بڑی بارگاہ میں کیا کام آسکتا ہے۔

علم و حکمت آید از نانِ حلال
عشق و رقّت زاید از نانِ حلال
(مولٰینا رومیؒ)

نفسی لوگھم نارٕو گرٕ ژُھوے
دَمہ دَمہ موٗ نگنم گوٗژھُوے ہاے
سَرہٕ ہَن خدای دِہہ گوم اوٗژھوے
خدای سرٕن گوٗژھُوے ہاے

میرا نفس مجھے آگ سے سینک رہا اور ہر لمحہ مجھ سے حرام مانگتا رہا
اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوۡٓءِ (یوسف)
بیشک نفس بدیوں کا حکم دیتا رہتا ہے۔
اب خدا کی تلاش میں نکلتا اور خدا جوئی کرتا افسوس وقت نکل گیا۔ حالانکہ آیا ہی اسی لئے تھا۔
وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (القرآن)
میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر صرف عبادت کیلئے۔

توشان توشان ووٚدربوٚرُم
زٕزرِ روخس ووٚلُم پان
زٕزرُ بُرگس بُرگس پھوٚرُم
گُرِم گوناہ تہٕ موٚرُم پان

اپنے نفس کی فرمانبرداری کر کے میں نے اسے خوب پالاپوسا اور فربہ کیا۔ اور اس طرح میں نے خود ہی اپنے کو اسفل میں پہنچا دیا۔ یہ سفلہ پن اور لذّتِ گناہ میری رگ رگ کو سرایت کر گیا۔ اب گناہ کے سرزد ہونے کے بعد پچھتاوا اور افسوس کے بغیر کچھ نصیب نہ ہوا۔

ع لذّتِ گناہ نماند گناہ بماند

"سعدیؒ"

آکِتھ سوٗنت چھُے نیرِ شکارَس
وُہرِس کیُتھ بابہِ آسی رُتے
وَرگَس تہٕندِس دوٗر روزکارِس
یارَن سٕتی آسی رُتے

بہار آئی اُٹھو اور محنت کرتے جاؤ۔ شکار کرتے رہو تاکہ سال بھر فائدہ اُٹھاتے رہو گے اور پھر زندگی آرام سے گذرے گی۔

محبوب کی آزمائشوں کے سامنے سینہ تان کے رہو تو اُس کے دوستوں اور محبوبوں کا ساتھی بن جاؤ گے۔

بِقَدرِ الکَدِّ تُکتَسَبُ المَعَالی
وَمَن طَلَبَ العُلیٰ سَہِرَ اللَّیَالی (حضرت علی رض)

(محنت کے مطابق درجے اور مرتبے عطا کئے جاتے ہیں جس نے بلند مرتبہ چاہا وہ راتوں کو بیدار رہا۔)

تندرُستی چھےَ نعمژ ساساہ
گاسہٕ چھےُ فرِش تہٕ شُکر کرَ
کُریہٕ تہٕ کارُن سخنَ اولی ساہ
تگہٕ ہےَ راتھ دوہ خداے سَر

تندرستی ہزار نعمت ہے ۔ اگر گھاس کا فرش نصیب ہو تو بھی بہت بڑا انعام اور فضلِ ایزدی ہے ۔ جس کیلئے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے ۔ یہ بھی یاد رہے کہ علم (یعنی علم دین) اور عمل تمہارے اشغال ہوں ۔ پھر جہاں تک ہو سکے اللہ پاک کی یاد میں لگ جاؤ ـــــ

(بندگانِ خدا کی نشانی اَلَّذِینَ یَذْکُرُوْنَ اللہَ قِیَاماً (تم) "القرآن" جو لوگ خداوند کریم کی یاد اٹھتے بیٹھتے، لیٹتے سوتے یعنی ہمہ وقت کیا کرتے ہیں اور کہتے ہیں ۔ اے ہمارے آقا تو نے کچھ بھی فضول و بے کار نہیں بنایا ۔ تو غلطیوں اور کمزوریوں سے پاک ہے ہمیں جہنم کی آگ کے عذاب سے بچاؤ ۔

یَتھ دُنیِ یِہِکِس ماچھَس ہُکَس مُوزِت
بَگی مُشرووُت گنٖدِے
میوٗٹھ کھیوٗت زِیوٗٹھ گنٖڈ نووُت
یام ژٕو پآری گرٕوتھ اَتھے
بیّتِہ نِتھ اَنٛد مَزار سووُت
کھیٛآوِتھ چآوِتھ دیوٗوُت اَتھے

تونے خواہ مخواہ دُنیا کو شہد جانا اور اس کے پیچھے لگ گیا۔ یہاں تک کہ ناداں بن کر اللہ پاک کو بھی بھول ڈالا۔ میٹھا میٹھا بھی کھایا اور آئندہ کے لئے بھی انبار کرتا رہا۔ لیکن نتیجہ یہ کہ نہ یہ تیرے ساتھ لگا اور نہ وہ تیرے ساتھ چلا بلکہ تو اکیلا قبرستان پہنچا اور جو کچھ بھی دنیاوی مال و متاع حاصل کیا تھا اس سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

کوٚ نِگم نٕلَس بنٛگہٕ کمٕ وٕ ویو
واٹس گپوٗس مِلہٕ وُتھ رَتھ
لوٗب وُچھنَس کنٛہ کُمی باوٕ یو
راوٕ یو منٛز بازارَس وَتھ

تیرے زعفران زار میں کس نے بھنگ کی کاشت کی
(یعنی تیرے دل کو کس نے خواہشات و حرص کا گہوارہ بنایا)
افسوس تو نے پاک غذا کو حرام خون مِلا کر ناپاک کر دیا (یعنی رزقِ حلال کو حرام کسب سے آلودہ کر دیا۔
تم کو حرص و آز کی راہ کی طرف کس نے رہنمائی کی، تو بازار میں پہنچکر راستہ کھو بیٹھا۔
(یعنی تمہیں دنیا میں آکر وہ کچھ حاصل کرنا چاہیئے تھا جو آخرت کی لمبی زندگی میں کام آتا۔ مگر افسوس ایسا نہیں کیا)

بگٕرِ لیجہِ تہٕ چھَا پر پٕجی
بَنٛدٕ اَتھ سٕتی لٔجی یوٚ ژٕ بے
ڈاے گز اُزرِتھ زمیٖن وٕجی
پہِ دُنی ترٛیہِ لولہٕ ژٕرٛج یوٚ ژٕ بے

اے بندۂ خدا! تمہاری زندگی ناپائیدار چیزوں مثلاً ناقص برتن اور بھدّی ٹوکریوں کے جمع کرنے میں گذر گئی یہاں تک کہ تو ڈھائی گز زمین کے نیچے چلا گیا اور وہاں قبر میں پہنچ کر حرص و ہوا اور دنیاوی خواہشات نے تمہارا پیچھا چھڑایا۔ دنیاوی خواہشات سے تیرا دل قبر میں ہی آزاد ہو گیا۔ ورنہ

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارماں مگر پھر بھی کم نکلے
غالبؔ

دانِشمند چھےٚ اَنبرِت گرو
پھیرِ پھیرِاو ٗسس پشیان
برٛوٚنٛہ کٔنہِ آٗمٕسس کتاب لَرٕو
ٗوچھتھ آسہ ڈانجران
ٗوچھِن ہیٚوت چھُ اُندرٕ ژھرٕو
پرٕسس پَرِ نان موٗشُسس پان

عالِم بے عمل اپنے کو مسیحِ جاں بخش جانتا ہے اور علم کا آبِ حیات لئے ہوئے ہے جو اسکی صراحی سے قطرہ قطرہ ٹپکتا رہتا ہے۔ یعنی پورے غرور و ناز سے آہستہ آہستہ باتیں کرتا اور اظہارِ علم کرتا رہتا ہے۔ لیکن جب غور سے اسکا جائزہ لیا تو بیچارہ خالی ہی خالی ہے۔ اوروں کو سکھاتا اور پڑھاتا ہے۔ لیکن خود عمل سے کورا ہے۔

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بہ خلوت می روند آں کارِ دیگر می کنند (حافظ)

تَسبیح پھِلِ فِرِت ٹُلِہ
ٹھُسَن رَس یِگی نہٕ کوٚوو
نہٕماز لاگِتھ مَتُلِہ
مَسجِدِ بَر ترٛوٚپِہ رِتھ سوٚوو
ژَندَس ژُرِہ ژھنِتھ خُلِہ
اَمِہ بَلِہ نوٚوو وَلی بَنکھ زُوو

مکّار درویش! تسبیح کے دانے گھماتا رہتا اور اسی آواز سے خاص مزہ محسوس کرتا ہے۔ لیکن نماز کے وقت نماز کو ٹالتا اور خانۂ خدا کے دروازے ہی بند کر کے نماز سے پہلو کتراتا ہے (یعنی جو فرض ہے وہ ادا نہیں کرتا اور لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے ریاکاری کرتا اور نوافل کا اہتمام کرتا ہے۔) تو یاد رکھ' اے مکّار! یہ طریقہ اپنا کر تو ولی نہیں بن سکتا۔ تو اللہ کا دوست نہیں اللہ کا دشمن ہے۔ اِنَّ اَلیَسَرَ الرِّیَاءِ شِرۡکٌ (الحدیث) معمولی سی ریاکاری بھی شرک ہے۔

O

لوکنڈِ وٹھگ سیٚکے
گنتہٕ رِ کے پٮ۪کے ناو
تہٕ کٔس مالہِ کاسِنتھ ہیٚکے
یہ ڈٮ۪کے لیکھنے آو

توصحرا میں سے راستہ نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ بھلا ریت میں سے کشتی چلائی جا سکتی ہے؟۔ دیکھ! جو کچھ بھی تمہاری قسمت میں لکھا گیا وہ کوئی بدل نہیں سکتا۔

گو رود سر بر نگو در سر نوشت
ایں سخن باید بہ آبِ زر نوشت (سعدیؒ)

رُفعتِ الاَقلاَمُ وَجُفّتِ الصُّحُف (الحدیث)
قلم اٹھالئے گئے اور اوراق سوکھ گئے۔
(نوشتۂ تقدیر کون مٹا سکتا ہے)

دَیَن یہٕ لیکھُی لانٛن گرَے
تہٕ کُنہٕ چھوٚنہٕ ژرِ مو
ڈیکہٕ پیٚٹھ کَھک کَنہٕ خنگرِ ییٚ
ڈُیگ چھوٚنہٕ ژرِہ مو

اللہ میاں نے جو کچھ بھی روزِ ازل تیرے لئے لکھا نہ اسمیں کمی ہو سکتی ہے نہ بیشی ۔ اگر تو کسی بھی سنگ دہلیز پر ہزار بار جبیں فرسائی کریگا اور اپنی پیشانی رگڑیگا پھر بھی تقدیر کو ذرّہ بھر بدل نہیں سکتا۔

ناحق ہم مجبوروں پر تہمت ہے مختاری کی
جو چاہے سو آپ کرے ہے ہم کو عبث بدنام کیا
میر تقی میر

سنگر لو ستِس کانگرژھوم
گجہ نہ پیشو مُت لدس کیات
اُچھن ووٗ نر کنن زر پیشوٗ م
زبانٕی ورگوم وَپس کیات
دارُو سرائے دوٗ درکرَ گوم
ہایک در گوم لدس کیات

افسوس ہے سورج ڈوب گیا اور کانگڑی بجھ گئی جو لھا ہی دن بھر نہیں تپایا تو رات آرام سے گذارنے کیلئے کانگڑی کیلئے آگ کہاں سے لاؤں۔ آنکھیں بھی رخصت ہوئیں کان بھی بہرے ہو گئے زبان بھی ٹھٹھر گئی۔ اب وہاں پہنچوں تو کیسے اور بات کروں تو کسطرح سامانِ تعمیر بھی خراب و برباد ہو گیا اب تعمیر کروں تو کیسے۔ یعنی زندگی میں کچھ بھی جمع نہ کیا نہ دولت دنیا نہ سرمایۂ آخرت، ادھر سے بڑھاپا آگیا حیران ہوں یہاں کیسے جیوں اور وہاں کا حال کیا ہوگا۔

کوسِ رحلت بکوفت دستِ اجل

ہوے دو چشم و داعِ سر بکنید

اے کفِ دست و ساعدہ بازو

ہمہ تودیع یکدِگر بکنید

بر منِ افتادہ دشمن کام

آخر اے دوستاں گذر بکنید

روزگارم بشُد بہ نادانی

من نکردم شما حذر بکنید

شیخ سعدیؒ

ترجمہ:-

فرشتۂ اجل نے دنیا سے رخصت ہونیکا نقّارہ بجایا۔ اے میری آنکھو، اے میرے دیگر اعضاء ایک دوسرے کو رخصت کرو اور الوداع کہو۔ مجھ نادان پر جس نے دشمن یعنی ابلیس کی ماتحتی میں زندگی گزاری، اے دوستو ذرا نظر تو ڈالو (کیونکہ) میری ساری عمر حماقت۔ بیوقوفی اور نادانی میں گزری، میں نے شیطان کی چالوں سے پرہیز نہیں کیا، لیکن تم تو کرو (اپنے کو ابلیس کے شر سے بچاؤ)

زیوٚن دِوٚپہم الکَس تہٕ مُلکس
خلقس ژھنڈِتھ اُنی ہم دا ے
نا یہِ ہشنز شُراکھ کو یہٕ ژٕہنہم حَلقس
پٔژِھ آس زِ بنے وَنے کیٛاے

مجھے شان و شوکت اور لاڈ پیار سے پالا پوسا گیا چنانچہ میری پرورش کیلئے خصوصی دایہ لائی گئی۔

مگر افسوس بچپنہ ہی میں ناف بُریدگی کے بجائے اُسی چاقو سے ناف کے بدلے میرا گلا ہی کیوں نہ کاٹ گیا۔ کیونکہ میں نے کیا کرنا تھا اور کیا کیا۔ میں حیران ہوں اب کیا کہوں اور کیا جواب دوں۔

بسے نادیدنی ہا دیدہ ام من
مرا اے کاشکے مادر نہ زادے — اقبال رح

آدَم ووپدٕاوُن ژوباوہ
آبہٕ واوہٕ نارٕ تہٕ میٚژی
اَن ہیتھ اوٚرَے فٕٹِتھ آوِہ
دُنیاہ روٗٹُن نالہٕ مٔتی
گُنڈی بیٚلہٕ گُلنَس وَرزِنہٕ واوٕ
یِتیٚ آو نٕتی موٗژی

خداوند کریم نے آدم کو چار عناصر۔ آب و باد و خاک و آتش۔ سے پیدا کیا ساتھ ہی انسان نے اپنی روزی بھی ساتھ لائی۔ پھر بھی اُسنے دنیا کو ہی گلے لگایا اور دنیاوی مال و متاع کا گرویدہ ہوگیا۔

مگر جب بادِ خزاں چلیگی اور اسکا سارا اثاثہ چھین لیا جائیگا۔ جو جو پتے اپنی ٹہنیوں پر جمع کر رکھے تھے ان پتوں کو زمین پر گرایا جائیگا پھر جہاں سے آیا تھا خالی ہاتھ لوٹایا جائیگا۔

اوّل و آخر فنا باطن و ظاہر فنا — نقش کہن ہو کہ نو منزل آخر فنا

اقبالؔ

کنٛدِیوٗ مرٛک گُرٕہن کھسکھ
کنٛدِ یو ہمہِ نتہٕ وَسکھ ناوے
بالہٕ پان راوٕ رَکھ بوٚ جرَس ڈَسکھ
یورِ روٚس اُنِسِ وَتھ کُس ہاوے
یَہٕ وِ یوٚد پکھ توٕ اَدِ لَسکھ
نتہٕ ہَبا کوٚر مُت راوے

گھُڑسواری کیلئے سامان نہ ہو تو موت کا اندیشہ ہے، چپو نہ ہو تو ناو کیسے چلائی جاسکتی ہے۔ جوانی کو گنوایا تو بڑھاپے میں پچھتاوا ہی پچھتاوا ہے۔ گویا اندھا چلتا جا تا رہا اور ہاتھ میں لاٹھی نہیں۔ اسکا نتیجہ ہلاکت کے بغیر اور کیا ہو سکتا ہے۔

ہاں سوچ سمجھ کر سیدھی راہ اختیار کروگے شعور کی بیداری کے ساتھ صراط مستقیم پر چلتے رہوگے تو ابدی حیات پاؤگے نہیں تو سارا کیا کرایا ضایٔع ہو جائے گا۔

ژۄلمنہٕ پیتہٕ وَتھ اَلوٚجاہلس
قنٛدِلیٚس فقل کینتھ کاسہٕ
دوٗر پیوس تتھ مٔنزلس!
کٔلمہٕ کیٚنہہ پوٚرُم نہٕ اِخلاصہٕ

جہالت کے غلاف اور پردے جب موجود ہی رہیں۔ اور ہٹ نہ جائیں تو صفائی قلب کیسے پیدا ہوگی۔

افسوس میں اپنی منزل سے دور ہٹ گیا اور اسکی وجہ صرف یہ کہ میں نے پورے خلوص اور شعور کی بیداری کے ساتھ کلمہ مقدسہ نہیں پڑھا۔

از من بردن نیست منزل گہ من
من بے نصیبم راہے ندیا بم

اقبالؒ

ناداں عَقلہِ نِشے اَبَق
قرآن خاں عَقلہِ نِشے زور
نِماز گُذارن عقلہِ ہندی سَبق
بے نِماز عَقلہِ نِشے سُوز

نادان آدمی عقل کا کورا ہوتا ہے اور اس کے برِعکس قرآنِ پاک کے ساتھ لگاؤ رکھنے والا عقل سے بہرہ مند اور ظفر یافتہ ہوتا ہے۔
نمازی عقل سے سرفراز ہوتا ہے اور تارک الصلوٰۃ عقل کے نور سے محروم ہوتا ہے۔

اَندرٕ خبر یَس واٰژی رُوحس
تَس دوزخہٕ تلہٕ کاسٕک ہَری
یُمی وَند گنڈ بوچھ نِندٕر تہٕ موہَس
سُے بند ژاو سہَس ہَری

جس کی روح بیدار ہوئی اور ضمیر جاگ اٹھا تو گویا
اُس نے دوزخ سے چھٹکارا حاصل کیا اور جس نے بھوک،
نیند، حرص و طمع پر روک لگا دی تو اُسکے سامنے شیر بھی مطیع ہو گئے
کم خور کم خواب و کم گفتار باش
گردِ خود گردندہ چوں پرگار باش

اقبالؔ

یکے از عرصۂ رود بار — بہ پیش آمدم بر پلنگے سوار
چناں ہول زاں حال برمن نشست — کہ ترسیدنم پاۓ رفتن بہ بست
تبسّم کناں دست برلب گرفت — مدار سعدیا آنچہ دیدی شگفت
تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ! — کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

شیخ سعدؔی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-
میں رودبار کے میدان سے گزر رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی مردِ کامل میدان میں شیر پر سوار ہو کر گزر رہا ہے۔ یہ دیکھتے ہی مجھ پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ میں بھاگ بھی نہ سکا۔ مردِ کامل نے بھانپ لیا تو مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا:-

سعدی! تم کیوں یہ حالت دیکھ کر حیران ہوتے ہو؟ یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ بلکہ صرف اتنی سی بات ہے کہ تم خداوند کریم کی نافرمانی مت کرو تو کوئی بھی تمہارے حکم سے روگردانی نہیں کریگا۔

تم اللہ کا ہر حکم مانو تو سب تمہارے حکم کی تعمیل کریں گے۔

شِلُس بوٗے چھِے کستوٗری بَبَرِ ے
دِلہٕ یوٗد گارکھ سٗہ کاںٛچھی صِیام
وُچھُن اِبلیس ڈٕکھ دِس تبَرَ ے
گژھی ناو نیرِتھ مَکَس تام
دوٗر یوٗد روزکھ وضوٗ ئس تہٕ خبرَ ے
اَدِ حِساب آسی نہٕ قیامژ تام

اگر تونے دل کی گہرائی اور پورے خلوص کے ساتھ صیام کی قدر کی تو تیرا دل مشک اذفر کی طرح مہک اُٹھیگا تم شیطان کی جڑ ہی کاٹ دو اور اپنے کو اُس کے شر سے بچاؤ تو مکہ مکرمہ تک تمہاری شہرت پھیلیگی اور تمہیں قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائیگا۔
اگر تو ہر وقت با وضو اور خود آگاہ رہیگا تو تو قیامت تک حساب سے بچ گیا۔ یعنی قبر کی منزل تیرے لئے آسان اور آرام دہ ثابت ہو گی۔

ہۄنِس واسر چھی سٕرہ لارے
برٲرِس گجہِ اَنٛدر سوکھ
ریٚشی خدائے وَنَن گارے
رٮ۪نجہِ ہَبا چھُ دوکھے سوکھ

کُتّے کو راکھ کے ڈھیر پر آرام ملتا ہے اور بلّی چولھے کے اندر گھس کر اپنے کو گرماتی اور آرام پاتی ہے ۔ اسی طرح مست قلندر جنگلوں میں گھوم گھوم کر خدا کو تلاش کرتا رہتا ہے۔ جنگلوں میں گھومنے سے ہی اُسے آرام ملتا ہے۔ عشق جسے جہاں کھینچ لیتا ہے وہاں ہی آرام پاتا ہے۔ اگرچہ ظاہری نگاہوں میں وہ تکلیف ہی ہو۔ لیکن عاشق اُسی دُکھ کو سکھ جانتا ہے ۔

○

زُٹ، پیٹھ بَستہ دُجی
میلی یَہ تہ بڈ مُلہ جی چھے
سوِیمہ گنڈ تس آلوٗدگی ژٔجی
تَس درگاہ وَتھ موکہ جی چھے

گدڑی اور پیوند دار دلق جے ملا اُسے گویا شاہی خلعت حاصل ہوئی۔ پھر اگر اسی پر کفایت کیا۔ اور اپنی فقیری ہی پر مطمئین رہا۔ حرص و آز سے کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلایا یہی وہ خوش نصیب ہے جس کے لئے دربار بلند و قار تک دروازے کھلے ہیں۔ وہی دیدار سے فیضیاب ہو سکتا ہے۔

پانٕے پانَس پاپ نِوارِے
یُس نوٚندٕ ہٕ شُنزَن دوٚپ نَے
دٕ وہِ وَستہٕ چھُے اَپور تُرُن
اَکھ کارُن تہٕ بیٚییہٕ کرِ ییے

اپنے گناہوں سے خود کو بچانا ہی حُسنِ تدبیر ہے۔ پار جانے یعنی نجات پانے کیلئے دو ہی طریقے ہیں ایک علم کا حاصل کرنا اور لگاتار عمل کرتے رہنا۔ علم نافع اور عمل پیہم بس یہی دو وسیلے ہیں یہ ہاتھ آجائیں تو کشتیٔ زندگی پار لگ جائیگی اور نجات حاصل ہوگی۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے   اقبالؔ رح

ہا ہئے ہانگ نارٕ زَن دزَن
گنبدہٕ وَزان وَن وَن کتھ
سوزَن اِشارٕ اَگےٚ بوٗزَن
کوزَن نہٕ بوزان دمامہٕ ہیتھ

نفس کی آگ شعلوں کی طرح بھڑکتی ہے اور ادھر ایک سخت دل اور قسی القلب حق بات سُنتا نہیں کیونکہ نفس نے زیر کر لیا ہے۔

دانا آدمی محض اشاروں ہی سے حق کی بات سمجھ سکتا ہے لیکن نفس پرست بے وقوف کے سامنے اگر ڈھول بھی پیٹا جائے اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر — اقبالؒ

آسہٕ ہَک ہٲے تآٖزی تہٕ شوٗبَک آخرَس
خَر گرِ گوٚنڈُتھ بَرَس ستی
چھکھہٕ نہٕ تآٖزی تہٕ سمکھنِ خرَس
دوہ دِہن راوُرت گرَس ستی

اگر تو دانا ہوتا تو تمہاری وہی قدر کی جاتی ناداں گدھا دروازے ہی پر باندھا جاتا ہے تو دانا ثابت نہیں ہوا اسی لئے تو نے گدھے سے وہ کام نہیں لیا جو چاہیئے تھا۔ تو نے اپنا سارا دن گنوا دیا بس امور خانہ داری نبھاتے ہوئے۔

مطلب یہ کہ دنیا پرست اپنی زندگی مال دنیا سینت سینت کر جمع کرنے میں گزارتا ہے۔ لیکن خدا پرست دانا دنیا کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آخرت طلبی پر لگا رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کی دنیا بھی بنتی ہے اور آخرت بھی۔

چھوہ نین پیوان ژُلِھ شَرمندِی
نَنین گرٕ ژھان اَندی ہاو
یامَت نہٕ واتَن یار ژٕھشدِی
تامتھَن گرٕژھان بژاندِی واو

خالی ہاتھ آدمی شرمندگی کے بغیر اور کچھ پا نہیں سکتا جسمِ عُریان کے لئے ہوا ایک طرف سے آتی ہے اور دوسری طرف سے نکل جاتی ہے یعنی جمع کچھ نہیں رہتا۔ اگر یار مددگار قریب نہ آجائے گویا ہوا نے بنیاد کو ہی کو ہلا کے رکھ دیا مطلب یہ کہ جو شرعی "تکلیفات" کا مکلف نہیں ہوتا اور ریاضت سے پہلو کتراتا ہے وہ خالی ہاتھ اور جسمِ عُریان کے مانند ہے۔ اور ایسے کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔

ہَچِو کَرِ کوٗرُتھ دوٗدرُکٕراہ
آسمانَس کُرٕتھ مٔیٚشرے
اَپارِ پَتہٕ چھیٖ اَرٕ سَراہ
اَپارِ پٔشُن آسی نٔیٚشرے
دِہاکھ وۄف لَبِکنہٕ تھٔراہ
پَرو رۄ ستے لگکھ ٹٔشرے

تو نے بوسیدہ لکڑی پر مٹی کی عمارت اتنی اونچی تعمیر کی گویا آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ جب پار جائیگا وہاں کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا اور تو وہاں کوئی جائے پناہ نہیں پائیگا۔

یعنی دنیاوی عیش کوشیوں میں رہ کر آخرت فراموشی نہ یہاں کا رکھتی ہے نہ وہاں کا۔

ژٕھنگھ اَتھ بوٚڑ چھُے وُلرٕ
کھوٚرکیاہ وایکھ تھوٚکے ہوٚٹ شُوٕ
اُچھی کَن ترُو پرِتھ ترٲوکھ لَراہ
بجائے شبیر کھ نیٚندٕرِ گرٕٹھے

وُلر وسیع وعریض جھیل ہے۔ نہ تمہارا ہاتھ اسکے پار کرنے میں کام آسکتا ہے۔ اور نہ کوئی چپو۔ کیونکہ چپو چلاتے چلاتے بھی تمہارے ہاتھ تھک جائیں گے۔

بہتر یہ ہے کہ آنکھیں بھی بند کرو اور کان بھی اور قبر کو آرام گاہ بنانے کی کوشش کرو۔

لب بہ بند و چشم بند و گوش بند
گر نہ بینی نورِ حق بر من بخند رومیؒ

نٲدِر وَقتہٕ قٲدِر سۄرم
شیطان پھۄرُم وبٕدِے
خوٗنہٕ گوس غرق سوٗنہٕ پیٹرُم
کونگہٕ رنگ دِژام ہَشُدے
پاپو گور نہٕ گردَن ٹُبرم
زآنتھ اُپزٕ کوٗرم کندِے

میں خداوند کریم کی تلاش میں ایک ایسے وقت پر لگ گیا جو میرے لئے کوئی وقت ہی نہ تھا۔ جو خدا جوئی کا اصلی وقت تھا وہ شیطان کیساتھ گزارا اور اُسنے مجھے لوٹ کر رکھدیا۔ میں نے اپنا ہی خون کیا اور کانسی کو زعفرانی رنگ دیکر زعفران کے بھاؤ بیچنے لگا۔

آہ! میری قبر بھی گناہوں سے بھر گئی اور میری گردن بھی گناہوں میں دب گئی اور یہ سب کچھ جان بوجھ کر کیا۔ ثواب و نیک اعمال کو جانتے ہوئے بھی بداعمالی کو اپنا لیا اور اسطرح اپنی آخرت برباد کر ڈالی (اللہ مغفرت کرے)

○

آسہ ییے پۆژھ تہ بۆر تھم ہاوس
آلرِٕھ کۆر تھم گاڑتہ وۆژھو
پرکت مہرنی زُو مہرانہ
نکُت مازان یی میہ گژھو

مہمان بن کر یہاں آیا تھا۔ مگر ساتھ ہی خواہشات اور تمناؤں سے سینہ بھرا ہوا رہا۔ نتیجہ یہ کہ گناہوں پر اس طرح فریفتہ ہوا اور چمٹا رہا۔ گویا گناہ دُلہن اور میری جان دُلہا بن کر آئے تھے۔ اِدھر سے لالچی نفس لذتِ گناہ کی طرف مائل ہو کر ہر دم اور ہر آن گناہوں کا تقاضا کرتا ہے۔ (میں بچوں تو کیسے)

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ
بازمی گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

○

آو سَنگوٚژ کَتھ ژٕ ہنگو
نِتھ بیٚنہاو مُہنگَن داس
زانہاو اَسِہ سوٚنہٕ سُشد سَنگو
وُچھُن ہیٚوت چھُ کَرُھ نٕہ ساس

اے میرے ساتھی! تو کس پر ناز اور فخر کرتا ہے۔ یہ سب کچھ خالی ہے اور وہاں پہنچکر جگہ نچلی صف ملے گی۔ ہمارا خیال تھا کہ یہاں آکر کے سونے کے محل میں پہنچا لیکن جب غور سے دیکھا تو یہ گرد و غبار کے بغیر کچھ بھی نہیں۔

دنیا کیا ہے اک تماشا
چار دن کی جھوٹی آشا
پل میں تولہ پل میں ماشا

جا ترازو ہے کے تول
بابا! من کی آنکھیں کھول

سَمِنہٕ بۄڈ گُر تہٕ ٹٹوٗ
سَمِنہٕ ٹھُل تہٕ ناو
سَمِنہٕ کُتَر تہٕ روپیہٕ وۄڈوٗ
سَمِنہٕ راژہٕ ہونٛزَس کرِکاو

ابلق اور تیز رو گھوڑا اور گدھا دونوں برابر سرابر نہیں ہو سکتے۔ لکڑی کا بنا ہوا ٹب اور کشتی ایک ہی جیسے نہیں ہو سکتے۔ ٹھیکری اور چاندی کا زیور ایک نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح راج ہنس کے پہلو میں کوا زیب نہیں دیتا۔

قلب پہلوی زند باز ربہ شب
انتظارِ روزمی دا دو ذیب رومی

سوزن سبہ بتہٕ چھنہٕ پوشان
کوزن ڈیو نٹھم مینتھ ماز پھلاو
پاز ڈینٹھم گھٹتھ کنن کشان
رازہٕ ہونزس ڈیونٹھم شرپان کاو

داناؤں کا یہ حال ہے کہ روٹی بھی برابر نہیں ملتی اور اوباشوں اور کمینوں کو طرح طرح کی اور قسم قسم کی ضیافتیں میسّر ہیں۔ باز بیچارہ کہیں گمنامی کے گوشے میں جا چھپا ہے۔ زمانے کی ناقدری دیکھ کر دامن سمیٹے ہوئے بیٹھا ہے۔ حیرت یہ ہے کہ راج ہنس کو امام بنا ہوا ہے۔ یعنی اندھے، گونگے اور بہرے زمام حکومت سنبھالے ہوئے ہیں اور باضمیر و غیرت مند داناکوزں میں دبے ہوئے ہیں۔

اسپِ تازی شدہ مجروح بزیرِ پالاں
طوقِ زریں در گردنِ خر می بینم "قاآنی"

رہ و رسمِ فرمانروایاں شناسم ❊ خراں بر سرِ بام یوسف بہ چاہے بدرحِ اقبالِ

آسہِ چھنِس ٹھَٹھ تہٕ بُرٕ ژھَس گو بہر
آسہِ طوطہٕ کوٗل تہٕ کاوُس گانٹھ
آسہِ فرِستَس تھَزرٕ پھَل لَنجہِ گو بہر
آسہِ پآزوَتَن تہٕ پا تھَلی گانٹھ

ناداں تہی دست شیخی بگھارتا اور لاف زنی کرتا ہوگا۔
اور دانا سنجیدہ انسان چپ سادھے ہوئے ہوگا۔
سفیدے کا بے ثمر درخت خوب اونچا اور قدآور ہوگا
لیکن پُرمیوہ ٹہنیاں زمین کی طرف جھکتی ہوں گی۔ شاہین
جنگلوں میں چھپا ہوگا۔ اور چیل ہر جگہ دوڑ دھوپ کرتی ہوگی۔
زمانے کی گردش کا یہ حال ہوگا کہ
ع بے تمیز ارجمند عاقلاں خوار

ویٚژُم نَتہٕ وازُم پوٗرُم نَتہٕ پوٚلُم
کیٚتھ سُرو نہٕ دوٗلُم گوٚت شالُ
یہِ پَرَس پوٚرنم تہِ پانَس پوٚلُم
تَمِیٚ گوم مولُوم زینم ہالُ

اگر کوئی بات مزرِع نے پسند نہ کی لیکن حق بات
ہونے کے ناطے میں نے اپنے مزرِع کو اس کے قبول کرنے
پر آمادہ کیا۔
جو کچھ میں نے اوروں کے سامنے کیا اور جس کی میں نے

تبلیغ کی اُس پر میں نے خود عمل کیا۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ میری مُہم کامیاب رہی اور میری زندگی پھل لائی۔ ورنہ عام طور واعظوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ:

ترکِ دنیا بہ مردم آموزند
سیم و غلّہ بہ خود اندوزند

لوگوں سے کہتے ہیں کہ دنیا فانی ہے اس کو چھوڑ دو اس کے پیچھے مت دوڑو۔ لیکن خود اپنے لئے پیسے پر پیسہ جوڑتے ہیں اور دولت و غلّہ کا انبار لگاتے ہیں یہ سب لوگ حقیقتاً گھاٹے میں ہیں۔ جس نے کہا اور پھر کیا وہی کامیاب ہوا۔

ژِیوٗنم گیوٗنمُ، ژھنڈم گوٗرُم
پٔرکژِ ویہہ اوٚہوٗرُم منے
دُھلی دو لبَسُ نفسہِ پَنُنُ موٗرُم
کار اوٚہوٗرُم سوٗرُم دٲیتے

میں نے پہچانا، پھر تپسیا کی۔ اس کی تلاش میں لگ گیا۔ من میں ڈوب کر محبوب کو ڈھونڈھنے لگا۔ پھر اپنے نفس امارہ کو مار کر اس کے شر سے اپنے کو بچایا۔ اور اس طرح خدا کی جستجو کرنے لگا۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سُراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا اپنا تو بن
من کی دولت من کی دولت عشق و مستی جذب و شوق
تن کی دولت تن کی دولت سود و سودا مکر و فن
من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو جاتی ہی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے آتا ہے دھن، جاتا ہے دھن اقبالؔ

○

شوٗ چھے زال وٗھراوِتھ
ژٔرِ ییٚ چھے مرُن ترُن کَتھ
زِندٕ نے مرکھ نہٕ اَدٕ کیشاہ مرک
پانٕ مَنٛزٕ پان گَڈٕ ژاٰرِتھ کَتھ

خداوندکریم نے ہرجگہ اپنی قدرت کو آشکارا فرمایا ہے اور
اس کی گرفت سے تم کہیں باہر نہیں جا سکتے ہو۔
اگر تو نے جیتے جی دنیاوی غلط خواہشات اور شیطانی
لذّات سے ہاتھ نہیں اٹھایا پھر تمہاری موت بھی کون سی موت ہوگی
یعنی جس طرح آدمی موت کے بعد ہر خواہش و لذّت سے جبراً
ہاتھ اُٹھاتا ہے۔ اسی طرح تم زندگی ہی میں اپنے اوپر یہی
کیفیت طاری کرو۔ یہی ہوتا ہے زندگی میں ہی مرنا۔
مُوتُوا قبلَ اَنْ تَموتُوا حتیٰ لا تموتوا ابداً

ژٕرٲہ پێتیس کوٗنہٕ سَنٛزٲرِجن
منصوٗرَ کاکس اوٚنا بن گیٚیَ
شانتہِ ہنٛز کرٛیہِ مولہِ تَلہٕ واٲرِجن
اٚندرِم خَبَر نێبَر کٕتھ پێیِیَ

محض ایک چنگاری کے پڑنے سے (منصور) آپے سے باہر ہوگیا۔ اور سب راز فاش کر ڈالا، حدود کو توڑ ڈالا اور عبادت جو من کی شانتی کے لئے کی جاتی ہے اس کے برعکس منصور کے من میں اُبال آیا اور اندر کی باتیں مستی میں باہر پھینکدیں۔ اور سرِّ آدم کو بے پردہ کر دیا۔

زِیوُن گوٚرتَم کَیٛاہ تام وِعدٕ
پیوُن ٹیٚوتَم آتھٕ خَط
کَموِان کَموِان لوٗسِم پاد
متیہ زَن ژٲنِم اِدٕ مالہِ کَتھ

پیدا ہوتے وقت مجھ سے کچھ اور وعدہ کیا گیا تھا ہوش سنبھالا تو سب کچھ بھول گیا۔ رات دن دنیا بسانے کیلئے محنت کی اور خوب کماتا رہا۔ لیکن وقتِ آخر پر میں نے محسوس کیا کہ کرنا کیا تھا اور کیا کیا۔

یعنی آیا تھا بندگی رب کیلئے لیکن بالغ ہوا اِدھر اُدھر نظر دوڑائی تو اصل فرض کی ادائیگی کے بجائے دنیا کمانے کی طرف لگ گیا۔
افسوس اب اپنی منزل سے آگاہ ہوا لیکن
اب پچھتاوے کیا ہووت جب چڑیا چگ گئی کھیت۔

عارفن عاشقن شوٗباہ لاجن
اندرِم آوازٕ نیبر کٔنِتھ پیتیٖے
شرعکس سۆتھ کِس سِیراہ وٲلِجن
اد کیشاہ خٲرِ کھ خبر گیتیٖے

منصور نے عارفوں عاشقوں کو کیا زینت بخشی، اندر کی آواز جو باہر نکال کر راز فاش کر ڈالا۔ اس طرح اس بندۂ خدا نے شریعت کی تعمیر کی اینٹ ہی گرادی اب ایسی ذات سے خیر کی کونسی اُمید رکھی جا سکتی ہے۔

یعنی دو جہاں کی بھلائی صرف اس میں ہے کہ شریعت کی پابندی کی جائے کسی بھی بہانے شرعی حدود کو جس نے توڑ ڈالا اُس نے خیر اور بھلائی کے دروازے بند کئے۔

خلافِ پیغمبرؐ کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
شیخ سعدیؒ

ماشوقَن ییٚلہِ درشُن ہووُن
دَرشُن دیوُن منصوٗرَس
شوقُک شراب سُ ییٚلہِ چوُن
قتٕل کٔروُن زَن ژٔورَس

جب محبوب نے درشن دیا تو منصور پر بھی جلوہ ریزی کی۔ جس سے اس کی شراب عشق دو آتشہ ہو گئی اور بیچارہ آپے سے باہر ہو گیا۔ نتیجہ یہ کہ منصور راز فاش کرنے لگا یہاں تک کہ بیچارے کو تختۂ دار پر لٹکایا گیا اور قتل ہوا۔

دُریاو پیٹھ ییلہِ موجاہو وُن
لال تہ رتَن پآراوِن دوژھنے
عِشق آس تیر سُتیلہِ ویتہ روُوُن
محبوب پرژوُن توّت کُس گژھے

دریائے معرفت کی لہریں جب نظر آئیں تو اس پر لعل وگوہر نچھاور کر دیئے۔ عشق نے تیر چلائے تو عاشق نے اُن کو سینہ میں جگہ دی اور سکون حاصل کیا اور محبوب کی تلاش میں نکلا۔ لیکن بارگاہ حبیبؐ تک رسائی کون کر سکتا ہے۔

عشق کی دنیا میں فراق وصال سے بدرجہا بہتر ہے
فراق اکسیر ہے آزارۂ کوئے محبّت کو
مری آتش کو بھڑکاتی ہے تیری دیر پیوندی
اقبالؒ

گونگہٕ کستوٗرِ تَن چھلہٕ ناوِن
مَن مناوُن تمہِ دار رَسے
عاشقن تہٕ عارفن وَنتھاہ ہاوِن
کَتھاہ نَتھاوِن سَمسار رَسے

عشق نے صاحبِ عشق کے تن و من کو صاف اور پاک کر ڈالا اور میدان میں اُتارا۔
من بھی پاک تن بھی پاک اچھے او صاف لیکر منصور میدان عشق میں اُترا تو ایسا طریقہ اختیار کیا جو زمانہ میں ہمیشہ کے لئے بطور یادگار رہا۔
بنا کردند خوش رسمے بہ خاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کُند ایں عاشقانِ پاک طینت را

دارَس لۆدُک کوٚنہٕ سَنہٕ موٚدو
نارَس لویُگ دود موٚ
عآرِی فوٚتہٕ عاشقو توٚے وُدُو
اَدٕ کیاہ خآرٕکھ خبَر گیٚییِ

منصور کو تختۂ دار پر لٹکایا گیا۔ لیکن پھانسی پر چڑھ کر بھی زندہ ہی رہا اور مرا نہیں۔ پھر آگ میں ڈالدیا گیا وہاں بھی جلا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ منصور کے حالات پر عارفین اور عشاق قائم کرتے اور روتے رہے۔ یہ بہر حال منصور ہی کی عظیم شخصیت تھی جو ہمیشہ کے لئے زندہ رہی۔ اور حیاتِ ابدی پا گئی

نمیرد ہرگز آنکہ دِلش زندہ شد ز عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

نظیری

شِکوۂ اِبلیس

○

وۆدِ اِبلیسَن ژۆکھ لۆگم دۆرَس
سبٹھا کَرے مَس عبادَت
کَمۍ پۆو دورِ سہ میۍ تہٕ منصوٗرَس
تَس تہٕ میۍ آس اَکے کَتھ

ابلیس نے رویا اور کہنے لگا: افسوس فراق نے مجھے پارہ پارہ کر دیا۔ حالانکہ میں نے خوب عبادت کی تھی۔ افسوس مجھ میں اور منصور میں کس نے جدائی کی حالانکہ ہم دونوں کا نعرہ ایک ہی تھا اور آواز ایک تھی۔

ابلیس کو بھی خودی نے سرِ نیاز کسی دوسرے کے سامنے جھکانے نہ دیا اور منصور نے بھی اسی خودی کا اعلان ان کا نعرہ لگا کر کیا۔

تسَ گونیرِتھ انّٰ منصوٗرَس
شاباش کوٚرنس چھےٚ رحمَت
مےٚ بہِ چھُم ژھیپہِ زَن دیاوان ژوٚرس
"مرِدوٗدٕ میانِس پیٚٹھ لعنَت"

منصور نے بھی اَنّا کہا اور اپنی خودی کا اظہار کیا۔ لیکن
اُس پر کوئی بھی لعنت نہیں بھیجتا بلکہ رحمت کی دعائیں دی جاتی ہیں،
مگر افسوس مجھے (یعنی ابلیس کو) ذلیل ڈاکو کیطرح گھماتا اور
چوری چوری نچاتا اور کہتا رہتا ہے۔ "ابلیس تم پر لعنت ہو۔"
حالانکہ دونوں نے خودی کا اظہار کیا
اللہ نے ابلیس سے فرمایا:
عليكَ لعنتی الیٰ یوم الدّین
"ابلیس تم پر قیامت تک لعنت ہے۔"
تکبّر عزازیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد — حضرت عطارؒ

بہٕ اوسُس واقف تہٕندِس سِرس
مولوٗم آسم سوٗ حقیقت
تَمی بیٚلہِ لوٗدنَم بہٕ کیٚتیٚتھ لوٗرُس
اَتھ مانَن زانَن اہلِ معرفت

میں اس کے راز سے واقف تھا اور میں ساری حقیقت جانتا تھا (یعنی آدم کی پیدائش کی حقیقت سے میں چونکہ آگاہ تھا یہی وجہ ہے میں نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔

بہر حال جب اُس نے (خدائے تعالیٰ نے) میرے لئے یہی مناسب جانا تو میری کیا طاقت ہے کہ اسکی مشیت میں دخل دوں اور اپنی تقدیر بدل ڈالوں۔ ابلیس کہتا ہے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں جاننے والے اور اصحاب بصیرت و معرفت ہی اس کی حقیقت کو جان سکتے اور سمجھ سکتے ہیں

سرَس گری زِنہٖ واشس واشے
آدٕ کڈٕنے پاشے ناو
غریبَس گرٛھان دوہ ناشے
پٔیتھ تھوَان چھےِ راشی ناو
یُمی گری تس پَتھ دوہ ناشے
تس تمیٚ لوگے آشی ناو

خبردار کبھی راز فاش نہ کرنا ورنہ تمہاری خیر نہیں۔ غریب کسان بیچارے کا دن ہی برباد ہوتا ہے کیونکہ فصل کے پکتے ہی لگان وصول کرنے والا حاضر ہو جاتا ہے اور سب کچھ چھین لیتا ہے۔

ہاں جس نے اُس ایک کے ساتھ اپنے لمحاتِ حیات گزار دیئے اُس کی پذیرائی بھی اپنے فضل و کرم سے آقا نے کی۔

سَہ مَنشہِ کھورِ زَن دِژِم لَتھاہ
دِلو گُنہِ اونت لَبہِ مَا
دِتُم نہ بوچھِ بزرُن منَس نہ پھاہ
یّیتہِ یڑونٹھ دِتُم نہ تتہِ کیشاہ

دریائے معرفت کی گہرائی اور تہہ تک پہنچ جانے کی کوشش کی لیکن کچھ نہ پایا۔
میں نے نہ کبھی گرسنگی اور کم خوری کو اپنا شیوہ بنایا اور نہ دل کی طرف کوئی توجہ کی۔ اس لئے جب یہاں کچھ نہ پایا تو وہاں کیا پا سکیں گے۔

گَتھَن سیٖوٕ کَرٕیَم صاحبَس
وُچھتھ خامیَس میٚیہ کوٚت ژٕلو
بانگ بوٗزم صُبحَس تہٕ شامَس
سوے بوٗزِتھ پوٚک کُس ہوٚلو

میں نے باتوں سے ہی خدمت گزاری کرنا چاہی لیکن میری عملی خامیوں کو دیکھ کر وہ مجھ سے بھاگ گیا۔
میں نے صبح و شام اذان سنی۔ لیکن اذان سنکر بھی مسجد کے بجائے دوسرا راستہ اختیار کیا اور غلط راہ چل پڑا۔
(یعنی زبانی زبانی اپنے کو بندۂ خدا کہنے اور عاشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جتلانے سے وہ فائدہ اور وہ ثواب حاصل نہیں ہو سکتا جو عملاً اس کا ثبوت پیش کرنے کیلئے خدائے قدیر نے مقرر فرمایا ہے۔

ڈمِ پٍری مِتھ لاگن کلان
تمَن اِبلیس رَلان آسی

توبہٕ چھ دَوا توٗے چھِ بلان
توبہٕ رٕوستے ڈلان آسی

یک لگہِ آخر چاک گرٕھ پلَن
عالمَن رٗوح پٔرزلان آسی

گاہ گاہ پڑھے لکھے لوگ بھی دین کی بات سنانے سے گریز کرتے اور گونگے بن جاتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے ساتھ ابلیس نے یارانہ گانٹھ لیا ہے۔

توبہ ایک ایسی دوا ہے جس سے ہر مرض کافور ہو جاتا ہے توبہ نہ کرنے والا صراطِ مستقیم ہی سے ہٹ گیا اور گر گیا۔

جب ایسا ساز اور ہولناک آواز سنوائی جائیگی یعنی روزِ قیامت اُس وقت صرف علماء با عمل ہی نورانی ہونگے۔

اَہِل ہیّنشِہ مُسلمانے
تانہٕ ہیکھ نَتہٕ گیشانہٕ
کرٕیہِ یوّد کرٕکھ بالہٕ پانے
تی پکزِی یتّیمہِ پنہتھانہٕ
دٕرٕ لو روزہٕ بتّیہِ رمضان
توٕ برٕ وَسیٔ خدا ئے

اے ہند و مسلم! تبا تو کیا چاہتا ہے۔ رُسوا ہونا یا عبادت گزار بن کر سرخرو ہونا۔؟ دیکھو بچپنے اور جوانی ہی سے ریاضت کش اور عابد و زاہد بن جاؤ۔ یہی سرمایہ تمہارے کام آئے گا۔ رمضان شریف کی قدر کرتے رہو، روزے رکھا کرو۔ پھر خدا تم پر مہربان ہوگا۔

پرس کھین کرکھ توشانہٕ
توٗ گرسن نو گرٛھی زِیانہٕ
حِساب ہینٛنے، روز دھیانہٕ
اَصل ہینٛدِ مسلمانہٕ

دوسروں کو کھلاتے جاؤ اور خوش ہو جاؤ۔ کیونکہ دوسروں کو خوش دلی سے کھلانے پلانے سے تمہارا کچھ نقصان یا کم نہ ہو جائیگا۔ (مہمان اپنا رزق اپنے ساتھ ہی لاتا ہے اور یہ میزبان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے)
(حدیث شریف)

یاد رکھ لے! حساب کے دن کو۔ حب دانے دانے کا حساب لیا جائیگا۔

تَتہٕ کیشاہ دِیہَس نیانہٕ
اَکھ کرٛیہِ موگُرِتھ سَمانہٕ
چھوٚن سُوَرگَرِی یِم پنتھانہٕ
اَصَل ہیٚشرِ مُسلمانہٕ

اے ہندو مسلم! تو وہاں کیا جواب دیگا جبکہ تو نے ایک عبادت بھی حضورِ قلب اور ذوق و شوق سے نہ کی۔

یاد رکھ لے۔ حساب کا دن ایسا سخت دن ہوگا جو ہڈیوں کو بھی چور چور کر کے رکھدیگا۔

(اس لئے اُس دن کی تیاری آج ہی سے کر لے)

مُچھے کیٛاہ وۄبرن پائے
اَبہٕ، اَمہٕ نتہِ مو پَٲنٛزاہٕ
بٔروٚنہہ کوٚہٕ لوٚگے تاہٕ
اَصٕل ہیٚنٛدِ مُسلماہٕ

اے مسلم و غیر مسلم! تمہیں نجات کی کونسی صورت میسر ہوگی کیسے تو نجات پائے گا۔ کیونکہ جانا ایک ایسی منزل کیطرف ہے جہاں نہ باپ کام آسکتا ہے نہ ماں (ہر ایک اپنی اپنی فکر میں لگا ہوگا ــــ القرآن) نتیجہ یہ ہوگا اگر تمہارے ساتھ نیک اعمال نہ ہونگے تو وہاں فرشتگانِ عذاب سے طعنے ہی سننے پڑیں گے۔

(اسلئے عذاب اور طعنوں سے بچنے کیلئے نیکیوں کا سرمایہ جمع کرو۔)

بوڑِتھ کٔرِتھ گٔرِتھ نہٕ ہیکانہٕ
پَتہٕ نوٗنٛدِ کیٛشاہ دَمہٕ دِیانہٕ
سُلِہ کونہٕ کوٗرُتھ گیٛشانہٕ
اَصل ہیٛنٛدِ مُسلمانہٕ

افسوس بڑھاپے میں کوئی عبادت ہو نہیں سکتی کیونکہ بندگی کی طاقت اور سکت ہی ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ اے دانا آدمی۔ پھر کیوں تو جوانی ہی میں ریاضت نہیں کرتا ان خالی خولی لاف زنیوں سے کیا فائدہ۔!

تو نے پہلے ہی یہ کیوں نہ بھانپ لیا کہ کرنا کیا ہے اور جانا کہاں ہے۔

اے ہندو، مسلم! ذرا پہلے ہی سے خدا جوئی کیطرف آجاؤ اور بندگی میں لگ جاؤ۔

○

کر بَندَن توشہِ خدایے
کر بَندَن توشہِ خدایے
ؤشتَرَن میانہِ وَندَن
بُسرِ تھ پیٹھو ہا دِیے
تاری مُٹھِ اَندَن
کر بَندَن توشہِ خدایے

خداوند کریم اپنے بندوں کی طرف کب توجّہ فرمائیگا۔ منہ میں میرے دانت بھی کمزور ہو گئے اور دشمنوں کیطرح الگ ہونے لگے۔ اسی طرح جبڑے بھی جواب دینے لگے۔ اب منتظر ہوں کہ خداوند کریم کس وقت اور کس گھڑی بندوں کی طرف فضل و کرم سے توجہ فرمائے گا۔

حَضرتِ رُمہٕ رٛشی سِمس رحؒ
تِمؠ جنتس آرٛزَن جاییے
تِتھٕن رحمَت رٕ شن
گرَ بنَدن تۄشہِ خداییے

حضرت رُمہ ریشی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ریاضت سے جنّت میں جگہ پکڑ لی ـــــ ایسے خدا پرست اور فقیر منش پاکبازوں پر خداوند کریم کی رحمت جاری ہے۔

اب خداوند کریم اپنے بندوں کو کب فضل وکرم سے نوازے گا۔

گُذرِاو تۄژوُر وقت پێشین
تۆ جَنتَس دِنیو جاییے
وُنی وَنتھ نۆندۍ رێشَن
کَر بَنَدَن تۆشِہ خدایے

چار وقت کی نماز اور نمازِ ظہر (یعنی پنجگانہ)
ادا کرتے رہو تو یقیناً تمہاری جگہ جنّت میں ہوگی۔
یہی ایک خاص اور کہنے پھر یاد رکھنے کے لائق بات
ہے جو نندِ ریشی (حضرت شیخ نورالدین نورانی رحمتہ اللہ علیہ) نے
بیان فرمائی۔
آہ! خداوند کریم کب اپنے بندوں پر نظرِ رحمت
فرمائے گا۔

اُکۍ ہِے مألۍ تہٕ ماجہِ ہِنٛدۍ بن
تِمَن دُوِی تھوٚتھ کیٚشا ییے
مُسلمانن کیٚو ہیٚنٛدن
کرِ بَنٛدَن توٗشہِ خدا ییے

ایک ہی ماں باپ کی اولاد لیکن پھر بھی آپ [illegible] ہے
سے بیگانگی ؟ یہ مسلمان اور یہ ہندو ایک ہی آدم [illegible]
اولاد، تو یہ بیر کیوں۔ آہ! خداوند کریم اپنے بندوں
کی طرف کب توجہ فرمائے گا۔

یا ایھا الناس اِنا خلقنکُم مِن ذکرٍ و اُنثیٰ!
اے دنیا کے لوگو! تم کو ایک ہی مرد اور عورت یعنی آدم
و حوا سے ہم نے پیدا کیا۔ (القرآن)

○

وَسیم عِزرایل دِیاوِم چھونگتو،
گُڈِتھ نیمَہ ٹاٹھ زوٗآہی
ہَرَدم صاۓ جبس مِہراہ مَنگتو
شوبنگہ پَرتو رَحم یااِلاہی

حضرت عزرائیل فرشتۂ اجل آئیگا تو اضطراب
و بیقراری لاحق ہوگی اور وہ تڑپائیگا۔ یہاں تک کہ
پیاری جان نکال دے گا۔

اے مخاطب! ہردم اور ہر وقت اللہ پاک سے رحم و عفو کی درخواست کرو اور فجر سے پہلے "رحم یا الٰہی" کا ورد کرتے رہو۔

وَبِالاَسحَارِ هُم يَستَغفِرُونَ

(القرآن)

(اللہ کے نیک بندے) سحر کے وقت اللہ پاک سے مغفرت مانگتے ہیں۔

ز اشکِ سحر گاہی زندگی را برگ و ساز آور
شود کشتِ تو ویران تا نہ ریزی دانہ پے در پے

اقبالؒ

صبح کی گریہ وزاری سے اپنی زندگی کے لئے سرمایہ جمع کرتے جاؤ ورنہ تمہارے دل کی زمین ویران و سنسان پڑے گی۔ اگر اس میں مسلسل اور لگاتار دانۂ اشک بوتے نہ جاؤ گے۔

نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبحگاہی
اماں شاید ملے اللہ ہو میں

اقبالؒ

نیٚن ییٚلہِ پتہٕ لُکھ رَنگن تو
کیٚنٛہہ رِونہٕ کیٚنٛہہ کرَن دادخاہی
ترٛاوِتھ یِن تتہِ جاے ییٚتہِ تنگتو
شوبنگہِ پَرنَو رحم یا اِلاٰہی

جب قبرستان کی طرف لیا جائیگا تو لوگ اپنے جذبات کا اظہار کریں گے کچھ لوگ زار زار روئینگے اور کچھ نالہ و فریاد کرتے رہیں گے۔ بالآخر سب مل کر وہاں چھوڑ آئیں گے جہاں جگہ تنگ ہو گی۔ دوڑ دھوپ سب ختم ہو جائے گی۔

اس لئے علی الصباح اللہ پاک کے دربار میں رحم وکرم کی درخواست کرتے ہوئے پکارتے جاؤ۔۔۔

"اے اللہ! ہم پر رحم فرما۔"

نٟکیرٕ تہٕ مُنکَر وَسَن گنگتو
نارٕ دۄ نبۄ سہٕ دِزَم فرآہی
خرخش بیۄل کرن ووٚلنگتو
شوبنگہِ پرٕ تور رحم یا الٰہی

نکیریں قبر میں پہنچ جائیں گے اور (گنہگار ہونے کی صورت میں) آگ کے گرزوں سے زدوکوب کریں گے اور مار مار کر کچومرکس نکال دیں گے۔ (استغفراللہ کیسی کٹھن گھڑی ہوگی وہ۔)

صبح تڑکے فریاد کرتے جاؤ
اے ہمارے آقا! ہم پر رحم فرما

وَسَن جواب سَرآئِز لگہٕ ڈنگتو
کیاہ کرِ گونا ہ گار چھُس روسیاہی
گُنی ہیے بیترُن دِ نَم درنگتو
شو بنگہِ پَر تو رَحم یا اِلٰہی

جواب لینے کیلئے جب نکیرین آئیں گے تو گویا
رات کا اندھیرا چھا جائیگا۔ افسوس گنہگار ہونے
کی وجہ سے روسیاہی کے بغیر اور کیا حاصل ہوگا۔
اکیلا ہی جواب دہی اور عذابِ سخت کا سامنا کرنا ہوگا
آہ! صبح صبح پکارتے رہو

اے رب رحم فرما۔! اے رب رحم فرما۔!

پاپ ہتہ پُنِی تولَن پارِ سنگتو
کِتھِ زانہٕ کورکُن گرِٹھ ہُرِہ راٰہی
دِنَم جنّت کینہٕ نارِہ زالنم گُنگتو
شوبنگہِ یَرِ تورَحَم یا اِلٰہی

ثواب وگناہ کو تولا جائے گا۔ اب کون جانتا ہے کہ کونسا پلڑا بھاری ہوگا۔ اور کس طرف کمی اور کس طرف بیشی ہوگی۔ کیا جنّت میں لیا جائے گا یا جہنّم میں جلایا جائیگا۔ یہ کون جانتا ہے۔ (آہ بچنے کی ایک ہی سبیل ہے) صبح سویرے فریاد کرتے جاؤ۔ گڑگڑاتے اور روتے جاؤ۔

آقا! رحم فرما۔ آقا رحم فرما۔

نِن پُلہِ صراطس رۆز نم پہٕ زنگتو
کیاہ تَرِ اوٚن، روٚن، لنگاہی
تَتہِ گوٚرُم نہٕ تلاش درنگتو
شوبنگہِ پَر تور حَم یا الٰہی

پُلِ صراط پر سے گزرنے کو کہا جائیگا مگر ٹانگیں کہاں ساتھ دیں گی۔ بھلا اندھا، لنگڑا وہاں سے کیسے گزرسکتا ہے؟ میں نے دنیا ہی میں جب اس کٹھن وقت کیلئے کچھ بھی تلاش نہ کیا تو یہاں قبر میں اور آخرت میں کیا اور کیسے منزلیں طے کرسکوں گا۔

(بس بچنے کی ایک ہی صورت ہے)
پو پھٹنے سے پہلے فریاد کرتے رہنا
یا اللہ رحم فرما! یا اللہ رحم فرما!

ہاوِ ییلہِ دیدار کاسہِ زنگتو
کُلمہ تمجید دِیہِ تنتہِ گواہی
نوّندیؔ عرض تھوواز شبر نگ نو
شوبنگہِ پرتو رحم یا الٰہی

جب دیدار سے فیضیاب کریگا تو تمام آلودگیاں خود بخود کافور ہو جائیں گی :۔ اور کلمۂ تمجید آگے بڑھکر گواہی دے گا اور مغفرت کرائیگا۔ یعنی زندگی بھر خدائے بزرگ و برتر پر ایمان اور اس کی بزرگی کا اقرار گواہی دیگا اور ھم چھوٹ جائیں گے۔

"نوّندی" یعنی حضرت شیخ نورالدین نورانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک حقیقت پیش فرمائی اور اسکا خلاصہ یہی ہے کہ علی الصباح فریاد کرتا جا؛ یا اللہ رحم فرما! یا اللہ رحم فرما!۔

کوٚنگ چُھے گاسہٕ زمین سوناہ
بنٕد جَنّت ہٕے گرٛھی کرٕیرِ کرٕ
سوٚرگس بَرٕپُٹ ورٕزِتھ توٚ باہ
سُہ ہَبا سوٚرگہٕ گُکے گاشُر
بُرگن سارِ نٕے لیٚکھِتھ کُلماہ
لَنجہٕ چھَس سوٚمہِ گوٚڑس زَر
موٗلَن تَل چھُس ناگرادٕ اہ
صادِ تَتھ نابَد قَنٕد شَکَر

بندٕہ یوٚد کرِ٘ہ ہٕشد چھےٚ مُراداہ
دوہ کھوتہٕ دوہ رِیاضَت کر
لال یاقوُت زمُردٕ کِنارا
تَتہِ چھےٚ کنبو کَنہٕ گوھَر
بیٚہہَ ناوِ بندَن گوناہ گوناہ
کرٛاو یِتھ لَعلَن ہِشدی اَنبَر
گرٛہ بٔشن بگی آسن داناہ
درٛشن ہاویِتھ کاسِکھ زَر

بجنّت کی گھاس ایسی خوشبودار اور جاذب نظر
ہے گویا زعفران زار ہے۔

اے اللہ کے بندے اگر تو ایسی خوبصورت جنّت میں جانا چاہتا ہے تو عبادت کرتے جاؤ اور ریاضت سے کام لو۔

جنّت کا دروازہ ہر گناہ سے توبہ کرنا ہے۔ گناہوں، شرک وبدعت سے واپس آجاؤ۔ تو یاد رکھ لے یہی عمل جنّت کا نور ہے۔

جنّت کے پتّے پتّے پر کلمۂ اطہر لکھا ہوا ہے وہاں کے درختوں کے پتّے ایک ہی سائز کے اور نہایت ہی خوب صورت ہیں (اور ان درختوں کے تنے سنہری ہیں۔ گویا یہ سونے کے بنے ہوئے ہیں۔ درختوں کی جڑوں سے صاف وشفاف پانی پھوٹ پڑتا ہے اور یہ پانی مزے میں نبات اور کھانڈ کی طرح بہت ہی میٹھا ہے۔

اللہ کے بندے! اگر تمہارے اندر بندگی کا جذبہ موجود ہے تو روز بروز زیادہ سے زیادہ ریاضت اور عبادت کرتے جاؤ (کیونکہ جنّت تک پہونچنے کا یہی ایک راستہ ہے)۔

اس جنّت میں جو نہریں بہتی ہیں اِن کے کنارے

اور ساحل یاقوت، زمرد اور لعل کے ہیں جو جگمگ جگمگ کرتے ہیں۔

جنّت میں کوئی پتھر نہیں وہاں پتھر کے بدلے گوہر اور موتی ہیں۔ جن سے پتھروں کا کام لیا جاتا ہے

جنّت میں خداوند کریم اپنے محبوب بندوں کو اپنے اپنے درجہ کے مطابق جاں گزیں کریگا۔ یعنی ریاضت و عبادت کے حساب سے جنتیوں کو درجے دئیے جائینگے اور پھر وہ خوش نصیب اپنی اپنی نشست سنبھالینگے اسکے بعد اُن پر لعل و جواہر نچھاور کئے جائیں گے۔

یہ سب کچھ ہونے کے باوجود جنتی لوگ صرف دیدارِ خداوندی کیلئے مضطرب ہوں گے کیونکہ یہ دانا پاکباز یہاں بھی اُسی کی رضا کے لئے عبادت کرتے رہے اور وہاں بھی اُسی کے دیدار کے طالب ہوں گے۔ تو پھر خداوند کریم ان نیکوکاروں کی یہ آرزو بھی پوری کریگا اور اپنے دیدار سے سرفراز فرمائیگا۔

(نوٹ:۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی لوگ دیدارِ خدا ہی سے سکون و آرام پائینگے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہاں

سب جنتی ایک ساتھ دیدارِ مولیٰ سے ہوں گے؟
تو یہ کس طرح ۔ ؟

فرمایا کیا تم لوگوں کو ایک ساتھ چاند دیکھنے میں
دقت ہوتی ہے؟

عرض کیا نہیں یا رسول اللہؐ! فرمایا یہی حال
وہاں بھی دیدارِ مولیٰ کا ہوگا۔

اَشبرِ تھ سیٚندِ نھکی آغور
حرام خورتتہِ کشاہ کھٹییَ
فَربیٚہہ زُوگرژھی لاغور
ژ بیٚہ پرٛاآرِتھ گور چھپییَ

اگر تمہارے پاس دھن دولت کے انبار بھی موجود ہوں آخر کار وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ حرام خوری کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ مال بھی ختم ہوا مگر گناہ موجود ہے اس لئے ایسے آدمی کے حق میں وہاں دوسری دنیا میں کچھ بھی نہیں۔

جس بدن کو حرام دولت اور حرام کی کمائی سے پالا پوسا اور موٹا بنایا وہ وہاں پہنچکر دُبلا پتلا ہو کے رہ جائیگا۔ تو تیرے بچنے کا یہی ایک راستہ ہے کہ مُرشدِ باشریعت کی پیروی اختیار کرے

اندریں عالم نیرزی ما نھسے ★ تا نیاو یزی بہ زمانِ کسے
اقبال

آدنہٖ ترگ ژٹُن چھُے مور
اَدٕ یہِ گُر لاگم ہیٚیَے
دوز خسَ چھُے نارُن زوٗر
ژیٚنہ پٕژآرِتھ گور چھُیَے

نفس کا گھوڑا سرکش اور باغی ہے اس لئے اسکو لگام دو اور قابو میں رکھ لو (اگر نفس کو قابو میں نہ رکھ لیا تو یاد رکھ لے کہ) جہنّم کی آگ تند و تیز ہے۔ اس آگ سے بچنے کے لئے اپنے مرشدِ کامل کی ہدایت پر عمل کرتے رہو۔

آمِىن پَنَن پرَ توِ حَق پیشوم
ہیوُے وبنُدم گٹہِ تہٕ گاشس
کُنُے حَرُف اَکُے سَبَق گوم
وَنہٕ ہانوّن تہٕ کتھِ گرٛٹھ فاشس

میں ابھی خام ہی تھا کہ حق کے پرتو مجھ پر پڑے۔ میں نے اندھیرا اور اُجالا ایک ہی جان لیا۔ پھر جب شعور پختہ ہوگیا تو میرے لئے ایک ہی حرف حق نمائی کیلئے کفایت کرلیا۔ اس حقیقت کی تشریح کیا ہے؟ اس راز کو فاش نہیں کیا جاسکتا۔

خام بودم، پختہ شدم، سوختم۔

یارب از آتش فراق کسے
سوختم سوختم برنگِ خسے

اَلمَوتُ یاتی بوٗزِتھ نہٕ زِہِیے
وَالقَبرُ صَندُوقُ العَمَل چھُے گواہ
گُل گیٔم بَرِہ یتھ یاونہٕ تھَرے
تُل کھوتم ترٛ کرِتہٕ ژٕریوٗ نُم نہٕ زانٛہہ

افسوس تونے اس حدیث پر کان نہ دھرا **الموت یاتی بغتۃً** فرمایا موت اچانک آتی ہے (اس لئے بندہ کو موت کیلئے ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ **اَلقَبرُ صَندُوقُ العَمَل** قبر اعمال کا صندوق ہے کہ جیسے اعمال ہونگے وہی قبر کا حال ہوگا۔

افسوس جوانی میں ہی بھول کرتے گئے۔ اور ادھر سے میزان پر بارِ عمل لادا جاتا رہا۔ مگر میں نے اسکا احساس نہیں کیا۔

اہلِ دُنیا جو یہاں آتے ہیں ☆ اپنے انگارے ساتھ لاتے ہیں

بُل گیِم پانٛشرٕ وکھ نفسہٕ بانٛبرٕ ے
نوٗل چھم پرٛاران کروِاتہٕ کیٛاہ
اِذا جاءَ اَجلھُم ییٚلہٕ آشکار کرٕ ییے
نہٕ روزن خیمہٕ کُنہٕ نہٕ خرگاہ

افسوس نفس کے دھندوں میں لگ گیا تو پنجگانہ کی ادائیگی ہی بھول گیا ۔ پانچ وقت کی نماز پڑھ نہ سکا اور ادھر قبر میں کیڑے انتظار کر رہے ہیں کہ شکار کب آئیگا ۔

جس وقت اِذا جاءَ اَجلھُم کا حکم جاری فرمائے گا تو کہیں نہ خیمے رہیں گے اور نہ قصر و ایوان ۔

اذا جاء اجلھم لا یستقدمون ساعۃً ولا یستاخرون جب انکا وقت آگیا تو نہ وہ قبل از وقت تھا نہ بعد از وقت یعنی موت اپنے وقت پہ آتی ہے اور پھر سارا نظام درہم و برہم ہو جاتا ہے ۔

○

سٲرِی ژَمہٕ ووَانَد مزارَن
کٲلؠ یارَن صحبت راوِے
سنگ چھے وٲرنٕج دُنیا دارَن
مازان دارَن نہٕ پلک راوِے

آہ! وقت آرہا ہے کہ ہم سب ایک ایک کر کے قبرستان پہنچ جائیں گے۔ دوست دوست سے آشنا آشنا سے، جدا ہو جائیگا۔ یہ جان کر بھی ان دنیا پرستوں اور دولت اندوزوں کا دل پتھر ہے۔ کتنے ہی سنگدل ہیں یہ دولتِ دنیا کے عاشق کہ یہ تعمیراتِ سنگ و خشت میں اس طرح لگے ہوئے ہیں کہ عبادت خداوندی ہی بھول گئے۔

زُوتہٕ موٗر گرٕژھ پانَس پانَس
کیٛاہ لارِ نادانَس میٚیے
سَنٛز بیٚلہِ کرَن کفنس تہٕ شرانَس
دٕہ باژٕ وُچھَن مہمانَس میٚیے

جان ایک طرف چلی جائیگی اور جسم ایک طرف رہے گا۔ ایسی حالت میں افسوس ہے کہ میں کیا ساتھ لوں گا اور کیا یہاں چھوڑوں گا۔

اُسی وقت میرے لئے غسل اور کفنانے دفنانے کے لئے تگ و دو شروع ہوگی اور ارد گرد اپنے پرائے مجھے مہمان جان کر دیکھتے ہونگے اور نظریں جمائے ہوں گے۔

ترٛاوِتھ پنٕہ موانٛد ماَدانَس
گُژھ گرٛژھن پانَس پانَس میٚنے
اُژ دَرَ وسہٕ نَم کُنٛزِ سیتؠ جانَس
سوٗرکرَن پرٛتھ اُستخوانَس میٚنے

لوگ مجھے مزارستان پہنچا کر اور دفنا کر خود اپنی اپنی راہ لیں گے۔ میں اکیلا شہر خموشاں میں پھنس جاؤں گا۔ کیڑوں مکوڑوں کے ساتھ میرا رہن سہن ہوگا۔ اتنے میں نکیرین بھی آئیں گے اور حساب لیتے لیتے برا حال ہوگا۔

(اللہ کے بغیر اور کوئی سہارا نہ ہوگا)

بارِنی آے اَکی کرٛی
اُکیس راز وٲنی بٮ۪یس نہٕ نَن زی
بوِے ہیوان باٲیسِ پَرزنہٕ گرٛنری
صَاحَب یہِ نیٛاے کَتہِ اُنشریِ

دنیا کے اندر بھائی بھائی بن کر آئے تھے اب ایک کے نصیب میں محلّات اور دوسرے کی قسمت میں جھونپڑی ہے کوئی اپنی قسمت سے امیر اور دوسرا غریب ہے مگر آئے ہیں بھائی بھائی کی حیثیت سے ۔

مگر اب یہ حال ہے کہ ایک دوسرے کو اپنا نہیں بلکہ بیگانے کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ایک دوسرے سے بھاگ رہے ہیں۔
یا اللہ کیا یہ حسد و عداوت کا سلسلہ کبھی ختم ہوگا ؟ ۔

زیٹھ ماس چھےُ نصرہ نیٚشر پیٚیہِ کنٛدٕے
وۄتھ پیٚپہٕ وَندِے زیٹھا کر
بیٚنتہِ آسُن گرِژھ ریتہٕ کالہِ وَندَے
نَم پانٛژ وَقت نِماز کارَندِے کر
مال نو لگی تنتہِ کُنہِ گژھندٕے
طوالژ اَندر ژٕہ کار مو بر

اے بابا نصرالدینؒ! لمبا مہینہ ہے تو سو پڑا ہے۔ اٹھو! کوئی کام کرو وہ کام پھر خود ہی ٹھیک بھی ہو جائیگا اور محنت ٹھکانے لگے گی۔

یہاں تو سرما کیلئے بھی سرمایہ ہونا چاہیئے اور گرما کیلئے بھی اور وہ یہ کہ پانچ وقت کی نماز ادا کرتے رہو

یہ دنیاوی مال ومتاع اور جاہ وحشم تمہارا ساتھ نہیں دے گا۔ اس دنیا کے پیچھے مت دوڑو اور اپنا ہاتھ زیادہ مت پھیلاؤ۔

دوٕیی ترٲوٕ مَہ لاگ پھِرنَدے
ہوٗل مووٕیک پھِکھتوٕ وَتی
پاشرٕ ن نیدٕ بِن لُسِ دی نیندے
تمہٕ اندٕ دیت ہتہٕ اَدٕ سٕ متی

دوئی چھوڑ دے، شرک سے اپنے کو بچاؤ اور مویشی
مت بنو۔ اللہ پاک مشرکوں کے متعلق فرماتا ہے۔
اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ (القرآن)
ترجمہ: یہ مشرک لوگ چوپایوں کیطرح ہیں بلکہ اُن سے بھی
بدتر اور گمراہ' خبردار غلط طریقہ سے اور غلط راستہ پر مت چلو۔ بلکہ
سیدھی راہ اور صراطِ مستقیم پر قدم بڑھاؤ۔ یعنی موحد بن جاؤ اور
ایک خدا کی بندگی کرو۔ جو آدمی پنجگانہ برقرار رکھ سکا اور پانچ وقت
کی نماز ادا کرتا رہا، وہی منزل تک پہنچا اور سکونِ قلب حاصل کر سکا۔

ہ

ژرانا کُری زِ ہا یُتھ ہہ ذات مَشی
گِژیا ناہ کُری زِ ہا گُیتی پان
کِژیاہ کُری زِہا یتھ ہہ کانٛہہ ڈیشی
مَشِی تہٕ نشی پننُ پان

اپنے کو صاف و پاک رکھو اور اللہ کو یاد کیا کرو۔ ہر وقت اللہ پاک کی ذاتِ اقدس کو زیرِ نگاہ رکھو۔ اور عبادت چھپ چھپ کے کیا کرو۔ خبردار کوئی دکھاوا نہ ہو تمہاری عبادت میں، ورنہ تمہارا نفس ریاکاری سے غرور میں آئیگا اور تو مستی میں آکر اپنے کو بھی بھول ڈالو گے اور اپنے مولی کو بھی۔ اسلئے ریاکاری اور دکھاوے سے پرہیز کرو۔ (یہ حکم صرف نفلی عبادتوں کیلئے ہے فرض اور سنن کے اظہار کرنے میں نیتِ خالصہ کے ساتھ کوئی قباحت نہیں)۔

طاعتِ توئی آوردازدل کافران خروش
اے کہ دراز ترکنی پیش کساں نماز را
اقبالؒ

ماسیون شُر تو گُس بَلَن
زٕ ہتھی زال وَلنہٕ آم وٕنیتھٕ منز
اَنٛدرٕ مَل نیرِس نہٕ تہٕ نێبر کیاہ چھَلَن
کاٹیلہِ تَلَن نہٕ زالُنَس توژھ

بچپنے سے ہی دنیاوی جال میں پھنس گیا اور مجھے دنیا کے اس عمیق و عریض دریا میں ڈال دیا گیا۔

افسوس جب اندرون ہی گندہ اور اخلاقی میل کچیل سے آلودہ ہے تو باہر سے صفائی کرنے اور صاف رہنے کے کیا معنی

بہر حال زود یا بدیر وہاں پہنچایا جائیگا جہاں ساری مستی اور عارضی کس بل جلایا جائیگا اور پچھتاوے کیلئے تنہا چھوڑ دیا جائے گا۔

یہ ییٚلہِ سامان دماہ تامت
بیٚیہِ اُکی پھٔری وا توَ توٚ تُے
یوٚت گرٛزُھن قیامُژ تامت
وَنتہٕ کیٛاہ سامان توٚت کیوٚتُے

عارضی اور فانی دنیا کے لئے جب تو اتنا سامان
کرتا اور ڈھیروں کے ڈھیر جمع کرتا رہتا ہے۔
مجھے بتاؤ کہ اُس ہمیشہ رہنے والے عالم کے لئے
کتنا سامان تیار کر رکھا ہے جو کبھی بھی فنا نہ ہوگا۔
اوّل و آخر فنا باطن و ظاہر فنا
نقشِ کہن ہو کہ نو منزلِ آخر فنا

یاوُنہٕ بُمہٕ سِنہٕ دِگ وِژٕم سَنہٕ تی
گُرِتھ شِلہِ گوم زَژِہ فُٹلی
جوابس وسہٕ نَم کوٗتاہ مَندٕچھی
گوناہ روٗہے وُٗندِم دَچھِ فُٹلی

میری جوانی ایک کینچوے — زمینی کیڑا جو سردیوں کے فوراً بعد زمین پر رینگتا ہوا نظر آتا ہے ———. کے مانند ہے اور شیطان ہُدہُد ہے۔

—— ہُدہُد کی چونچ لمبی ہوتی ہے اور وہ کینچوے کو دیکھ کر ہی ٹھونگیں مارتا اور سوراخ در سوراخ کر کے جان سے مار ڈالتا ہے۔ اسی طرح میری جوانی کو بھی شیطان نے گناہوں پر اُکسا کر پارہ پارہ کر ڈالا۔

آہ! میں نے گناہوں کو شیریں و لذیز جان کر اس طرح اپنایا گویا میں انگور کے دانے کھاتا رہا۔ اب حیران ہوں کہ قبر میں اور آخرت میں کیا جواب دوں۔ میری قسمت میں شرمندگی کے بغیر اور کچھ نہیں۔

دارم دلکے غمیں بیا مُرزو مپرس
صد واقعہ در کمیں بیا مرد و مپرس
شرمندہ شوم اگر تپرسی عملم
یا اکرم الاکرمیں بیا مرز و مپرسی

(حضرت نقشبندؒ)

پنڈت آسکھ بۆڈیا گوٗر
ژے کوٚکھوٗرو آسیٖی
نفسَس توٚگے لاَگنیٚل خور
یام سۆر وُسِتھ پیٚٹھی
شکلی ژھو مژِ یتور
گِژِتہٖ وٹر کسو خیٚٹی

اونچی ذات کا برہمن ہو یا وِدوان پنڈت۔ بہرحال نیک اعمال کے بغیر اگنی سے کیسے بچ سکے گا۔ افسوس نفسِ امارہ نے تمہارا سارا علم بیکار کردیا۔ بلکہ بھلا ہی ڈالا۔ یہاں تک کہ تمہیں یہ بھی یاد نہیں رہا۔ کل ہی مٹی ہو جاؤ گے۔ اور ٹھاٹھ بھاٹھ دھری کی دھری رہ جائیگی۔

ژٕنُدن ژٕٹھ اَرٕ کھوٚل رُوکھ
تَتھ کوٗتاہ پھَل بوٗوی
دوٚپ ترٛٲو وتھ گنُدھکٕ دِھکھ
ژٕہےٚ کوٗسو برانت چھٕنیی
سَمسارٕ ترٛاو توے زُوکھ
نوٚندٕرین دَپُن چھیی

افسوس تو صندل کے خوشبو دار درخت کاٹتا اور کانٹے دار جھاڑیاں بوتا ہے۔ تو اگربتی کے بجائے گندھک سے خوشبو لینے لگتا ہے۔ (یعنی سرمایۂ آخرت کے بجائے دولت دُنیا کا متوالا ہو گیا ہے)

چھوڑ دے دنیا پرستی اور مال اندوزی کو یہی داناؤں کا لائحہ عمل رہا ہے۔ یہی وہ نصیحت ہے جو حضرت نورالدین علیہ الرحمتہ کے مواعظ حسنہ کا خلاصہ ہے۔

یمہِ دوہہ صاحب ترٛٹرٕی دوزخ
تمہِ دوہہ تولَن پُن تہٕ پاپ
وارہ یوٚد کُلمُک معنی بوزِکھ
ییتہِ کیٛو تتہِ تیٚلہ آسکھ صاف

جس روز جہنّم کو بھڑکایا جائیگا (اور جنّت کو نیکو کاروں کے قریب کیا جائیگا) تو یہی وہ دن ہوگا جب گناہ و ثواب کو تولا جائے گا۔

اس لئے اُس دن کے عذاب سے بچنے کیلئے تمہارا فرض ہے کہ کلمۂ طیبہ کی حقیقت اور معانی کو سمجھ لے اور دل سے قبول کر کے عمل سے اسکا مظاہرہ کر لے تو پھر یہاں بھی تو پاک صاف رہیگا اور وہاں بھی عزت کا مقام حاصل کریگا۔

وٕ نھان کوٗ ٹھین اَتھہٕ دِوان
ؠنہان تڑاوان لورِہ پیٹھہٕ تران
تیٚلہِ چھُس آکاشہِ بوٗتالہِ پیوان
چھُم ییٚلہِ ژہ تتس پیوان مُژی پان

جب اُٹھتا ہوں تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے دبا کر بمشکل اُٹھ سکتا ہوں جب بیٹھتا ہوں تو عصا کے سہارے بیٹھتا ہوں۔ بہر حال بڑھاپے نے نہ اُٹھنے کی طاقت کو برقرار رہنے نہ دیا نہ بیٹھنے کی ہی سکت کو۔

ایسے میں جب مجھے اپنی جوانی اور نو عمری یاد آتی ہے تو آنکھوں میں اندھیرا چھا جاتا ہے گویا میں آسمان سے گر گیا۔

عمر گراں مایہ درس صرف شد
تا چہ خورم ضعیف و چہ پوشم شفا (سعدیؒ)

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے ٭ عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

۵

وزِ وزِ موٗ ٹھُم سَرنو
یا اللہ چھُس شرمندٕہ چون
پچانہِ قوٗدٕژ زانِم قدرنو
یا اللہ چھُس شرمندٕہ چون

ہر لمحہ اور ہر گھڑی میں تیری عبادت کرنا بھول گیا میرے مولا! میں اپنی بھول چوک اور کوتاہی عمل پر شرمندہ ہوں۔
تیرے احسانات اور قدرت کی بے پایاں عنایات کی کوئی قدر نہ کی۔ میرے آقا میں تیری بارگاہ میں سخت شرمندہ ہوں۔ غالبؔ نے کیا خوب کہا ہے
(بن پوچھے بخش دیا تو چھوٹ گئے۔ نہیں تو ھاویہ زاویہ اور سقر مقرر ہے۔)

ہیکہٕ نتہٕ یادآم برٕہ نو
وِزِہ یاد کٔرم قبَر نو
تَتہِ ژھوہ ٹہٕ تہٕ گٹہٕ زرٕنو
یا اللّٰہ چھُس شرمندہٕ چوٚن

افسوس گناہوں کا بوجھ اتنا وزنی ہوگیا ہے
کہ اٹھانے کی بھی سکت نہیں اور اس گنہگاری کی وجہ
صرف یہ ہے کہ قبر کو وقت پر یاد نہیں رکھا۔
اب یاد آتا ہے کہ قبر تاریک بھی ہوگی اور تنگ
بھی۔ ایسے میں اپنے کو بچا سکوں۔ یارب میرے
نصیب میں شرمندگی کے بغیر اور کیا ہے۔

چھُس اُمتّی حضرتؐ سُندُے
گَوِ ڈیشِتھ لوگُم اوٚنے
زِنتھ رِتی کُرِم کار نو
یا اللہ چھُس شرمندِہ چون

افسوس میرا اندھاپن کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہوں۔ میں نے دنیا میں آکر کے کوئی نیک کام نہیں کیا۔ اس لئے میرے رب! میرے نصیب میں شرمندگی کے بغیر اور ہو کیا سکتا ہے۔

احسانَس زاۂنم قدرٕ نو
ہێیُم دوٕد ترٲیتھ پونٛی منٛدٕ نو
زِیُٔ تُم بوٚہ دوٕنی اکھ ہار نو
یاالله چھُس شرمندٕہ چون

یارب میں نے تیرے اَن گِنت اور بے شمار احسانات کی کوئی قدر نہ کی۔ میں نے دودھ کو نظرانداز کیا اور پانی کو خریدا۔ (اس سے بڑھکر حماقت اور اندھا پن ہو گیا سکتا ہے۔)
میں نے اب جانا اور پہچانا کہ میں بے قدر ہو گیا ہوں اور میری قیمت گر گئی ہے (اور اس بے قدری کا ذمہ دار میں خود) اسی لئے اے میرے ربّ! میں تیرے سامنے شرمندہ اور رسوا ہو گیا ہوں۔

پاد پیر ترا وُم پتھر نو
رِژِہ وَتہِ لوگُم پان نو
اَبلیس ہیئو نُم سر نو
یا اللہ چھُس شرمندٕ چون

میں نے رات دن خوب محنت کی۔ کبھی بھی تھکنے اور آرام کرنے کا نام تک نہ لیا۔ مگر میری یہ ساری جدو جہد غلط راستے اور باطل نظریات کے لئے رہی اس لئے کبھی بھی اپنے کو نیک کاموں اور معروف کے لئے وقف نہ کیا۔
زندگی بھر شیطان کو درست بنائے رکھا۔ آہ! میرے رب اب میرے لئے شرمندگی کے بغیر اور کیا ہو سکتا ہے۔

فِرِشتہٕ وسنٛم اَر نو
دَپہِم بنٛدہٕ چھُکھ کوٚہنٛدو
جوابس رُوزِہ تھٕرہ نو
یا اللہ چھُس شرمنٛدہٕ چون

آہ! وہ وقت جب فرشتے (نکیرین) قبر میں استفسار کیلئے آئیں گے اور پوچھیں گے، بتاؤ تو کس کا بندہ ہے۔ یعنی عمر بھر کس کی بندگی کرتے رہے۔
آہ! اس آڑے وقت میں کون ہوگا جس کے سہارے اور بل بوتے پر جواب دوں۔
یا اللہ! ۔ رحم فرما ۔ میں بندۂ شرمسار ہوں۔

پُلہِ صراطس تارٕہ ترٕہ نو
نوٚندٕہ ریشی گرٛتھہِ تارِنے
تَتہ ترٛ نسَ چھُم آدر نو
یا اللہ چھُس شرمندٕہ چون

جب قیامت کے روز پُل صراط پر سے گذرنا ہوگا تو میرے اللہ میری۔ حضرت شیخ نورالدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے بارے میں فرماتے ہیں اور دعا کرتے ہیں سبحان اللہ یہ قرب و ولایت اور یہ ندامت۔ دستگیری فرما اور مجھے پار لے جا۔ ورنہ میرے لئے پار کرنے کی کوئی صورت نہیں۔

اے ربّ! میں تیرے حضور شرمندہ ہوں۔
آمہِ پنہٕ صدرس ناوِ چھس لمان
للہٕ عارفہؒ

پَرس کھیِن کَرکھ توشانہٕ
توٚہ گَرس نو گَژھی زیانہٕ
حِساب ہیٚنےَ روز دھانہٕ
اصل ہیٚندِہ مُسلمانہٕ

دوسروں کو کھلا پلا کر خوش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمہارے گھر کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ یہ سب کچھ اللہ ہی کا دیا ہوا ہے اللہ ہی کی رضا کے لئے خرچ بھی کرتے جاؤ۔ اللہ کے بندوں کو کھلاؤ پلاؤ۔

لیکن اے ہندو مسلم اس بات کا پورا خیال رکھنا کہ تمہیں کل ہی دانے دانے کا حساب دینا ہوگا

تَتہِ کیاہ دِہَس نیانہٕ
اَکھ کرٕ یہ موکُرتھ مہمانہٕ
چھوٚن سوٚر کری یِم پنتھانہٕ
اصل ہیٚندِ مُسلمانہٕ

مجھے بتاؤ اے مہمان سرائے دنیا میں رہنے والے!
تو وہاں کیا پیش کریگا جب تو نے یہاں کوئی بھی بندگی خالصتاً لِلّٰہ نہیں کی۔ تو نے اگر کوئی نیک عمل کیا بھی وہ یہاں ہی دنیا طلبی اور ریاکاری سے ضائع کر ڈالا۔

نصرٕہ بہٕ کیٛا وَنے ژٕ کیٛاہ بوزکھ
بوزخ چھی نیٚندرِہ ہُتی
یوٚرٕ بیٚلہِ گرٛھک تورٕ ہیٚنے بوزَخ
پَتہٕ بوزَخ نہٕ ژٕہ یوزکھ ہُتی

اے بابا نصرالدین رحمتہ اللہ علیہ!
— بابا صاحب حضرت شیخ علیہ الرحمتہ کے مرید صادق اور خلیفۂ اوّل تھے۔ حضرت شیخ علیہ الرحمتہ نے اُن کو مخاطب کر کے دراصل ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے۔

میں تم سے کیا کہوں اور تو سن بھی کیا سکتا ہے (یعنی قبر اور دوزخ کا حال ایسا بھیانک ہے کہ نہ مجھ سے کہا جا سکتا ہے اور نہ سُن سکتا ہے۔)
سنو سانپ اژدہے موذی جانور ابھی نیند میں ہیں۔ جب اور جہاں تو جائیگا وہاں جاکر ہی یہ سامنے آئیں گے پھر تم کو انکے ساتھ ہی نمٹنا ہوگا۔ پھر خود ہی جانو گے اور سمجھو گے۔

بُڈی کُنڈی وسَن کیکر موٗرَن

اِدہ گژھِ زورَن تفاوَتھ

تَتہِ تِمے موکلن یمَن عربی فورن

تَتہِ چھِے ہارَن تہٕ موہرن تفاوتھ

جب کیکر کے درختوں کی ٹہنیوں سے کانٹے گر پڑینگے تو زوروں میں بھی فرق آئیگا۔ یعنی جس طرح کیکر کی ٹہنیاں کانٹوں ۔ جو اُن کے ساتھ لگے ہوئے ہوتے ہیں ۔ کے ہوتے ہوئے خطرناک ہوتی ہیں کانٹے گر گئے تو ٹہنی ٹہنی ہی رہ جاتی ہے اسی طرح جوانی ختم ہوئی بڑھاپا آگیا اور چھا گیا تو زور و قوت میں بھی زبردست فرق آن پڑتا ہے۔

اس لئے آج ہی سُن رکھو کہ وہاں یعنی روز حشر یا عالم برزخ میں وہی نجات پائیگا جو عربی کا جواب عربی سے دے سکتا ہو۔ بازار حشر میں کوڑی کوڑی ہے اور اشرفی اشرفی۔ یعنی نیک اعمال کی قدر افزائی ہوگی اور بُرے اعمال باعث جہنم۔

ژِلُونُم گیٚونُم، ژھنڈُم، گورُم
پرگثہِ وہہ او ہوٗرُم مَنے
ڈُہلِ دہ لبَس نفُس پنُن موٗرُم
کار اوٚ ہوٗرُم سوٚرُم دَیے

میں نے اپنے مولیٰ کو پہلے شعورِ زندہ سے
محسوس کیا۔ پھر اسی کی فکر میں ڈوب گیا۔ پھر اسکی
تلاش میں لگ گیا اور اس کی محبت کو وظیفۂ حیات
اور قوّتِ قلب بنا کر منزل کی طرف بڑھتا گیا۔ شاہراہِ
وصال میں جو بھی راستہ رُکانے کے لئے سامنے آیا
مثلاً نفس اُس کو دن دھاڑے یعنی پورے احساس
اور شعور کے ساتھ دفن کر ڈالا اور اس کے
شر سے چھٹکارا پایا تو پھر میں دیدارِ خداوندی سے بہرہ
ور اور کامیاب و کامران ہوا۔

یمہِ دوہ صاحب ژٹری دزِنَخ
تَمہِ دوہ تولَن پُن تہٕ پاپ
وارٕ یوٚد کُلمُک معنی بوزکھ
ییٚتہِ کیوتَتہِ ادٕہ آسکھ صاف

جس دن مالک کائنات جہنّم کو تپائے گا اور
بھڑکائیگا اُسی روز اعمال کا وزن کیا جائے گا
اس لیئے اگر تو پورے شعور اور دل کی بیداری کیساتھ
کلمۂ طیبہ کے معانی اور حقیقت جان لوگے تو دونوں
جہانوں میں صاف ستھری زندگی اور حیاتِ
ابدی پاؤ گے۔

ذِکرِہ ستی رٹُن مالے
فِکرِہ ستی تارُس پَن
نفس گنڈُن ہالے ہالے
زَن تو رُتھ مختۂ مالے پَن

پیارے! پہلے اس کا ذکر مسلسل کر کے اُسکو پانے کی کوشش کرو پھر ذکر کے ساتھ فکر اور گیان دھیان سے کام لے کر اپنے کو اُس کے قریب پہنچانے کی سعی میں لگ جاؤ۔ — لیکن سب سے بڑا کام یہ ہے کہ نفس کو اپنے قابو میں احتیاط سے کر لے تو پھر گویا تو نے موتیوں کی لڑی تیار کی اور تو حیرت انگیز سرمایہ دار بن گیا

مقامِ فکر ہے پیمائش ارض وسما
مقامِ ذکر ہے سبحان رب الاعلیٰ
اقبالؒ

۱۳۹



کَلَ اے کرکھ کَلھےَ وزٕی
پھوٚلے لَگِی اللّٰہُ
بیٚلہِ یوٚرہٕ گرشھک سُہ توٚرٕ رضی
دِلَس مُوزی اللّٰہُ

اگر تم اس کے گیان اور فکر میں لگ جاؤ گے تو تمہارے اندر سے معرفت کا چشمہ پھوٹ پڑے گا۔ پھر تم کو ہر طرف سے اللّٰہ ہی اللّٰہ نظر آئیگا۔ شرط یہ ہے کہ پہلے تم اس کی یاد میں لگ جاؤ۔ کیونکہ تو بندۂ محتاج ہے اور وہ خدائے بے نیاز۔ پھر بھی وہ تمہاری طرف آئے گا۔ اور پھر تمہارے اندر سے اسم ذات کی آواز آتی رہیگی۔

سے بچ جاتا۔

ہوئے ہم جو مر کے رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کہیں جنازہ اُٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا
غالبؔ

آہ! روز جزا اور یوم حساب قریب تر ہوتا جاتا ہے یہ ایسا ہولناک اور سخت دن ہوگا جب داڑھی بھی اکھاڑی جائے گی۔ یعنی بدکاروں اور گنہگاروں کو سخت عذاب دیا جائیگا۔

افسوس تو یہ ہے کہ جب کچھ کرنے کا وقت تھا تو وہ گنوادیا اور پرندوں کی طرح دانہ چگتا اور چہچہاتا رہا بُلبل کے مانند ٹہنیوں پر اڑتا رہا اور اب یاد آیا جب طاقت طاق ہو چکی ہے۔

بہ ایں پیری رہ یثرب گرفتم نوائے از سرورِ عاشقانہ
چو آں مرغے کہ در صحرا سرِ شام کشاید پر بہ فکرِ آشیانہ
اقبالؒ

ترجمہ: میں نے اب بڑھاپے میں مدینہ طیبہ کا رخ کیا اور عاشقوں کیطرح فریاد کرنے لگا۔ میری یہ حالت اس پرندے کی سی ہے جس نے صحرا میں دن گنوادیا اور شام کے وقت گھونسلا یاد آیا تو اڑنے لگا۔

یَتھ دُنیاہَس ذات ہاوِتھ کیاہ میلی
گرٛ ژھی پچاک اُرٛ جین ییلہِ خاک میلی

سوٗرٕ ستھ بندس ییلہِ دوٗن فرشتن کتھ میلی
تس ییٚیہ یڑ رسوٲیی لیٚسن پانس ترٲوِتھ پیٚتش گیلی

تو دنیائے فانی میں اپنی اونچی ذات پر فخر کرتا اور شیخی بگھارتا ہے۔ لیکن سب بے سود، کیونکہ کل ہی تو قبر میں چلا جائیگا۔ تیری ہڈیاں گل سڑ جائینگی اور تمہاری یہ شیخیاں اور لاف زنیاں کافور ہو جائینگی۔

قبر کے اندر نکیرین اعمال کا حساب لینے کیلئے حاضر ہونگے تو بہ وہ ہولناک گھڑی ہوگی۔ جب ساری لن ترانیاں ختم ہو جائینگی اور بندہ اپنے کو بے بس اور بے سہارا پائیگا۔ قبر ہو یا محشر کی گھڑی ہو۔ ذات پات کہیں کام نہ آئیگی بلکہ اس مغرور بیوقوف کے حصہ میں بہت بڑی رسوائی آئیگی جو ذات پات کے بل بوتے پر اپنے کو اونچا اور دوسروں کو حقیر جانتا رہا اور آوازے کستا رہا۔ یعنی اللہ کے یہاں یہی نیچی ذات والا اعمال صالحہ کی بنا پر اونچے درجہ پر فائز ہوا تو یہ "ذات والا" رسوا ہوگا۔

پیرہ ونہٕ وژھاس چیرہ ونہ ناوِ
آوِہن وٚولُس کیتھٕ لگہٕ بَھٹے
نابدٕ ژھنیام سنتھٕ کآنزپاوِ
میٹھیا کآنزکنہٕ نابَد ٹھے

میری مثال اس کشتی کی سی ہے جو بغیر کسی ملاح کے
دریا کے بہاؤ پر تیر رہی ہے یہاں تک کہ بھنور میں پھنس گئی۔
اب چھٹکارا پانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔
اسی طرح میں بلا مقصد اور بغیر رہبر کے زندگی گذارنے
لگا تو شیطان نے مجھے قدم قدم پر دبوچ لیا اور گردابوں میں پھنسا لیا۔
میں نے کانج میں کچھ شیرینی اور نبات بھی بھر لئے، یعنی اعمال
بد کے انبار میں اعمالِ صالحہ بھی ملائے اب دیکھنا یہ ہے کہ شیرینی
کانج کو متاثر کرے گی یا کانج ہی غلبہ کریگا۔

شرمندہ ام زکفرِ خود کہ دارد بوے ایمان ہم
شبلی رح

ترجمہ:-
اپنے اس کفر سے شرمندہ ہوں جس میں ایمان کی بو بھی پائی جاتی ہے

کنڈِ موماز ژکہ ہندس حقس
منُا فِقس لدَن یورو
دوزخنہِ ناہرہ لاگہ نس پاکس
اَدِ ناپاکس فکھ بیہِ ژو پورو

اے احمق!
دوسروں کی حق ماری کیوں کرتا ہے، اور دوسرے کے مال ومتاع پر ڈاکہ زنی اور غصب والا ہاتھ کیوں پھیلاتا ہے، یاد رکھ لے کل منافق اسی بوجھ تلے دب جائیگا، اور اسی بوجھ کیساتھ ایسے غاصب کو جہنم رسید کیا جائیگا تو اس گناہ عظیم کی بدبو ہر طرف پھیلے گی۔ تو ہر ایک بدنصیب پر لعنت کریگا۔
بدترین گناہ نفاق کا گناہ ہے۔ منافق نہ اِدھر کا ہوتا ہے نہ اُدھر کا ہوتا ہے۔ نہ کافر مطلق نہ مومن مخلص بلکہ محض نفس پرست اور بندۂ ہوا ہوتا ہے۔ خداوند کریم نے اسی لئے منافق کو سخت وعید سے متنبہ فرمایا ہے۔

تسَبیح ہٕلی فِرت ٹھسلہٕ
ٹھسَن رٕس لگی نہٕ کوٚ وو
نٕماز لاَگتھ مَسٔلہٕ
مسجدِ بَر ترٛوٚ پہٕ رِت سوود
جندس زُژھنِتھ خُلہٕ
اَمہِ بَلہٕ لوٚ وَلِ بنکھ ژٕ ہو

واہ! تو دکھاوے کیلئے زور زور سے تسبیح گھماتا ہے اور اس کی آواز سُن سُن کر خوش ہوتا ہے۔ اسمیں تمہیں سُرتال کا مزا آتا ہے۔ نماز کو دور از کار مسئلے اُبھار اُبھار کر گورکھ دھندا بنایا۔ یہاں تک کہ خود بھی غفلت میں گم ہو گیا اوروں کو ڈبو دیا ہاں تو اسوقت پوریں ہوتا ہے جب جیب پُری کا وقت ہوتا اور تو جیب سے ہاتھ نکالتا نہیں۔

یاد رکھ لے خدا دوست اور ولی اللہ بن جانے کا یہ طریقہ نہیں۔

کہا اقبال نے شیخِ حرم سے ئہ محرابِ مسجد سو گیا کون
ندا مسجد کی دیواروں سے آئی فرنگی بتکدے میں کھو گیا کون ہے

آوُسہ گو زاوُسہ مۆد

بێیتہِ دُنی یاہس کانٛہہ مێشر رۆدنہٕ

کوٚکُر بانگ دِیان شبُوٗد

دانہٕ ہِن یقین رۆدنہٕ

جو آیا وہ مرگیا جو جیا وہ مرگیا

یہ دنیا آنی جانی ہے ہر شے یہاں کی فانی ہے

یہ عالم عالمِ فانی ہے باقی ہے ذاتِ خدا یا با (فاخر)

اس دنیا کے اندر کوئی بھی زندہ نہ رہا نہ رہیگا کُلّ نفسٍ ذائقۃُ الموت
مُرغ بھی چلّا چلّا کر اسی حقیقت کی طرف بُلاتا ہے مگر اسکے باوجود قرآہ
یہ (اپنے کو) اَنا (کہنے والے لوگ) اس حقیقت کو نہیں سمجھتے اور
غفلت شعاریوں میں زندگی گزارتے ہیں۔ آہ! یہ ہے اشرف المخلوقات

یہی آدم ہے سلطان بحر و بر کا

کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا

نہ خودیں نے خدا یں نے جہاں یں

یہی شاہکار ہے تیرے ہُنر کا اقبالؒ

ووٚنٛدَس کُلمہٕ چھُے دَے شُنٛد پناہ
مہوٕ روٗس ڈیوٗ نٹھمک داناہ ہیٚشوٚ
صاحب بَتہٕ لَدِہ پانے کھیٚتاہ
پانہٕ کھوتہٕ بیٚشاکھ زان داناہ ہیٚشوٚ

تیرے دِل میں کلمۂ طیبہ نے جگہ پکڑ لی ہے یہ اللہ کا سب سے بڑا احسان ہے اور یہی نعمت تمہیں پناہ دے رہی ہے ۔ نہیں تو دیکھا جائے تو بے ثمر درخت ہے ۔ تو کندہ نا تراشیدہ ہے

كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ (سورۃ المنافقون)

اے بندہ شکم دیکھ خداوند کریم خود ہی رزق و روزی عطا فرمائے گا (تو دوسروں کو بیوقوف جان کر مت ٹھگا یا کر) تو دوسروں کو اپنے سے زیادہ دانا اور ہوشیار جان لے ۔ جب ہی تم ٹھگانے اور لوٹنے کی بیماری سے نجات پاؤ گے ۔

مَلوَ چھوٚ لکھ تہٕ مَلوَ چھوٚ گُک
مَلوَ ڈیو نیٹھ مَے نہٕ عُلمُک ناو
مَلوَ تتہٕ بوہ نہ برتل ڈوٚلُک
مَلوَ لُزراۓ وُتھ مَلہٕ ناو

اے ملّاۓ نفس پرست!
تو صاف رہنے کیلئے نہاتا اور صفائی کرتا رہتا ہے۔ لیکن تو ان پڑھ ہے یہ تمہاری ظاہری صفائی کس کام کی۔ اے فریبی ملّا! یاد رکھ لے وہاں آخرت میں تو اسفل میں ٹھوکریں کھاتا رہیگا۔ افسوس ہو تم پر تو نے علم والوں کو ہی بدنام کر ڈالا۔

مکتب و مُلّا و ہم علم کتاب   کورِ مادر زاد و نور آفتاب
آن سوئے گردوں دلش بیگانہ   پیش او اُمّ الکتاب افسانہ

اقبالؔ

ترجمہ:
مُلّا اور کتاب پاک گویا اندھا اور نورِ آفتاب ہے اندھا نور دیکھ سکتا ہے اور نہ مُلّا کتاب سمجھ سکتا ہے۔ اسکا دل عرش سے بیگانہ ہے مُلّا کے سامنے قرآنِ پاک کسی افسانوی کتاب سے بڑھکر نہیں (نعوذباللہ)

ڈمی پٔری متی لاگن کلان
تِمَن ابلیس رلانٕ آسی
توبہ چھُ دواہ توے چھ بلان
توبہ رٔو ستےٚ ڈلان آسی
ہنگ لگہِ آخر چاکھ گرِٹھ پلن
عالمن رُوح پٔر زلان آسی

تھوڑی سی ہی جانکاری حاصل کرکے یہ نفس پرست ملّا اپنے کو بہت بڑا عالم سمجھنے لگتے ہیں۔ ایسے لوگوں اور نیم خواندوں کیساتھ ساتھ شیطان چلتا رہتا ہے۔ یہ شیطان کے ساتھی ہیں۔ ہر بیماری کی دوا محض توبہ ہے۔ توبہ نہ کی یعنی اس شیطانی راستہ سے واپس نہ ہٹے تو گمراہی کے بغیر اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ آہ! وہ ہولناک دن جب ایک ہی قاہرانہ چیخ سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ ایسے دلگداز مرحلہ پر صرف عالم باعمل ہی سکون میں ہونگے اور نورانی روپ دھار لیں گے۔

کرٕیہِ ماتین چِلہٕ دَرَن
یِم گنڈَن نفس ڈٔنڈِی
زہر کھیتھ تِمے ہا دَرَن
یِم اوٚہر کرَن ہاکس تہٕ ہَندی

عبادت اوررياضت انہی پاکبازوں کی قدروقیمت رکھتی ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو سیرچشم ہیں اور فقروفاقہ پر قناعت کرتے ہیں یعنی دوسروں کے پاس مال ودولت اور جاہ وحشم دیکھکر اُن کا دل مچلتا نہیں اور ان کے منہ سے رال ٹپکتی نہیں۔ وہی لوگ اللہ کی راہ میں مصائب جھیل سکتے ہیں اور ہر ابتلاو آزمائش میں پورے اترتے ہیں۔

کٲشِر پھیوٗرُس اَندی اَندی
کانٛسہِ آکۄرُم نہٕ بٔرانٛدِ ترٲو
جندَس کُرِم یِتھِلہِ پیوٚندی
اَکھ تہِ دۄپہ ہم قٕنٛدِ ی آو

ہمارے محسن و پیر کامل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کشمیر کے ارد گرد گھوما، وادی کا کونہ کونہ چھانا لیکن کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کیا۔ یعنی میرا یہ کٹھن سفر محض گھر گھر دین حق پہنچانے کیلئے تھا۔ اس میں نفسانیت کا کوئی بھی شائبہ نہ تھا، جب رات دن دین حق اور دوں تک پہنچانے کیلئے گھومتا رہا تو اپنے لئے کمانے و عیش و تنعم حاصل کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ اسلئے پھٹے پرانے کپڑے پہن کر اور پیوند دار لباس زیب تن کر جب لوگوں کے پاس چلا گیا تو میرے اس فقر اور میری دعوتِ دین کی قدر کرنے کے بجائے یہ (احسان فراموش) کہنے لگے کہ یہ (معاذ اللہ) مکار اور فندباز آدمی ہے۔

ہُر یوس کرِ یہ سُہ ہن موتھکی
شرع پکی پأٹھ کتھ
شوٗب تس آسہِ یُس سَنہِ پکی
لوٗب تہٕ طمع گألتھ کتھ
کینژُم آسِتھ لیژُم پکی
پُنن پان تھوٕ وألِت کتھ

مخلص عبادت گذار اور مولائے حقیقی پرستار راہِ بندگی میں تھکنے کا نام نہیں لیتا ۔ ایسا خوش نصیب قدم قدم پر شریعت کی پابندی کرتا اور ہر حرص و ہوا کو دِل سے دور رکھتا ہے ۔ شریعت کی زینت سے اپنے کو مزیّن کرتا ۔ خدا رسیدہ اور مکرّم و معظّم ہونے کے باوجود اپنے فرد تر اور دوسرے کو برتر سمجھتا ہے ۔
یعنی غرور و گھمنڈ سے اس مرتاض عابد کا دل پاک ہو جاتا ہے ۔

پننہِ گرِ ہاکھ تہٕ بتہٕ بہتر زانو
ژُکہٕ گرِ دودٕ کی خاص نو
تیوٗ تھ کِنہِ کھۄنس پترِ اَسہٕ من نو
مُدرِ مست کھہتا یتھ لژ گیلنو

اپنے گھر کا ساگ پات ہی دوسروں کے گھر میں دودھ کی کٹوریوں سے بہتر ہے۔ حالانکہ دودھ سب سے بڑی عظیم اور مفید غذا ہے۔ لیکن اس سے بدرجہا بہتر اپنے ہی گھر کی سادہ غذا ہے۔ دِل ایسی سخت غذا کو نہیں لگتا۔ جس کے کھانے کے بعد طعن و تشنیع سُننے پڑیں۔

نہ پکڑیں دامنِ الیاس گردابِ بلا میں ہم
کہ بدتر ڈوب کر مرنے سے ہے جینا سہارے کا
ذوقؔ

گیان لیس ووت تہٕ رن تس تجیُ
سُے کرِہ ہرس ژٕہِتھ باو
مَدلیَس مُرِہ تہٕ خوٚدی تَس ژٕجیُ
بہٕ نہٕ کاشُہ تہٕ میٚیہ کیشاہ ناو
سُہٕ یمی روٚٹ دُوٕئی تَس گَجیُ
اَدٕہ کُس کرِہ کُنہِ ستہِ کرٛاو

علم و عرفان کی نعمتوں سے جسے سرفراز کیا گیا وہ خوش بخت بندگی کا حق ادا کر سکے گا۔ غرور و نخوت سے جو بچ گیا اور جس نے اللہ کی راہ میں اپنے کو بیچ ڈالا وہ شرک سے پاک ہو گیا۔ پھر ایسے بلند ہمت سے شرک کی لغزش کیسے ہو سکے گی۔ وہ اللہ کا ہے اور اللہ کے بغیر اس کا کوئی نہیں۔

سون نِہا وتھا جہ سۆر کرِ پھکس
لوکہ نارِ کرُس وزار
سرتلہِ سونس واوتھ تڑاوتس
سون اڈ نیرہِ کُندن تہ کار

جسطرح ایک سنار سونے کو کسوٹی پر پرکھتا اور آگ پر آزماتا ہے تم بھی ایمان کے سونے کو آزمائشوں کی آگ پر پرکھتے رہو۔ پیتل اور سونا رنگ میں تو ایک ہی جیسے ہیں لیکن سونا سونا ہے اور پیتل پیتل۔ تم پیتل کو سونا جان کر فریب میں مت آؤ اور سونے کو آزماتے رہو۔ آگ پر تپاتے رہو۔ اور سونا حاصل کرتے رہو۔

ایمانِ ناقص اور ایمانِ کامل میں یہی فرق ہے کہ ایمان ناقص والا خطرہ پیدا ہونے سے پہلے ہی گھبراتا ہے اور حق کا ساتھ چھوڑتا ہے پھر بھی اپنے کو مکمّل ایماندار جانتا ہے۔ اور ایمانِ کامل راہ حق نہیں چھوڑتا۔ مصائب سے گھبراتا نہیں اور آخیر وقت تک اپنے موقف پر قائم رہتا ہے۔

تِتوٗی کھیٚیہِ زِ یُتے وَچی
تمہِ ہُر کھیٚیہِ زِرِتہٕ وَسیہِ مو
کندِ بور، گندہ موٚریشی
وچھوَے شاہ دیاؔرلَیہِ مو

" فوق الشبع کھانا حرام ہے" یہ اسلامی فقہ کا مسلمہ اصول ہے یعنی آدمی اتنا ہی کھائے جتنا ہضم کر سکے۔ سیر شکمی سے زیادہ کھانا حرام ہے۔

کھاتے رہنا اور بار بار کھانا انسان کی قیمت گراتا ہے۔ بدن کبھی بیماریوں میں مبتلا رہتا ہے، صورت بگڑتی ہے اور روحانی صورت کبھی مسخ ہوتی ہے۔

کم خور و کم خواب و کم گفتار باشی
گردِ خود گردندہ چوں پرکار باشی
اقبالؒ

لئی ڈنڈس پوست دا نہ منگو زیاہ
کڑھس منگی زیاہ رڑہ پھل نہ رونگ
ہنگے منگے آرہ پانہ لنگو زیاہ
ہتہ ہونہ کھیتہ ڈپی زیاہ زنگ

جھاڑی سے کیا خشخاش جیسی نعمت وصول کی جاسکتی ہے ؟ کیا کرنہ کی جھاڑی سے لونگ وغیرہ حاصل کر سکتے ہیں ؟ کیا صحیح و سالم اور تندرست ہوتے ہوئے لنگڑا بن کر چلنا روا ہے ؟ کیا کتے کے سامنے اپنی ٹانگ پھیلا کر کتے کو کاٹنے کیلئے بلانا دانائی ہے ؟

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ بہترین انداز اور واضح مثالوں سے سمجھاتے ہیں کہ غلط اور غیر اسلامی نظریات سے امن و فلاح اور ترقی و بہبودی کی اُمید رکھنا اور اس کے لئے جدوجہد کرنا تضیع اوقات کے سوا اور کچھ نہیں۔ ان غلط اور غیر فطری راستوں پر چلنا ہی سب سے بڑی حماقت ہے۔

مُسلمان یم ہنیدیت پکن
شکن کیاہ کرن کیا کرن لوڑیے
یقین چھکھ کفرک مُسلمانی تھکن
سینہ چھکھ نہ صاف چھکھ بدخوئیے
گوہ یم لوان نہ نعمژ چھکن
تم قیامژ دوہ وونھن سیاہ رویے

مسلمان ہوتے ہوئے بھی جن کے افکار و نظریات اور جن کی سعی و جہد غیر اسلامی طرز کی ہو۔ ہیں تو مسلمان لیکن اسلام چھوڑ کر دوسرے خلاف دین نصب العینوں کی آبیاری کرتے ہوں۔ ایسے لوگ دراصل شک کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ ان کے سینے کفر و شرک سے آلودہ ہیں اور ان کو یقین نہیں کہ اسلام انکو ترقی و خوشحالی اور امن و چین سے ہمکنار کریگا غیر اسلامی نظریات کے ساتھ ایسے لوگوں کا ایسا لگاؤ ہے کہ یہ لوگ غیروں کی مزاج گوبر سے بھی لپائی کرنے کو تیار ہوتے ہیں افسوس ہو ان پر یہی ہیں جو کل قیامت کے روز کالے چہرے لیکر اٹھیں گے یہ رسوا زدہ ہوں گے اور خجالت و شرمندگی ان کے نصیب میں ہوگی۔

لنئِ ڈنڈس پوست دا نہ منگو زیاہ
گرِ ھس منگی زیاہ رڑہ پھل نہ رونگ
ھنگے منگے آرہ پا نہ لنگو زیاہ
ہتہ ہونہ کھیتہ ڈپی زیاہ زنگ

جھاڑی سے کیا خشخاش جیسی نعمت وصول کی جاسکتی ہے ؟ کیا کرشہ کی جھاڑی سے لونگ وغیرہ حاصل کر سکتے ہیں ؟ کیا صحیح و سالم اور تندرست ہوتے ہوئے لنگڑا بن کر چلنا روا ہے ؟ کیا کتے کے سامنے اپنی ٹانگ پھیلا کر کتے کو کاٹنے کیلئے بلانا دانائی ہے ؟

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ بہترین انداز اور واضح مثالوں سے سمجھاتے ہیں کہ غلط اور غیر اسلامی نظریات سے امن و فلاح اور ترقی و بہبودی کی امید رکھنا اور اس کے لئے جدوجہد کرنا تضیع اوقات کے سوا اور کچھ نہیں ۔ ان غلط اور غیر فطری راستوں پر چلنا ہی سب سے بڑی حماقت ہے ۔

مُسلمان یِم ہینّدیُت پکنَ
شکنَ کیاہ کرن کیا کرن لوئیے
یقین چھکھ کفرک مُسلمانی تھکنَ
سینہ چھکِھ نہ صاف چھکھ بدخوئیے
گو ہہ یِم لوَن نہ نعمژ چھکنَ
تِم قیامژ دوہ ووتھن سیاہ روئیے

مسلمان ہوتے ہوئے بھی جن کے افکار و نظریات اور جن کی سعی و جہد غیر اسلامی طرز کی ہو ۔ ہیں تو مسلمان لیکن اسلام چھوڑ کر دوسرے خلاف دین نصب العینوں کی آبیاری کرتے ہوں ۔ ایسے لوگ دراصل شک کی بیماری میں مبتلا ہیں ۔ ان کے سینے کفر و شرک سے آلودہ ہیں اور ان کو یقین نہیں کہ اسلام انکو ترقی و خوشحالی اور امن و چین سے ہمکنار کریگا غیر اسلامی نظریات کے ساتھ ایسے لوگوں کا ایسا لگاؤ ہے کہ یہ لوگ غیروں کی مزاج گوبر سے بھی لپائی کرنے کو تیار ہوتے ہیں افسوس ہو ان پر یہی ہیں جو کل قیامت کے روز کالے چہرے لیکر اٹھیں گے یہ رسوا زدہ ہوں گے اور خجالت و شرمندگی ان کے نصیب میں ہوگی ۔

لئي ڏنڊس پوست دا نہ منگي زياه
ڳڙهس منگي زياه ڙه پهل نہ رونگ
هنگي منگي آره پا نہ لنگي زياه
هتہ هونہ کهيتہ ڏيي زياه زنگ

جھاڑی سے کیا خشخاش جیسی نعمت وصول کی جاسکتی ہے ؟ کیا کرتھ کی جھاڑی سے لونگ وغیرہ حاصل کرسکتے ہیں ؟ کیا صحیح و سالم اور تندرست ہوتے ہوئے لنگڑا بن کر چلنا روا ہے ؟ کیا کتے کے سامنے اپنی ٹانگ پھیلا کر کتے کو کاٹنے کیلئے بلانا دانائی ہے ؟

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ بہترین انداز اور واضح مثالوں سے سمجھاتے ہیں کہ غلط اور غیر اسلامی نظریات سے امن و فلاح اور ترقی و بہبودی کی امید رکھنا اور اس کے لئے جدوجہد کرنا تضیع اوقات کے سوا اور کچھ نہیں ۔ ان غلط اور غیر فطری راستوں پر چلنا ہی سب سے بڑی حماقت ہے ۔

مسلمان يم هنديت پکن
شکن کياه کرن کيا کرن لوڻيے
يقين چھکھ کفرک مسلماني ٿھکن
سينہ چھکھ نہ صاف چھکھ بد خوئيے
گو هيم ليون تہ نغمہ چھکن
تم قيامہ ژ دوه ووتھن سيار وئيے

مسلمان ہوتے ہوئے بھی جن کے افکار و نظریات اور جن کی سعی و جہد غیر اسلامی طرز کی ہو ۔ ہیں تو مسلمان لیکن اسلام چھوڑ کر دوسرے خلاف دین نصب العینوں کی آبیاری کرتے ہوں ۔ ایسے لوگ دراصل شک کی بیماری میں مبتلا ہیں ۔ ان کے سینے کفر و شرک سے آلودہ ہیں اور ان کو یقین نہیں کہ اسلام انکو ترقی و خوشحالی اور امن و چین سے ہمکنار کریگا غیر اسلامی نظریات کے ساتھ ایسے لوگوں کا ایسا لگاؤ ہے کہ یہ لوگ غیروں کی مراجع گو برے بھی لپائی کرنے کو تیار ہوتے ہیں

افسوس ہو ان پر یہی ہیں جو کل قیامت کے روز کالے چہرے لیکر اٹھیں گے یہ رسوا زدہ ہوں گے اور خجالت و شرمندگی ان کے نصیب میں ہوگی ۔

لنہٕ ڈنڈس پوست دٲپہٕ مُنگی زیاہ
گرٕ ھس منگی زیاہ ژرٕہ پھل نہٕ رونگ
ہنگے منگے آرہٕ پانہٕ لنٛگی زیاہ
ہتہٕ ہورٕنہٕ کھیتہٕ ڈپی زیاہ زنگ

جھاڑی سے کیا خشخاش جیسی نعمت وصول کی جاسکتی ہے ؟ کیا کرشہ کی جھاڑی سے لونگ وغیرہ حاصل کرسکتے ہیں ؟ کیا صحیح و سالم اور تندرست ہوتے ہوئے لنگڑا بن کر چلنا روا ہے ؟ کیا کتے کے سامنے اپنی ٹانگ پھیلا کر کتے کو کاٹنے کیلئے بلانا دانائی ہے ؟

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ بہترین انداز اور واضح مثالوں سے سمجھاتے ہیں کہ غلط اور غیر اسلامی نظریات سے امن و فلاح اور ترقی و بہبودی کی اُمید رکھنا اور اس کے لئے جدوجہد کرنا تضیع اوقات کے سوا اور کچھ نہیں ۔ ان غلط اور غیر فطری راستوں پر چلنا ہی سب سے بڑی حماقت ہے ۔

مُسلمان یِم ہٮ۪ندیُت پکن
شکن کیاہ کرن کیا کرن لوٕیے
یقین چُھکھ کفرُک مُسلمانی تھٲکن
سینہٕ چھکھٕ نہٕ صاف چھکہٕ بد خوٕیے
گوٚہ یِم لیوَن تہٕ نعش چھکن
تِم قیامژ دوہ ووٚتھن سیاہ روٕیے

مسلمان ہوتے ہوئے بھی جن کے افکار و نظریات اور جن کی سعی و جہد غیر اسلامی طرز کی ہو ۔ ہیں تو مسلمان لیکن اسلام چھوڑ کر دوسرے خلاف دین نصب العینوں کی آبیاری کرتے ہوں ۔ ایسے لوگ دراصل شک کی بیماری میں مبتلا ہیں ۔ ان کے سینے کفر و شرک سے آلودہ ہیں اور ان کو یقین نہیں کہ اسلام انکو ترقی و خوشحالی اور امن وچین سے ہمکنار کریگا غیر اسلامی نظریات کے ساتھ ایسے لوگوں کا ایسا لگاؤ ہے کہ یہ لوگ غیروں کی مراجع گو برے بھی لیپائی کرنے کو تیار ہوتے ہیں افسوس ہو ان پر یہی ہیں جو کل قیامت کے روز کالے چہرے لیکر اٹھیں گے یہ رسوا زدہ ہوں گے اور خجالت و شرمندگی ان کے نصیب میں ہوگی ۔

لئی ڈنڈس پوست دا نہ منگی زیاہ
گرہس منگی زیاہ رڑہ پھل نہ رونگ
ہنگے منگے آرہ پانہ لنگی زیاہ
ہتہ ہونہ کھیتہ ڈپی زیاہ زنگ

جھاڑی سے کیا خشخاش جیسی نعمت وصول کی جاسکتی ہے ؟ کیا
کرشہ کی جھاڑی سے لونگ وغیرہ حاصل کر سکتے ہیں ؟ کیا صحیح و
سالم اور تندرست ہوتے ہوئے لنگڑا بن کر چلنا روا ہے ؟ کیا کتے
کے سامنے اپنی ٹانگ پھیلا کر کتے کو کاٹنے کیلئے بلانا دانائی ہے ؟
حضرت شیخ علیہ الرحمۃ بہترین انداز اور واضح مثالوں سے سمجھاتے
ہیں کہ غلط اور غیر اسلامی نظریات سے امن و فلاح اور ترقی
و بہبودی کی اُمید رکھنا اور اس کے لئے جدوجہد کرنا
تضیع اوقات کے سوا اور کچھ نہیں ۔ ان غلط اور غیر فطری
راستوں پر چلنا ہی سب سے بڑی حماقت ہے ۔

مُسلمان یم ہینَد یُت پکن
شکن کیاہ کرن کیا کرن لوئیے
یقین چھکھ کفرک مُسلمانی تھکن
سینہ چھکھ نہ صاف چھکھ بد خوئیے
گو ہہ یم لبون تہ نغمہ چھکن
تم قیامہ دوہ ووتھن سیاہ رویے

مسلمان ہوتے ہوئے بھی جن کے افکار و نظریات اور
جن کی سعی و جہد غیر اسلامی طرز کی ہو ۔ ہیں تو مسلمان لیکن
اسلام چھوڑ کر دوسرے خلاف دین نصب العینوں
کی آبیاری کرتے ہوں ۔ ایسے لوگ دراصل شک کی بیماری
میں مبتلا ہیں ۔ ان کے سینے کفر و شرک سے آلودہ ہیں اور ان کو
یقین نہیں کہ اسلام انکو ترقی و خوشحالی اور امن و چین سے ہمکنار کریگا
غیر اسلامی نظریات کے ساتھ ایسے لوگوں کا ایسا لگاؤ ہے کہ
یہ لوگ غیروں کی مراج گوبر سے بھی لپائی کرنے کو تیار ہوتے ہیں
افسوس ہو ان پر یہی ہیں جو کل قیامت کے روز کالے
چہرے لیکر اٹھیں گے یہ رسوا زدہ ہوں گے اور خجالت و شرمندگی
ان کے نصیب میں ہوگی ۔

لنئ ڈنڈس پوست واہِ منگی زیاہ
گرِ ھس منگی زیاہ رڑہِ پھل نہ رونگ
ہنگے منگے آرہِ پاہِ لنگی زیاہ
ہتہ ہونہ کھیتہ ڈِپی زیاہ زنگ

جھاڑی سے کیا خشخاش جیسی نعمت وصول کی جاسکتی ہے ؟ کیا
کرشھ کی جھاڑی سے لونگ وغیرہ حاصل کرسکتے ہیں ؟ کیا صحیح و
سالم اور تندرست ہوتے ہوئے لنگڑا بن کر چلنا روا ہے ؟ کیا کتے
کے سامنے اپنی ٹانگ پھیلا کر کتے کو کاٹنے کیلئے بلانا دانائی ہے ؟
حضرت شیخ علیہ الرحمۃ بہترین انداز اور واضح مثالوں سے سمجھاتے
ہیں کہ غلط اور غیر اسلامی نظریات سے امن و فلاح اور ترقی
و بہبودی کی اُمید رکھنا اور اس کے لئے جدوجہد کرنا
تضیع اوقات کے سوا اور کچھ نہیں ۔ ان غلط اور غیر فطری
راستوں پر چلنا ہی سب سے بڑی حماقت ہے ۔

مُسلمان یم ہیندیت پکن
شکن کیاہ کرن کیا کرن لوہیے
یقین چھکہ کفرک مُسلمانی تھکن
سینہ چھکہ نہ صاف چھکہ بدخو ییے
گو ہہ یم لیون تہ نعش چھکن
تم قیامتھ دوہ وو تھن سیاہ رویے

مسلمان ہوتے ہوئے بھی جن کے افکار و نظریات اور
جن کی سعی و جہد غیر اسلامی طرز کی ہو ۔ ہیں تو مسلمان لیکن
اسلام چھوڑ کر دوسرے خلاف دین نصب العینوں
کی آبیاری کرتے ہوں ۔ ایسے لوگ دراصل شک کی بیماری
میں مبتلا ہیں ۔ ان کے سینے کفر و شرک سے آلودہ ہیں اور ان کو
یقین نہیں کہ اسلام انکو ترقی و خوشحالی اور امن و چین سے ہمکنار کریگا
غیر اسلامی نظریات کے ساتھ ایسے لوگوں کا ایسا لگاؤ ہے کہ
یہ لوگ غیروں کی مراج گوبر سے بھی لپائی کرنے کو تیار ہوتے ہیں
افسوس ہو ان پر یہی ہیں جو کل قیامت کے روز کالے
چہرے لیکر اٹھیں گے یہ رسوا زدہ ہوں گے اور خجالت و شرمندگی
ان کے نصیب میں ہوگی ۔

لنۍ ڈنڈس پوست دانہ منگی زیاہ
گرٕھس منگی زیاہ زٕرہ پھل نہ رونگ
ہنگے منگے آرہ پانہ لنٹگی زیاہ
ہتہ ہوٕنہ کھیتہ ڈیپی زیاہ زنگ

جھاڑی سے کیا خشخاش جیسی نعمت وصول کی جاسکتی ہے؟ کیا گرنہ کی جھاڑی سے لونگ وغیرہ حاصل کر سکتے ہیں؟ کیا صحیح و سالم اور تندرست ہوتے ہوئے لنگڑا بن کر چلنا روا ہے؟ کیا کتے کے سامنے اپنی ٹانگ پھیلا کر کتے کو کاٹنے کیلئے بلانا دانائی ہے؟

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ بہترین انداز اور واضح مثالوں سے سمجھاتے ہیں کہ غلط اور غیر اسلامی نظریات سے امن و فلاح اور ترقی و بہبودی کی امید رکھنا اور اس کے لئے جدوجہد کرنا تضیع اوقات کے سوا اور کچھ نہیں۔ ان غلط اور غیر فطری راستوں پر چلنا ہی سب سے بڑی حماقت ہے۔

مسلمان یِم ہیندیت پکن
شکن کیاہ کرن کیا کرن لوٗیے
یقین چھکھ کفرُک مسلمانی تھٕکن
سینہ چھکھ نہ صاف چھکھ بدخوٗیے
گو ہہ یم لوٗن تہ نعش چھکن
تم قیامژ دوہ وو تھٕکن سیاہ رٕویے

مسلمان ہوتے ہوئے بھی جن کے افکار و نظریات اور جن کی سعی و جہد غیر اسلامی طرز کی ہو۔ ہیں تو مسلمان لیکن اسلام چھوڑ کر دوسرے خلاف دین نصب العینوں کی آبیاری کرتے ہوں۔ ایسے لوگ دراصل شک کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ ان کے سینے کفر و شرک سے آلودہ ہیں اور ان کو یقین نہیں کہ اسلام انکو ترقی و خوشحالی اور امن و چین سے ہمکنار کریگا غیر اسلامی نظریات کے ساتھ ایسے لوگوں کا ایسا لگاؤ ہے کہ یہ لوگ غیروں کی مراج گو برسے بھی لپائی کرنے کو تیار ہوتے ہیں افسوس ہو ان پر یہی ہیں جو کل قیامت کے روز کالے چہرے لیکر اٹھیں گے یہ رسوا زدہ ہوں گے اور خجالت و شرمندگی ان کے نصیب میں ہوگی۔

لنئ ڈنڈس پوست دا پنہ منگی زیاہ
کڑھس منگی زیاہ رڑہ پھل نہ رونگ
ہنگے منگے آرہ پانہ لنگی زیاہ
ہتہ ہونہ کھپتہ ڈپی زیاہ زنگ

جھاڑی سے کیا خشخاش جیسی نعمت وصول کی جاسکتی ہے ؟ کیا کرشہ کی جھاڑی سے لونگ وغیرہ حاصل کرسکتے ہیں ؟ کیا صحیح و سالم اور تندرست ہوتے ہوئے لنگڑا بن کر چلنا روا ہے ؟ کیا کتے کے سامنے اپنی ٹانگ پھیلا کر کتے کو کاٹنے کیلئے بلانا دانائی ہے ؟

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ بہترین انداز اور واضح مثالوں سے سمجھاتے ہیں کہ غلط اور غیر اسلامی نظریات سے امن و فلاح اور ترقی و بہبودی کی اُمید رکھنا اور اس کے لئے جدوجہد کرنا تضیع اوقات کے سوا اور کچھ نہیں ۔ ان غلط اور غیر فطری راستوں پر چلنا ہی سب سے بڑی حماقت ہے ۔

مُسلمان یم ہنیدیت پکن
شکن کیاہ کرن کیا کرن لوبیے
یقین چھکھ کفرک مُسلمانی تھکن
سینہ چھکھ نہ صاف چھکھ بدخوئیے
گو ہہ یم لبون تہ نعمہ چھکن
تم قیامہ دوہ ووتھن سیاہ روئیے

مسلمان ہوتے ہوئے بھی جن کے افکار و نظریات اور جن کی سعی و جہد غیر اسلامی طرز کی ہو ۔ ہیں تو مسلمان لیکن اسلام چھوڑ کر دوسرے خلاف دین نصب العینوں کی آبیاری کرتے ہوں ۔ ایسے لوگ دراصل شک کی بیماری میں مبتلا ہیں ۔ ان کے سینے کفر و شرک سے آلودہ ہیں اور ان کو یقین نہیں کہ اسلام انکو ترقی و خوشحالی اور امن وچین سے ہمکنار کریگا غیر اسلامی نظریات کے ساتھ ایسے لوگوں کا ایسا لگاؤ ہے کہ یہ لوگ غیروں کی مراجِ گو بر سے بھی لپائی کرنے کو تیار ہوتے ہیں افسوس ہو ان پر یہی ہیں جو کل قیامت کے روز کالے چہرے لیکر اٹھیں گے یہ رسوا زدہ ہوں گے اور خجالت و شرمندگی ان کے نصیب میں ہوگی ۔

لنءِ ڏنڊس پوست دانهہ منگي زياه
ڳرڻهس منگي زياه ژره ڇپل نہ رونگ
هنگے منگے آره پانهہ لئنگي زياه
هاتہ هونہ کهيتہ ڏيپي زياه زنگ

جھاڑی سے کیا خشخاش جیسی نعمت وصول کی جاسکتی ہے ؟ کیا
کرشمہ کی جھاڑی سے لونگ وغیرہ حاصل کر سکتے ہیں ؟ کیا صحیح و
سالم اور تندرست ہوتے ہوئے لنگڑا بن کر چلنا روا ہے ؟ کیا کتے
کے سامنے اپنی ٹانگ پھیلا کر کتے کو کاٹنے کیلئے بلانا دانائی ہے ؟
حضرت شیخ علیہ الرحمۃ بہترین انداز اور واضح مثالوں سے سمجھاتے
ہیں کہ غلط اور غیر اسلامی نظریات سے امن و فلاح اور ترقی
و بہبودی کی اُمید رکھنا اور اس کے لئے جدوجہد کرنا
تضیع اوقات کے سوا اور کچھ نہیں - ان غلط اور غیر فطری
راستوں پر چلنا ہی سب سے بڑی حماقت ہے -

مُسلمان يمِ هيندئيت پکن
شکن کياه کرن کيا کرن لوئيے
يقين چهکه کفرک مُسلماني تهيکن
سينہ چهکهِ نہ صاف چهکهِ بدخوئيے
گوهہ يم لوون تہ نعمژ چهکن
تم قياهژ دوه ووتهن سياه ويئے

مسلمان ہوتے ہوئے بھی جن کے افکار و نظریات اور
جن کی سعی و جہد غیر اسلامی طرز کی ہو۔ ہیں تو مسلمان لیکن
اسلام چھوڑ کر دوسرے خلاف دین نصب العینوں
کی آبیاری کرتے ہوں ۔ ایسے لوگ دراصل شک کی بیماری
میں مبتلا ہیں۔ ان کے سینے کفر و شرک سے آلودہ ہیں اور ان کو
یقین نہیں کہ اسلام انکو ترقی و خوشحالی اور امن و چین سے ہمکنار کریگا
غیر اسلامی نظریات کے ساتھ ایسے لوگوں کا ایسا لگاؤ ہے کہ
یہ لوگ غیروں کی مرابج گوبر سے بھی لیپائی کرنے کو تیار ہوتے ہیں
افسوس ہو ان پر یہی ہیں جو کل قیامت کے روز کالے
چہرے لیکر اٹھیں گے یہ رسوا زدہ ہوں گے اور خجالت و شرمندگی
ان کے نصیب میں ہو گی ۔

○

لِنئِ ڈنڈس پوست دانہ مُنگی زیاہ
گرِ هس منگی زیاہ لرزہ پھل نہ رونگ
ھنگے منگے آرہ پانہ لُنگی زیاہ
ہتہ ہورنِ کھپتہ ڈپی زیاہ زنگ

جھاڑی سے کیا خشخاش جیسی نعمت وصول کی جاسکتی ہے ؟ کیا کرشہ کی جھاڑی سے لونگ وغیرہ حاصل کرسکتے ہیں ؟ کیا صحیح و سالم اور تندرست ہوتے ہوئے لنگڑا بن کر چلنا روا ہے ؟ کیا کتے کے سامنے اپنی ٹانگ پھیلا کر کتے کو کاٹنے کیلئے بلانا دانائی ہے ؛

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ بہترین انداز اور واضح مثالوں سے سمجھاتے ہیں کہ غلط اور غیر اسلامی نظریات سے امن و فلاح اور ترقی و بہبودی کی اُمید رکھنا اور اس کے لئے جدوجہد کرنا تضیع اوقات کے سوا اور کچھ نہیں ۔ ان غلط اور غیر فطری راستوں پر چلنا ہی سب سے بڑی حماقت ہے ۔

○

مُسلمان یِم ہینّد یت پکنَ
شکنَ کیاہ کرن کیا کرن لوے یّے
یقین چھکہ کفرک مُسلمانی تھپکنَ
سینہ چھکہ نہ صاف چھکہ بدخوئیے
گوہہ یِم لیوَن تہ نعش چھکنَ
تِم قیامہ ردوہ ووتھنَ سیاہ رویے

مسلمان ہوتے ہوئے بھی جن کے افکار و نظریات اور جن کی سعی و جہد غیر اسلامی طرز کی ہو ۔ ہیں تو مسلمان لیکن اسلام چھوڑ کر دوسرے خلاف دین نصب العینوں کی آبیاری کرتے ہوں ۔ ایسے لوگ دراصل شک کی بیماری میں مبتلا ہیں ۔ ان کے سینے کفر و شرک سے آلودہ ہیں اور ان کو یقین نہیں کہ اسلام انکو ترقی و خوشحالی اور امن و چین سے ہمکنار کریگا غیر اسلامی نظریات کے ساتھ ایسے لوگوں کا ایسا لگاؤ ہے کہ یہ لوگ غیروں کی مراجع گوبر سے بھی لپائی کرنے کو تیار ہوتے ہیں افسوس ہو ان پر یہی ہیں جو کل قیامت کے روز کالے چہرے لیکر اٹھیں گے یہ رسوا زدہ ہوں گے اور خجالت و شرمندگی ان کے نصیب میں ہوگی ۔

رِنٛۍ ڈَنڈَس پوست دأپہٕ مُنگۍ زیاہ
گُرِٕ ھس منگۍ زیاہ رژٕ پھل تہٕ رونگ
ہنگے منگے آرہٕ پانہٕ لُٔنگۍ زیاہ
ہَتہٕ ہوٕنہٕ کھیتہٕ ڈُیٖ زیاہ زنگ

جھاڑی سے کیا خشخاش جیسی نعمت وصول کی جاسکتی ہے ؟ کیا گرنسہ کی جھاڑی سے لونگ وغیرہ حاصل کر سکتے ہیں ؟ کیا صحیح و سالم اور تندرست ہوتے ہوئے لنگڑا بن کر چلنا روا ہے ؟ کیا کتے کے سامنے اپنی ٹانگ پھیلا کر کتے کو کاٹنے کیلئے بلانا دانائی ہے ؟

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ بہترین انداز اور واضح مثالوں سے سمجھاتے ہیں کہ غلط اور غیر اسلامی نظریات سے امن و فلاح اور ترقی و بہبودی کی اُمید رکھنا اور اس کے لئے جدوجہد کرنا تضیع اوقات کے سوا اور کچھ نہیں ۔ ان غلط اور غیر فطری راستوں پر چلنا ہی سب سے بڑی حماقت ہے ۔

مُسلمان یِم ہیٚندیُت پکن
شکن کیاہ کرن کیا کرن لوٚبیٚہ
یقین چھکھ کفرُک مُسلمانٔنی تھکن
سیٖنہٕ چھکھ نہٕ صاف چھکھ بدخوٚیٚہ
گوٚہہ یِم لیوَن تہٕ نعمژ چھکن
رِتم قیامژ دوہ وۄتھن سیاٚر وٚیٚہ

مسلمان ہوتے ہوئے بھی جن کے افکار و نظریات اور جن کی سعی و جہد غیر اسلامی طرز کی ہو۔ ہیں تو مسلمان لیکن اسلام چھوڑ کر دوسرے خلاف دین نصب العینوں کی آبیاری کرتے ہوں۔ ایسے لوگ دراصل شک کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ ان کے سینے کفر و شرک سے آلودہ ہیں اور ان کو یقین نہیں کہ اسلام اِنکو ترقی و خوشحالی اور امن و چین سے ہمکنار کریگا غیر اسلامی نظریات کے ساتھ ایسے لوگوں کا ایسا لگاؤ ہے کہ یہ لوگ غیروں کی مراجع گو بر سے بھی لپائی کرنے کو تیار ہوتے ہیں افسوس ہو ان پر یہی ہیں جو کل قیامت کے روز کالے چہرے لیکر اٹھیں گے یہ رسوا زدہ ہوں گے اور خجالت و شرمندگی ان کے نصیب میں ہو گی۔

ڏي مو ڏيھو مھ کھي آرسي
ڦل مو آسي اڙ خلڪين
سنبين سرن زيو مو آرسي
گھو مو آرسي واڻند رن

خدائے لاثانی کبھی دیو صورت نہیں ہو سکتا وہ تو لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کی شان لئے ہوئے ہے اسکو معاذاللہ کسی دوسری صورت میں پیش کرنا یا اس کا تصور ہی کرنا ایسا ہی ہے گویا ایک آدمی تھوہڑ کی جھاڑیوں میں جا جا کر پھل اور میوے تلاش کرتا ہے ۔

یہ ایسی ہی انہونی بات ہے کہ کوئی گہری جھیل کے کنارے شورش آب سے لطف اندوز ہونے کیلئے بیٹھ جائے یا کوئی بندروں سے گھی وصول کرنے کی کوشش کرے ۔

جس طرح یہ احمقانہ فعل ہے اسی طرح خدائے لاشریک کو کسی بھی ظاہری صورت میں پیش کرنا اور اس کے سامنے ڈنڈوت کرنا بھی سراسر حماقت اور اندھا پن ہے ۔

مسلمان يس هندبيت پالي
ڪر آنته بدي خصم رني اکه
تيل تڙ آوته ٹشي يس زالي
ٹلس ڪائيس ڪزل اتھن فکه
اکه خو روو کھلي بيا کھ ناو والي
پشس آسيه ڙکيه وانه ڙکه

ایک آدمی مسلمان ہوتے ہوئے بھی غیر اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرے اس کی مثال اس بدمعاش عورت کی سی ہے جو بہت سے خاوند کرتی اور ہر ایک سے بغلگیر ہوتی ہے ۔ یہ آوارہ فرہن اور ناقابل اعتبار نام نہاد مسلمان اُس احمق جیسا ہے جس کے دائیں تیل تو ہے مگر یہ تیل کو استعمال کرنے کے بجائے لشی (بدبودار مکرمی جو جلاتے وقت چھینکتی اور بدبو پھیلاتی ہے) سے روشنی حاصل کرتا اور دھویں اور بدبو سے ماحول کو گندہ اور اپنے کو روسیاہ بناتا ہے

اس بے ضمیر کی مثال ایسی ہے گویا ایک آدمی ایک پاؤں کشتی میں رکھتا ہے اور دوسرا ساحل ہی پر ۔ ایسے کولھو کے بیل کو آنکھوں پر پٹی باندھکر گھوم گھوم کر سوائے غصّے کے اور کچھ نہیں ملتا ۔

یعنی مسلمان ہے تو صرف اسلام کو اپناؤ باقی سب نظریات چھوڑ دے

ڏے مو ڏیو مہ کھے آسی
پھل مو آسی اڙ کلین
سنبین سرن زیو مو آسی
گھو مو آسی واڻد رن

خدائے لاثانی کبھی دیو صورت نہیں ہو سکتا وہ تو
لیکش کمثلہٖ شیئٌ کی شان لئے ہوئے ہے اسکو معاذاللہ
کسی دوسری صورت میں پیش کرنا یا اس کا تصور ہی کرنا
ایسا ہی ہے گویا ایک آدمی تھوہڑ کی جھاڑیوں میں جا جا کر
پھل اور میوے تلاش کرتا ہے۔

یہ ایسی ہی انہونی بات ہے کہ کوئی گہری جھیل کے کنارے
شورش آب سے لطف اندوز ہونے کیلئے بیٹھ جائے یا
کوئی بندروں سے گھی وصول کرنے کی کوشش کرے۔

جس طرح یہ احمقانہ فعل ہے اسی طرح خدائے لاشریک
کو کسی بھی ظاہری صورت میں پیش کرنا اور اس کے سامنے
ڈنڈوت کرنا بھی سراسر حماقت اور اندھا پن ہے۔

مسلمان یس ہندیت پالی
کرآ نتھ بدی خصم رُنی اکھ
تیل تڑاؤتھ ٹشی یس زالی
ٹلس کائیس کڑل اتھن فکھ
اکھ خور وو کھلی بیا کھنا ووالی
پٹشس آسیہ ڑکہ وانہ ڑکھ

ایک آدمی مسلمان ہوتے ہوئے بھی غیر اسلامی طرزِ زندگی اختیار
کرے اس کی مثال اس بدمعاش عورت کی سی ہے جو بہت سے
خاوند کرتی اور ہر ایک سے بغلگیر ہوتی ہے۔ یہ آوارہ فرہن اور
ناقابل اعتبار نام نہاد مسلمان اُس احمق جیسا ہے جس کے دائیں
تیل تو ہے مگر یہ تیل کو استعمال کرنے کے بجائے لشی (بدبودار مکڑی
جو جلاتے وقت پھینکتی اور بدبو پھیلاتی ہے) سے روشنی حاصل
کرتا اور دھویں اور بدبو سے ماحول کو گندہ اور اپنے کو روسیاہ بناتا ہے
اس بے ضمیر کی مثال ایسی ہے گویا ایک آدمی ایک پاؤں کشتی
میں رکھتا ہے اور دوسرا ساحل ہی پر۔ ایسے کولھو کے بیل کو آنکھوں
پر پٹی باندھ کر گھوم گھوم کر سوائے غصے کے اور کچھ نہیں ملتا۔
یعنی مسلمان ہے تو صرف اسلام کو اپنائے باقی سب نظریات چھوڑ دے

دَےمو دیوٕ موٕ کھے آسی
پھَل موٕ آسی اَژ خلکَن
سَنٕن سَرن ژیوٕ موٕ آسی
گپو موٕ آسی واٹہ تَرن

خدائے لاثانی کبھی دیو صورت نہیں ہو سکتا وہ تو لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ کی شان لئے ہوئے ہے اسکو معاذ اللہ کسی دوسری صورت میں پیش کرنا یا اس کا تصور ہی کرنا ایسا ہی ہے گویا ایک آدمی تھوہڑ کی جھاڑیوں میں جا جا کر پھل اور میوے تلاش کرتا ہے۔

یہ ایسی ہی انہونی بات ہے کہ کوئی گہری جھیل کے کنارے شورشِ آب سے لطف اندوز ہونے کیلئے بیٹھ جائے یا کوئی بندروں سے گھی وصول کرنے کی کوشش کرے۔

جس طرح یہ احمقانہ فعل ہے اسی طرح خدائے لاشریک کو کسی بھی ظاہری صورت میں پیش کرنا اور اس کے سامنے ڈنڈوت کرنا بھی سراسر حماقت اور اندھا پن ہے۔

مُسلمان یُس ہٕندیُت پالی
کرِ آنتھ بدی خصم رُنی اکھ
تیل ترٲوِتھ ژٔشی یُس زالی
تُس کٲیس کرُزل اَکھن فکھ
اکھ خور وہ کھلی بیا کھ ناوِوالی
پشس آسہِ ژرکہِ وانہِ ژکھ

ایک آدمی مسلمان ہوتے ہوئے بھی غیر اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرے اس کی مثال اس بدمعاش عورت کی سی ہے جو بہت سے خاوند کرتی اور ہر ایک سے بغلگیر ہوتی ہے۔ یہ آوارہ ذہن اور ناقابلِ اعتبار نام نہاد مسلمان اُس احمق جیسا ہے جس کے دائیں تیل تو ہے مگر یہ تیل کو استعمال کرنے کے بجائے لشی (بدبودار مکئی جو جلاتے وقت پھینکتی اور بدبو پھیلاتی ہے) سے روشنی حاصل کرنا اور دھویں اور بدبو سے ماحول کو گندہ اور اپنے کو روسیاہ بناتا ہے اس بے ضمیر کی مثال ایسی ہے گویا ایک آدمی ایک پاؤں کشتی میں رکھتا ہے اور دوسرا ساحل ہی پر۔ ایسے کولھو کے بیل کو آنکھوں پر پٹی باندھ کر گھوم گھوم کر سوائے عفتے کے اور کچھ نہیں ملتا۔
یعنی مسلمان ہے تو صرف اسلام کو اپناوٴ باقی سب نظریات چھوڑ دے

کوٚ نِگے خامس لاوک داغ گوم!
نابدِ کتر س گوم ٹُستھرٕ کاننٕر وورو
قندٕس نابدس سوٗر تہٕ ڈاکھ گوم
بدن اکھ گوم بادہ وورو

کچے زعفران کو داغدار بنایا اس نمی اور تری نے اور قند و نبات کانجی کی ملاوٹ سے کڑوا ہوگیا۔ سارا حاصل شدہ اثاثہ اسطرح برباد ہوگیا کہ اب اپنا وجود بھی اپنے لئے بار بن گیا۔

یعنی مسلمان ہوتے ہوئے جب غیر اسلامی افکار و نظریات کو اپنایا تو گویا قند و نبات کو کڑواہٹ سے ہم آغوش کیا اور پھر اس غلط اور غیر فطری راستہ پر چل کر اس طرح بھنور میں پھنس گیا کہ اب اپنے آپ سے بھی بیزار ہوگیا اور اپنے کو بوجھل محسوس کرنے لگا۔

○

کامہ، کرودھ، لۄب تہٕ موہی
بوہ سرہ، سرہٕ ہن کیشاہ؟
پاپہ سرہ سرگوم روحی
زنگم روے تہٕ زنگم کیشاہ؟

غصہ، لالچ، دنیا کے ساتھ سخت ترین لگاؤ، یہی وہ خصائل بد ہیں جن کو لیکر میں اس دنیاوی سمندر کو پار کرنے کا عزم رکھتا ہوں (حالانکہ یہ ہو ہی نہیں سکتا) میں نے اپنے کو غیر اسلامی رنگوں میں رنگ لیا اور شرمندگی محسوس کرنے کے بجائے فخر و غرور سے شادی مناتا اور خوشیاں محسوس کرتا ہوں۔

○

مُسلو موکر ـــــ کُلے

نتہ غسلس دو دچہ کلے چھاؤ

زوس یاد کرن اوے

یہ کلے گرٛڈہ نتہ سلے تراو

اے مسلمان !

اپنی زندگی برباد نہ کرتا کہ تو کل آخرت کے عالم میں دودھ کی ندیوں سے لطف اندوز ہوگا۔ اپنے کو اللہ سے وابستہ کرا سی کی یاد ہمیشہ دل میں لئے پھرو۔ تاکہ تو عزّت کا مقام حاصل کر سکو گے۔

یوٚت تام نہٕ ایمان اَنکھ
تپسی چان اژہ مو گژنری
تم بازارہ ژور زن نَنگھ
کنن بندگی کرُنھ یژری
دودھ گیو چھکتھ لیوتھ کرنکھ
منتر تنتر پرتھ لگکھ کیژی

اے مخاطب! جب تک کہ نہ تم ایمان سے سرفراز ہو جاؤ گے (جب تک نہ تم خدائے پاک کی لاشریکیت اور رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاؤ گے) تمہاری یہ بندگی یہ محنت یہ ریاضت شاقہ اکارت بے سود اور تضیع اوقات کے بغیر کچھ نہیں۔

اگر ایمان نہ لاؤ گے تو بازارِ محشر میں چوروں کی طرح سر جھکا کر رسوا زدہ ہو کر لیا جائیگا۔ کیا حماقت ہے کہ پتھروں پر تو اللہ کی نعمت گھی اور دودھ چھڑکتا رہتا ہے۔ اللہ کی نعمتوں کو مورتیوں پر پھینک پھینک کر ان نعمتوں کو خواہ مخواہ ضائع کرتا رہتا ہے اور کچھ جنتر منتر پڑھتا رہتا ہے۔ یہ سب حماقت ہے حذاقت نہیں۔

زانِم نہٕ رازہٕ پُرش چھِ اُنی
پکان آسمانن مَن لُدِتھ
تیٚلہِ بڈٕ آے سور کیھ مال مُروٗنی
ییٚلہِ قبرہِ شیرہ گرٕھنک کُنۍ لُدِتھ

مجھے اس (حیرت افزا) حقیقت کا کوئی علم نہ تھا کہ یہ مال و دولت والے لوگ اندھے بھی ہوا کرتے ہیں۔ اسی لئے اپنی دولت کو اونچے اونچے قصر و محلات تعمیر پر خرچ کرتے ہیں۔ ان کی یہ ریاکارانہ عظمت اور اس کا نشہ اس روز اترے گا جب گور کن انکی قبروں پر موت کے بعد خیری پتھر رکھکر جائے گا۔ حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَلنّاسُ نِیَامٌ اِذا مَاتُوا انتبھوا

لوگ نیند میں مست ہیں جب موت آتی ہے تو بیدار ہو جاتے ہیں۔

زِنتھ کیاہ کُر ناداݨی مے
اُغلی راݨی مے
بُرنہٕ کُلی چھاݨی مے
تِمن پھَل نتہٕ کیاہ نیوٚ مے

دنیا میں آکر کے میں نے احمقانہ قدم اُٹھائے اور بے سود کام کئے۔ میں نے زقوم یعنی تھوہر کے درخت لگائے جس کا پھل بدبو دار اور جسم کو جلا دینے والی خارش کے بغیر اور کچھ نہیں۔ بے ثمر درختوں سے میوہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ (اپنی سعی و کوشش کو لاحاصل پا کر کفِ افسوس ملنے لگا)

حضرت شیخ کامل علیہ الرحمۃ ان اشعار میں ایک غلط کار انسان کی محنت اور بے سود سعی و کوشش کو واضح فرماتے ہیں۔ انسان جب غیر اسلامی اور غیر فطری راستہ پر چلنے لگتا ہے تو منزلوں پر منزلیں طے کر کے بھی اُسے کچھ ہاتھ نہیں لگتا۔

ان اشعار میں ہم کشمیریوں کی محنت و کاوش کا بہترین نقشہ کھینچا گیا ہے۔ ہم نے بھی خود ساختہ اصولوں کو اپنا کر سب کچھ گنوا دیا اور ہاتھ کچھ بھی نہیں لگا۔
کاش اب بھی ہم سمجھتے اور غیر اسلامی نظریات کو چھوڑ کر خالصتہً اسلام کی راہ پر چل پڑتے۔ ہمیں چین و قرار نصیب ہوتا۔ اللہ توفیق عنایت فرمائے۔

میٹھ تہٕ مدرہ انتھ ہا برن
ستی شیطانس دوہ دِن آسی
ہیچھِ مندورِ گچھِ ستی لوِن
سوندرن ستی زیٖتھ تمن آسی

دنیا پرست سرمایہ دار لوگ لذیذ کھانوں اور عیش و نعم کے رسیا ہیں۔ ان کا دن شیطان کے ساتھ گزرتا ہے۔ ان کا مطمع نظر بلند عمارات کی تزئین و آرائش اور خوب صورت جوان لڑکیوں کے ساتھ عاشقانہ رموز و اشارے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

یعنی حالانکہ یہاں اس دولت کو خرچ کرنے کی فائدہ بخش اور منفعت آور سکیمیں تو بہت ساری ہیں جن کے اپنانے پر ان سرمایہ داروں کا بھی بھلا ہوتا، دنیا و آخرت کی سرخروئی نصیب ہوتی اور دوسرے بھی اُن سے مستفید ہوتے۔

مگر ان کی بدقسمتی کہ یہ زندہ و جاوید عزت و آبرو سے بھاگتے اور ذلت آور بھول بھلیوں میں پھنس جاتے ہیں۔

نصرِ یوٚ پوٚشکھ نہٕ شیطان موکھس
یُس تسٕندِس موکھس مازان
کڑِ یہ نِشہِ دوٗرٕ ہیوان دوٚکھس
لوٚب نِتہٕ مہشوک کوٚہا پازان

حضرت شیخ کامِل علیہ الرحمتہ اپنے خلیفۂ خاص حضرت بابا نصرالدین رحمتہ اللہ علیہ کو مخاطب بناتے ہوئے ہمیں نصیحت فرما رہے ہیں کہ خبردار رہو اور ہوش سے کام لو۔ دیکھو تم شیطان کی چالبازیوں کا توڑ نہیں کر سکتے ہو۔ اسکی باتوں کیطرف مت جاؤ اور اسکے جھانسے میں مت آجاؤ۔ شیطان حرص و ہوا اور نفس پرستی کیطرف راغب کرکے نیک اعمال سے دور رکھتا ہے اور جب ایک (بدنصیب) نیک اعمال سے دور رہا تو اسکی قسمت میں مصائب و آلام کے بغیر اور کیا ہو سکتا ہے۔ (اللہ پاک شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رکھے آمین)

کوٚکُر بانگ دِیَم ئتھ پتہٕ مےٚ پئیارے
پچاکھر کرٕم نتہٕ یوٗرُم کیٚشاہ
بُکرہٕ ساس پیوان تھزکارے
وُکرہٕ گرٕشھ تہٕ دَلپس کیٚشاہ

مُرغِ سحر کا کام ہے بانگ دینا، چلاّنا اور جگانا۔ وہ تو فطری طور اپنا فرض پورا کرتا ہے لیکن میں ہوں کہ غفلت کی نیند میں خراٹے لے رہا ہوں۔

یہ سب کچھ میرا اپنا گھمنڈ ہے جو مجھے گردن جھکانے نہیں دیتا۔ آج گردن اکڑ گئی ہے کل ہی ٹیڑھی ہو جائے گی۔ اللہ پاک کے حضور پہنچ جاؤں گا تو کیا جواب دوں گا۔

ژٹن یارِ تہٕ گنڈن والے
ووٚوَن ہاکھ، سوٚ ژل، تہٕ کرٛم
پنگہٕ لوٗکھہٕر تہٕ گوٚرسہٕ ناآےٚ رے
کھیٚنہٕ زَن بِہس یم
ٔیٹنزی بِہتھ تہٕ واندرِ دارے
یہٕ چھےٚ کانجل ہُنٛدُے زَم

کائرو کے درخت کاٹنا ان کی شاخوں سے اپنے ساگ،
زاروں کے اردگرد بھاڑ لگانا پھر چھاچھ اور کسی گھٹیا قسم کا
اناج چبانا یہ ان لوگوں کا مشغل حیات ہے جو مقصد زندگی

سے ناواقف ہیں۔

ان کی صورت بندروں جیسی اور ان کی داڑھیاں بن مانسوں جیسی ہیں۔ یہ لوگ دُنیا ئی آز و حرص میں گرفتار اور آخرت سے بیزار ہیں۔ دنیا طلبی ان کا شیوہ اور حرص مال ان کا دروں ہے۔

جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب میری امّت پر زوال کا وقت آئیگا تو وہ لوگ جفاکش اور محنتی تو ہوں گے لیکن صرف دنیا طلبی اور شکم پروری کیلئے۔

یعمھم بطونھم ان کی ہمت پیٹ کیلئے وقف ہوگی

ہر سم کہ تو می دانی زورق بہ سراب اندر
زادی بہ حجاب اندر میری بہ حجاب اندر

اقبالؒ

کلجُگ

(انغیر زمانہ)

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

اقبالؔ

○

عٔلِم پٔرِتھ زونُکھ اَسی گٔییہِ وٲٹھی
تِم وٲٹھ گوٚگل ٹٲٹھی گٔیٚ پی
یِم ماتم ہیتھ اَنٛد گُن بیٚیٹھی
تِم تَل آسِتھ پیٚیٹھی گٔیٚ پی

عالِمِ بے عمل کی مثال اُس موٹے شلغم کی سی ہے جو موٹا بھی ہوتا جاتا ہے اور ناکارہ بھی۔ کیونکہ موٹاپا اس سبزی کی شیرینی کو ختم کر دیتا ہے۔

ان کے برعکس علماءِ حق علم حاصل کر کے بھی اپنے کو کم تر اور خدائے ذوالجلال کا بندۂ کمترین جانتے ہیں۔ یہ ہیں وہ خوش نصیب جن کو مقام بلند پر فائز کیا جاتا ہے۔

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر دل زنی یارے بود — رومیؒ

کھنڈٕ تہٕ نابد، بێیہٕ فلہ وَٹے
باژٕ چھس شیر خور پٔژیوٚن کرانہٕ
تَس بێیلہِ کاٖل ییتھ نال وَلِہ ہَٹے
چھوٚن اتہ گنتھ لوٚگے وتہٕ گتھ پانہٕ

میں نے زندگی بھر اہل وعیال کی خدمت کی۔ میٹھا میٹھا کھلاتا رہا۔ قیمتی لباس سلاتا رہا۔ لیکن جب وہ۔ فرشتۂ اجل۔ گلا دبانے کو آیا تو کوئی بھی سامنے نہ آیا اور مدد نہ کر سکا۔

آہ! میری جان! تو خواہ مخواہ آئی اور جانے لگی۔ وقت پر کوئی کام نہ آیا۔

ماَرِس مارِہم، تاَرِس تارِہم
یارِس کھشیاوِہم ژُونٹھ تہٕ ٹنگ
عاصہٕ چُھ اَتھٕ وول طوٗرِس کھاروِہم
بیٚنبہٕ چھُم مالہِ ترٛیُم زنگ

عصا ایک انسان کیلئے ہر رنگ میں فائدہ مند ہے۔ یہ :-

۱:- سانپ کو مارتا ہے، اس لئے سانپ کے ڈسے جانے سے آدمی بچ جاتا ہے

۲:- دریا پار کراتا ہے : اور آدمی آسانی سے دریا کے ایک کنارے سے دوسرے کنار جا سکتا ہے۔

۳:- مجھے میرے دوست کیلئے سیب اور ناشپاتی مہیّا کرتا ہے۔

۴:- اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہی کوہِ طور پر پہونچا سکتا ہے۔

حقیقتاً دیکھا جائے تو یہ ایک انسان کے لئے تیسری ٹانگ یعنی اضافگی قوّت کا کام دیتا ہے۔

یہاں بھی حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے ذاتی منفعت کے ساتھ ساتھ دو بڑی افادیت کی نشاندہی فرمائی ہے ۔ ا۔ حقوق اللہ ب۔ حقوق العباد دوست کو میوے کھلائے گا۔ یہ حقوق العباد کی طرف اشارہ ہے، طور تک پہونچائیگا یہ حقوق اللہ کی ادائیگی اور شوقِ دیدارِ حق کی یاد دلاتی ہے۔

نصر بابہؒ ژٕ بوز گورٕ ہشٕندی وَشٕن
سورٕ ہشٕنٕز وٕڈٕ آسِہ مورٕ ہشٕند تاج
وٕتھ ہوکھٕن تہٕ ہنٕرگرٕ زٕن
سُے ہامالِہ آسی واندٕر راج

اے بابا نصر الدینؒ !
تم اپنے پیر اور استاد (یعنی حضرت شیخؒ) کی پیشنگوئیاں سُن لے۔
زمانہ آرہا ہے جب نالائق، بدکردار اور بددیانت، عیاش اقتدار پر قابض ہوگا۔ یہ وہ وقت ہوگا جب شریفوں اور صاحبِ علم و فراست کی کوئی قدر نہ ہوگی اور اس کے برعکس نااہل، نالائق اور اوباش لوگ ٹھاٹھ باٹھ اور جاہ و حشمت کی زندگی گزارتے ہوں گے۔

بہتے دریا جم جائیں گے اور گندی نالیوں کا شور برپا ہوگا۔
بیٹے یہی تو بن مانسوں کا راج ہوگا۔

لُکھ تہِ ییکن دُنی یاہ ژۄرن
لاگن مسجدن تہٕ مقبرن باج
کنہِ ووتلن الہٕ گُرٕنٛدی بوڑن
سُے ہا مالہِ آسی واندر راج

لوگ بھی اس دورِ زوال میں ایسے بے بصر ہونگے کہ وہ ہر سرمایہ دار اور صاحبِ اقتدار کے پیچھے پیچھے چلیں گے خواہ وہ کتنے ہی حرام خور، چور اور دھوکہ باز ہوں گے۔

ظالم لوگ مختلف ناموں پر مسجدوں میں بھی داخل ہونے کیلئے ٹیکس لگائیں گے اور مقبروں پر بھی۔ حالات ایسے ہو جائیں گے کہ پتھر دریا میں بہنے لگیں گے، حالانکہ پتھر بہتا نہیں ڈولتا ہے اور اسکے برعکس سوکھے اور کھوکھلے کدو ڈوب جائیں گے۔ حالانکہ ان کو پانی پر ہلکے پن کی وجہ سے تیرنا ہی تھا۔ یعنی ہر چیز کی ماہیت ہی بدل جائیگی ڈوبنے والے ابھریں گے اور اُبھرنے والے ڈوبیں گے۔

بیٹے! یہی انسان صورت بندروں کا راج ہوگا۔

○

تیٖلہِ مالہِ آسن تِتھی کیٖرن
ٹنگ ژۄنٹھ پیٚچن ژیٖرن سیتی
ماجہِ کورہِ کرِتھ اَتھہٕ واس نیٖرن
دۄہ دِہِن برَن غاٗرن سیتی
خوش ییٚنی حقس دُنیاہ لورن
سُے ہا مالہِ آسی واندر راج

میرے عزیز!

اس وقت یوں تو عقل و حکمت کا یہ حال ہو گا کہ سیب اور ناشپاتی خوبانیوں کے ساتھ ساتھ پک جائیں گی۔ ایک ساتھ بازار میں یہ میوے نظر آئیں گے۔ لیکن یہی وہ تاریک

زمانہ ہوگا جب ماں بیٹی باہمی مشورہ اور آپسی رضامندی کے ساتھ گھر سے بن ٹھن کر نکلیں گی۔ اور دوسرے اوباشوں کے ساتھ زندگی کے دن بغیر کسی شرم و حیا کے گذارینگی

ایسا لگتا ہے کہ یہی وہ زمانہ ہوگا جب خداوند کریم دنیا کو ناش کریگا اور تہس نہس کریگا۔ اور یہی اے میرے عزیز! بن مانسوں کے راج کا زمانہ ہوگا۔

(یوں تو یہ بے حیائی ہر جگہ اب پھیلنے لگی ہے، وہ ملک مسلمانوں کے ماتحت ہو یا غیروں کے۔ لیکن اگر کوئی اس کی عریاں تصویر دیکھنا چاہے تو یورپ کا سفر کرے۔)

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھوں میں باقی
خدا کرے تری جوانی رہے بے داغ
(اقبالؒ کی دعا اپنے بیٹے کے لئے)

کاوٕکھیٚیہِ گوٗج کان سنٛتس
پنٛپھس پیوٚ مُرن کنٛدے
یٛرارِہ ہوٚنٛد یرآر کوٚکرِ پوٚتس
اُتہِ بَلا یہِ تُٛتِس وَندے

افرا تفری کا یہ عالم ہو گا کہ کرے کوئی اور بھگتے کوئی۔ کوا اخروٹ سے گریاں توڑ کر نکالے تو اخروٹ والا کوے کو نہیں ہُد ہُد کو اس جرم کی سزا میں قتل کرے اور مار ڈالے۔ اور یہ اس لئے کہ کوّا زور زور سے کائیں کائیں کرنے اور شور مچانے میں ماہر ہے۔ بچارہ ہُدہُد کوّے کی طرح چلاّ نہیں سکتا اس لئے اس خاموش فطرت پرندے کو ہدف بننا پڑتا ہے۔

بالکل اسی طرح بلی کا حملہ چوزے پر ہوتا رہے گا۔ اس لئے کہ چوزا بیچارہ بے بس ہے۔ مختصر یہ کہ اس دورِ ناہنجار میں کرے کوئی اور بھگتے کوئی کا چلن ہو گا۔

تقدیر کے قاضی کا فتویٰ ہے ازل سے
ہے جُرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات اقبالؔ

نفس چھی وَنُک اَگہ زیُو

نفس سانہٕ پٹ ہکوٹھ

یِمی کڈِتھ اوٚن گجہ رٔٹی

تِمی شرعِ محمدؐ پوٚولی

نفس جنگل کی ایسی سخت ٹیڑھی میڑھی اور ناکارہ لکڑی کے مانند ہے جس سے کوئی بھی سامانِ سان و مکان بن نہیں سکتا۔

جس نے اسے (ریاضت) کی آگ میں جلا دیا۔ اسی نے حقیقتاً شریعت کی پیروی اور نگہبانی کی۔